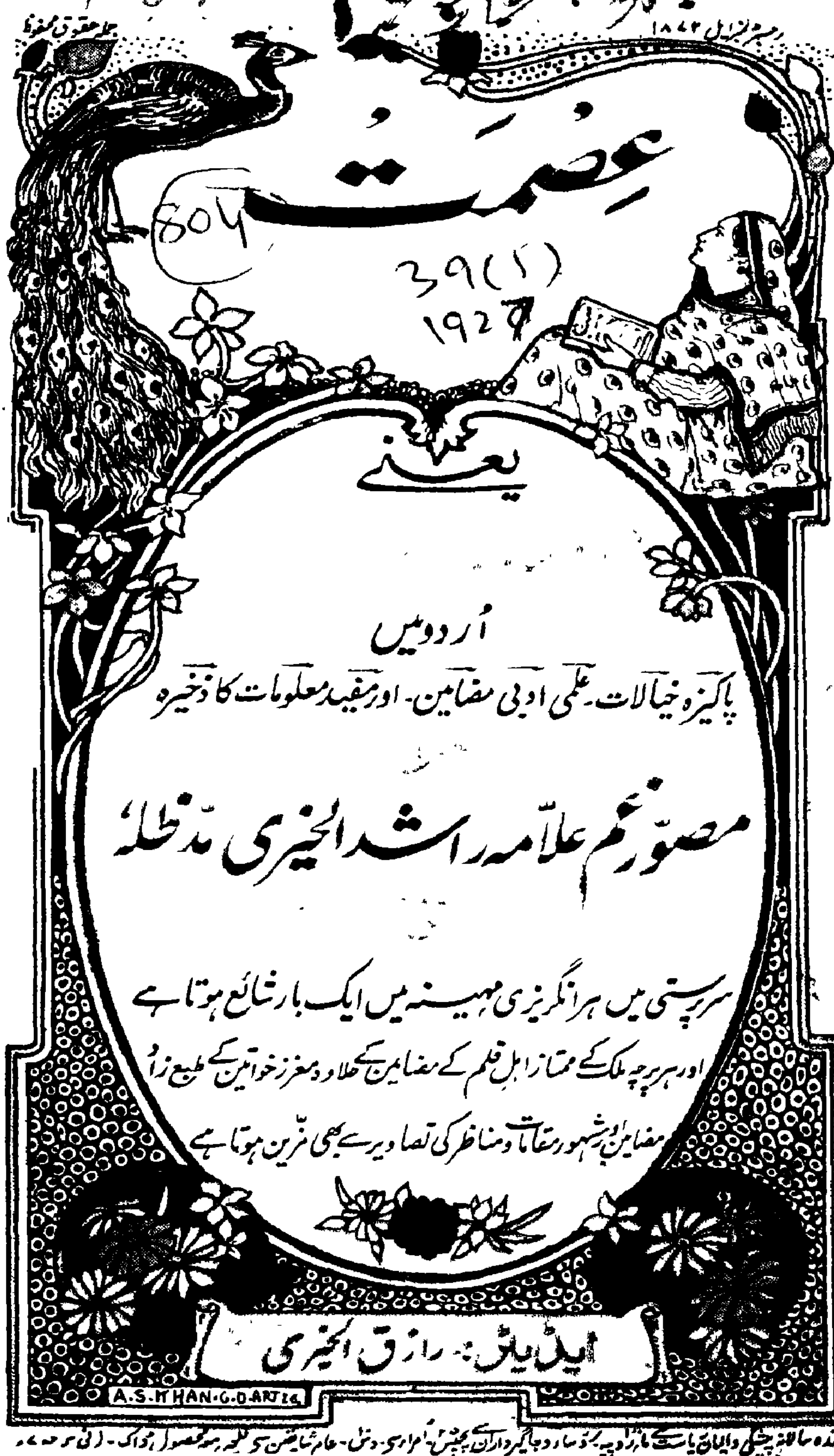


چندہ سالانہ پیشگی والیان ریاست سے بارہ روپیہ رؤسا و جاگیرداران سے چھ روپیہ ۔ دہلی ۔ عام شائقین سے ... محصول ڈاک ...

نامہ نگاران عصمت اور انکے مضامین

اڑتیسویں جلد (جنوری تا جون ۱۹۲۷ء)

(ختم شد)

رعایت صفحہ ۱۰۶ پر ملاحظہ فرمایئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عصمت دہلی

جلد ۳۹ | بابت جولائی ۱۹۲۷ء عیسوی | نمبر ۱

فہرست مضامین و تصاویر

چند باتیں

ہزار ہزار شکر اور لاکھ لاکھ احسان ہے اس خدائے بزرگ و برتر کا جس کے فضل و کرم سے انیس سال پورے کرکے عصمت آج بیسویں سال میں قدم رکھتا ہے۔ بیسویں سال کا یہ پہلا پرچہ جہاں ایک جھلک ہے اس معیار کی جس پر جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کی زندگی میں عصمت کو پہنچانے کی تیاری ہو رہی تھی وہاں ایک نمونہ بھی کہا جا سکتا ہے اُس دلچسپی اور خوبصورتی کا جو عصمتی بہنوں کی ذرا سی توجہ سے عصمت کے ہر پرچہ میں پیدا ہو سکتی ہے۔ انیس سال تک اُردو کے ایک نسوانی رسالہ کا زندہ رہنا اگر کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ عصمت کا وجود اگر قوم کے لئے واقعی مفید ہے۔ اور عصمتی بہنیں اگر سچ مچ عصمت کو اور بھی بہتر حالت میں دیکھنا چاہتی ہیں تو مجھے اُمید ہے اسوقت ہر بہن اپنے خاندان کی تمام پڑھی لکھی بیبیوں، اپنی سہیلیوں اور ملنے جلنے والیوں کو عصمت کی خریداری کی ترغیب دے کر اس مہینہ کے اندر کچھ نہ کچھ خریدار عصمت کو دیدیگی +

اس پرچہ کا ٹائیٹل رنگین بلاکوں کا چھاپا گیا ہے۔ اُمید ہے تمام بہنیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھینگی۔ اس پرچہ کی تصاویر بھی امتیازی شان رکھتی ہیں رنگین تصویر "عصمت کا مطالعہ" اپنی طرز کی اُردو رسائل میں ایک بے نظیر چیز ہے اور "موسم گرما" فن مصوری کے اعتبار سے قابل دید ہے۔ اُردو کے پرچوں میں ایک مرض وبا کی طرح پھیلا ہوا ہے کہ ہر تصویر کے ساتھ کوئی نظم یا مضمون ضرور شایع کیا جاتا ہے گویا فن کے لحاظ سے خود تصویر کوئی چیز ہی نہیں ہوتی عصمت نے نہایت کثیر رقم صرف کرکے یہ تصویریں بنوائی ہیں اور اپنے مصور کا کمال فن دکھانے کیلئے شایع کر دی ہیں۔ تیسری تصویر علامہ راشد الخیری کے بے نظیر فسانہ "سیلے بنتاگی" کی ہے۔ جرمنی میں کپڑے کس طرح دھلتے ہیں ان کے متعلق جو تصویریں شایع ہو رہی ہیں ان کے لیے ہم جناب پروفیسر ستار خیری ایم اے (جرمنی) کے شکر گزار ہیں۔ آخری تصویر "زنانہ بیان" ہے ہم آئندہ بھی اس قسم کے نمونے کے بلاک بنوانے کی کوشش کرینگے +

مراری فائن آرٹ دہلی نے جہاں عصمت کے بلاک بنتے اور چھپتے ہیں اب چند مہینے سے بہت اچھی ترقی کر رہا ہے۔ میں اس کے منیجر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ باوجود مشکلات کے اس پرچہ کے نہایت تھوڑے وقت میں بلاک عمدہ بنائے اور تصویریں اچھی چھاپی ہیں +

عصمت اٹھارہ سال سے اپنے ذاتی پریس میں چھپتا تھا مگر اب محبوب المطابع برقی پریس میں چھپتا ہے جسکے مالک مرزا محبوب بیگ نہایت شریف اور فرض شناس انسان ہیں پابندی وقت کے ساتھ عصمت کی باقاعدہ اشاعت بہت کچھ مرزا صاحب کی رہین منت ہے +

رازق الخیری

انیسویں ۱۹ سال کے مضمون نگار

۹۔ **بلقیس جہاں صاحبہ** (بنت عبدالستار صاحب وکیل جونپور) کے اس سال ہمی افسوس ہے ہم بہت کم مضامین درج کر سکے لیکن عصمت کی مضمون نگاری کا جو جذبہ انکے دل میں موجزن ہے وہ قابل قدر ہے۔ انہوں نے سال گذشتہ سے لکھنا شروع کیا ہے۔ اور دو تین سال تک مشق کرتی رہیں تو خوب ترقی کریں گی۔ "شوہر کا استقبال" (فروری) صرف ایک صفحہ کی مختصر کہانی ہے مگر خاصی مؤثر ہے۔ ایک شریف بیوی کے پاکیزہ جذبات کو نہایت خوبی سے ادا کیا ہے +

۱۰۔ **بیگم ڈاکٹر اسحاق صاحبہ** (موسے خیل) کے مضامین کئی سال پہلے بھی عصمت میں شائع ہو چکے ہیں۔ وسیع المطالعہ۔ باریک بیں اور نقطہ فہم بی بی ہیں۔ انکا فاضلانہ و فلسفیانہ مضمون "عبرت بصیرت" (اکتوبر اور جنوری) نہایت قابلیت سے لکھا گیا ہے اور سنجیدہ بیبیوں نے اُمید ہے قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہوگا۔

۱۳ **التنیم فردوس صاحبہ** (ہمشیرہ ڈاکٹر احسان اللہ صاحب رائے پور) اُن لکھنے والی خواتین میں سے ہیں جو صحیح معنوں میں ترقی کرنا چاہتی ہیں۔ خاصے اچھے عام فہم اور مفید قیمتی مضامین لکھتے سکتے وہ سال گذشتہ ادق نگاری اور عبارت آرائی کی طرف جھک گئی تھیں جسے ہمنے سخت ناپسند کیا تھا۔ ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ انہوں نے ہمارے ناچیز مشورہ پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایا اور اس سال جسقدر مضامین بھیجے قریب قریب سب درج کیے گئے۔ "حساب کی تاریخ" (ستمبر) اور "گھڑیاں" (نومبر) یہ دونوں مضمون قیمتی معلومات سے پُر ہیں اور کافی مطالعہ کے بعد نہایت محنت و کاوش سے لکھے گئے ہیں "ملی کھیل" (اکتوبر) لڑکوں لڑکیوں کے لیے بہت دلچسپ مضمون ہے۔ کھیل کا کھیل ہے تعلیم کی تعلیم۔ بچوں کے ذہنی و دماغی ترقی کے لیے تاریخ و جغرافیہ جیسے خشک مضامین اگر ایسے دلچسپ طریقہ سے پیش کیے جائیں تو یقیناً بہت جلد ذہن نشین ہو سکتے ہیں "گھر داماد" (جنوری) تحریر کی روانی، عبارت کی سلاست اور بحث کی معقولیت کے لحاظ سے قابل تعریف مضمون ہے۔

۱۴۔ **حامدہ بیگم صاحبہ منیری** (ا... منزل [illegible]) عصمت کی و[illegible] اہل کی مشہد [illegible]

والی بیبیوں میں سے ہیں۔ شمرو کی بیگم اور تذکرہ خواتین دکن جیسے معرکتہ الآرا تاریخی مضامین نے جو پندرہ سال کے قریب ہوئے عصمت میں شائع ہو کر بے انتہا مقبول ہو چکے ہیں حامدہ بیگم صاحبہ خیری کو ملک کی ممتاز لکھنے والی بیبیوں کی صف میں نمایاں جگہ دے دی تھی۔ افسوس ہے محترمہ موصوفہ کو سالہا سال تک ایسے صدمات پہنچے کہ لکھنا قطعاً چھوٹ گیا ورنہ عصمتی بہنیں دیکھتیں کہ اس عرصہ میں انکے کیسے کیسے مفید مضامین زنانہ لٹریچر میں قیمتی اضافہ کرتے۔ سفرنامہ حج جس سے اوراق عصمت کو اس سال مزین کیا جا رہا ہے نہ صرف حج کا ارادہ رکھنے والی بیبیوں کے لیے بہت کچھ کارآمد ثابت ہوگا بلکہ سیاحت کے لٹریچر میں اس سے قابل قدر اضافہ ہوگا حالات دلچسپ اور تحریر انتہا درجہ کی سادہ کہیں مؤثر اور کہیں پُر لطف ہے۔

۱۵۔ حلیمہ خاتون صاحبہ خستہ ہمارے معزز دوست مسٹر محمود الحسن صدیقی بی اے علیگ کی ہمشیرہ ہیں اور اسی سال کی شاعرہ ہیں۔ چھوٹی بحر میں خوب شعر کہتی ہیں انکی دونوں نظمیں "ایک بہن کی یاد" (جنوری) اور "عالم تنہائی" (اپریل) غمگین دلوں کو تڑپا دیتی ہیں شعر وہ ہے جس میں تاثیر ہو اور تاثیر اس شعر میں ہوتی ہے جو دل سے نکلے یہ نظمیں مخلصانہ آنسو میں مرحومہ بہن کی یاد میں اس لیے تاثیر میں ڈوبی ہوئی ہیں اور بار بار پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے۔ خستہ صاحبہ بہت ہونہار معلوم ہوتی ہیں انکی دلچسپی اگر برقرار رہی تو حلقہ عصمت میں خوب ناموری حاصل کرینگی۔

۱۸۔ خورشید آرا بیگم صاحبہ (دختر جناب قاضی محمد قیام الدین صاحب ایم اے دہلی) عصمت کی اُن مایہ ناز قلمی معاونین میں سے ہیں جنکی قابلیت پر عصمتی بہنیں بجا طور پر فخر کر سکتی ہیں ایک نہایت کامیاب اور اعلی پایہ شاعرہ کی حیثیت سے انکا درجہ اسقدر ممتاز ہے کہ اردو کے بہترین شعراء کے زمرہ میں بلاشبہ انکا نام لیا جا سکتا ہے کہ غالب و اقبال کی طرح انکی فلسفیانہ و حکیمانہ نظموں کو سمجھنے کے لیے خاص قابلیت کی ضرورت ہے۔ انکے تخیل کی بلند پروازی پر شکوہ الفاظ میں کائنات کی مصوری ہے اور انکی شاعری موسیقی کی لطافت سے لبریز۔ "نمودِ سحر" (اکتوبر) میں مناظر قدرت کی مصوری نہایت دلاویز اور خوبصورت الفاظ میں کی گئی ہے "فطرت کی جھلک" "شباب نوری" "بربط آب" "تار سیمگوں" "شب کی ادا" "نکہت سحر" جیسے ... [illegible] ... کائنات کی شاعری ... [illegible] ... ایک ... [illegible]

[illegible]

سحر نے پہنائے گوشِ گل میں صبح بندوں کے گوشوارے "منودِ سحر"
ہر ایک برگِ شجر کو فطرت ردائے شبنم اُڑھا رہی تھی (اکتوبر)

برگ ہائے سبز کی چادر تھی چہرہ پر پڑی
ایک "عروسِ نو نقاب افگندہ" جیسے ہو کھڑی
گل و غنچہ (دسمبر)

پردہ شالِ شفق سے روئے زیبائے ہلال اک ردائے شرمگیں نکلا ہے باحسن و جمال
جلوہ آرا ہو کے پھر تختِ زمردفام پر "ہلال ماہ صیام"
نور افشاں ہو گیا سب عالمِ اسلام پر (مارچ)

خورشید آرا بیگم صاحبہ فارسی مصرعوں پر اس خوبصورتی سے تضمین کرتی ہیں کہ بالکل اپنا بنا لیتی ہیں مثلاً سالگرہ عصمت (جولائی) کا آخری بند یا اس بند میں فارسی کے مشہور مصرعہ کو بس خوبی سے ادا کرتی ہیں۔

بیاد آر آں زمانہ جبکہ تھیں در پیش صد مشکل تھیں مستورات دشتِ جہل میں آوارہ منزل
"شبِ تاریک بیمِ موج و گردابے چنیں حائل" کہ تصویرِ خیالی تھا ہجوم یاس میں ساحل
کی ایسے وقت میں مولانا راشد نے مددگاری
ہے بہبودیٔ نسواں رسالہ یہ کیا جاری

جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کی جواں مرگی پر خون کے آنسو گرا کر حسن عقیدت کے جو سدا بہار پھول نومبر کے پرچہ میں خورشید آرا صاحبہ نے کھلائے ہیں چمن عصمت انسے ہمیشہ شاداب و معطر رہیگا ؎

موجب فخر خواتین تھی ذاتِ خاتون نکہتِ گل سے بھی پاکیزہ صفاتِ خاتون
بہرِ ما لایقِ تقلید حیاتِ خاتون قابلِ رشک ہے لاریب مماتِ خاتون
فرد یکتا تھی وہ اس دہر کے مہمانوں میں
ایسے کم ہوتے ہیں انسان بھی انسانوں میں

خاتون اکرم مرحومہ کی فسانہ نگاری اور انشاپردازی نہیں جادو نگاری اور سحر طرازی ان کی کریم النفس طبیعت اس طرح دیتی ہے۔

تری نظم پہ تھی نثر کو تیرے نثار صد بلاغت تھی تری ایک سلاست پہ نثار
ہے کھلا ۔ ۔ ۔ ساتھی قدرت کی بہار شگفتہ تھے سطر کی لڑیوں میں جواہر افکار

لذت درد سے معمور تھے افسانے تیرے
مست ہر ایک کو کرتے تھے یہ پیمانے تیرے

خورشید آرا بیگم صاحبہ ایک قابل فخر شاعرہ ہی نہیں ہیں۔ نثر بھی اچھی لکھ سکتی ہیں "یوسف گم گشتہ" (اکتوبر) نہایت دلچسپ افسانہ ہے۔

۲۰۔ خورشید اقبال صاحبہ حیا (بنت صوفی نذر حسین صاحب میرٹھ)
اسی سال کی شاعرہ ہیں اور خوب شعر کہتی ہیں۔ ان بہن کو غزل کہنے کا بہت شوق ہے یہاں تک کہ نظم میں بھی غزل کا رنگ جھلکتا ہے۔ جو عصمت کے لئے موزوں نہیں لیکن ہمارے ناچیز مشورے اور ہدایتوں کو مدنظر رکھکر ان بہن نے "سکوت شام" لکھکر ثابت کر دیا کہ اگر قدردانی اور حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ صحیح رہنمائی بھی کی جائے تو تعلیم یافتہ خواتین میں ایسی ایسی قابل بیبیاں پیدا کی جا سکتی ہیں جنکے مفید اور دلچسپ مضامین اور پاکیزہ نظمیں دیکھ کر بڑے بڑے قابل مرد عش عش کریں۔ "سکوت شام" (فروری) اس سال کی بہترین نظموں میں سے ہے اور جس خوبصورتی اور جس کامیابی سے حیا صاحبہ نے شام کا سماں باندھا ہے اسکی جسقدر بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ورڈزورتھ کی طرح نہایت آسان الفاظ میں شام کا تمام منظر شہر کا بھی اور جنگل کا بھی آبادی کا بھی اور ویرانہ کا بھی نہایت خوبی سے کھینچکر رکھدیا ہے۔ ہمیں یہ نظم بے حد پسند آئی اور ہمیں خوشی ہوگی اگر محترم شاعرہ اس طرز کی چند اور نظمیں بھی لکھیں گی۔

۲۲۔ رضیہ ناصرہ صاحبہ۔ (ہمشیرہ مسٹر محمد وحید کیلانی بی اے لاہور)
کے چھوٹے چھوٹے دلچسپ مضامین جن سے عصمتی بہنوں کی معلومات میں بہت اچھا اضافہ ہوا ہوگا۔ اس سال خاصی معقول تعداد میں شایع ہوئے ہیں ان بہن کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور خالص علمی مسایل کو نہایت دلچسپ انداز میں پیش کر سکتی ہیں۔ انکا اکتوبر کا مضمون "قوت متخیلہ کی مثال" نفسیات (سائیکولوجی) کے ایک اہم مسئلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ قصہ دلچسپ اور دل نشین ہے۔ بہت سی بیبیوں نے اسے پسند کیا ہوگا عصمت کی ترقی کے لئے رضیہ ناصرہ صاحبہ کے مخلصانہ مشورے بھی ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

۲۳۔ زبیدہ بانو صاحبہ (ہمشیرہ محمد رشید صاحب [illegible]) [illegible]
سال سے عصمت میں لکھ رہی ہیں اور اس عرصہ میں انکے بہت سے [illegible] مضامین

بھی شایع ہوئے ہیں اس سال افسوس ہے انکے مضامین کی تعداد بہت کم ہے لیکن جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کے خطوط فراہم کرکے انہوں نے اسکی تلافی کر دی ہے جس کے لیے خلوص دل سے ہم انکا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔

۲۴۔ زہرہ اختر بیگم صاحبہ عصمت کی پرانی شاعرہ ہیں سنہ ۲۰ اور سنہ ۲۱ میں انکی چند نہایت اچھی اچھی معاشرتی اور تاریخی نظمیں شایع ہوئی ہیں۔ اس سال گو محترمہ موصوفہ کی کچھ زیادہ نظمیں درج رسالہ نہ ہو سکیں تاہم آیندہ سال ہمیں توقع ہے کہ انکی کئی عمدہ نظمیں شایع کر سکیں گے ۔

۲۵۔ سہیل النسا خاتون صاحبہ (مسز مجیب الرحمن صاحب کلکتہ) بھی عصمت کی بہت پرانی لکھنے والی بیبیوں میں سے ہیں اور اگر انقلابات زمانہ انہیں فرصت دیتے اور برابر لکھتی رہتیں تو آج چوٹی کی لکھنے والی بیبیوں میں انکا شمار ہوتا۔ اس سال ہم محترمہ موصوفہ کا صرف ایک مضمون شایع کر سکے جو ایک بنگالی قصہ کا نہایت کامیاب ترجمہ ہے۔ اور ہمیں یقین ہے تمام عصمتی بہنوں نے اسے بے حد پسند کیا ہوگا۔ "نندو بابو" (اپریل) پلاٹ اور مکالمہ کی دلچسپی اور بیان کی سلاست کے اعتبار سے اس سال کا بہترین افسانہ ہے اور ترجمہ اس سے بھی زیادہ قابل تعریف۔

۲۸۔ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ (ایڈیٹر النسا) عصمت کی مایہ ناز قدیمی مضمون نگار اور ملک کی چند بہترین اہل قلم خواتین میں سے ہیں۔ نہایت قابل بی بی ہیں اُردو کی کئی دلچسپ اور مُفید کتابوں کی مصنفہ ہیں انگریزی اور فارسی میں نہایت اچھی قابلیت رکھتی ہیں برجستہ تقریر کرتی ہیں۔ حیدر آباد دکن کی نظمیں خواتین دکن محترمہ صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ ہی کی مؤثر تقریروں اور قابل قدر کوششوں کا نتیجہ ہے۔ انکی تحریر میں سادگی پختگی اور روانی ہے اور یہی محترمہ موصوفہ کے طبع زاد مضامین اور کتابوں کی کامیابی کا راز ہے۔ زبان کی سادگی عبارت کی سلاست، طرز تحریر کی دلکشی اور پلاٹ کی دلآویزی کے لحاظ سے چیونٹیوں کی فتح (جولائی) سیدھا سادا مگر نہایت پرلطف اور نتیجہ خیز قصہ ہے محترمہ صغرا ہمایوں صاحبہ کئی سال بعد بزم عصمت میں تشریف لائی ہیں۔ انکی تشریف آوری تمام عصمتی بہنوں کے لیے باعث مسرت ہے ۔

۲۹۔ ظفر جہاں بیگم صاحبہ (اہلیہ مولوی ظہیر الدین صاحب وکیل بریلی)

نے اسی سال سے عصمت میں لکھنا شروع کیا ہے۔ تحریر انکی بھی خوب پختہ اور عام فہم ہے معاشرتی مضامین پر اپنی قابل بہن و۔ ا صاحبہ کی طرح یہ بھی خوب رائے زنی کرتی ہیں "کامل العقل" (جون) بے حد قابل تعریف مضمون ہے۔ بحث اسقدر معقول ہے کہ ممکن ہے بعض بڑے بڑے مرد زبان سے اقرار نہ کریں لیکن دل میں تو سب ہی قائل ہو جائیں گے "وہ غلطی کس کی تھی؟" (مارچ) نہایت دلچسپ اور سبق آموز اصلاحی ڈرامہ ہے۔ اس قسم کی غلط فہمیاں میاں بیوی میں اکثر ہو جاتی ہیں۔ ظفر جہاں صاحبہ نے یہ دونوں مضمون بہت اچھے لکھے ہیں *

۳۱- **عابدہ بیگم صاحبہ** اسی سال کی شاعرہ ہیں اور بہت ہونہار ہیں مشق کرتی رہیں تو خوب لکھنے لگیں گی۔ اپنی محترم بہن خورشید آرا بیگم صاحبہ کے رنگ میں۔ "اہل گورستان سے" (جنوری) انہوں نے بہت اچھی نظم لکھی ہے "آہ خاتون" (نومبر) میرے دلی شکریہ کی مستحق ہے "موسم بہار" (مارچ) انکی ابتدائی نظم ہے مگر خوب ہے *

۳۲- **عائشہ بیگم صاحبہ** (بیگم خانصاحب ڈاکٹر غلام رسول صاحب پرنسپل پونا) اس سال کی نئی نامہ نگار بہنوں میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہیں۔ انکے جسقدر مضامین شایع ہوئے ہیں، کسی نہ کسی مفید اور ضروری موضوع پر۔ انکی تحریروں کی یہ بڑی خوبی ہے کہ مختصر الفاظ میں اپنے مطالب ادا کرتی ہیں "سکولوں کی استانیاں" (جنوری) قابل قدر مضمون ہے مختصر الفاظ میں استانیوں کے کیریکٹر پر نہایت قابلیت سے بحث کی گئی ہے ۲۹ویں جلد کے تینوں چھوٹے چھوٹے مضامین اپنی اپنی جگہ بہت اچھے ہیں۔ تیمار داری اور بچوں کے امراض (مئی اور جون) نہایت محنت سے اپنے تجربوں کی بنا پر لکھے گئے ہیں اس لیے ہر سمجھدار بی بی کو ان قیمتی اور مفید مضامین سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

عائشہ بیگم صاحبہ بڑی دردمند بی بی ہیں انھیں عصمت کی ترقی اشاعت کا بھی بہت خیال ہے۔ انکے مفید مشوروں کے ہم ممنون ہیں *

۳۳- **عظمت النساء صاحبہ** (بنت ڈاکٹر محمد اشرف صاحب حیدرآباد دکن) بھی اسی سال کی مضمون نگار ہیں۔ ادبیات انگریزی و ترکی سے انھیں خاص لگاؤ ہے جنکی جھلک انکے مضامین میں نظر آتی ہے۔ انکی تحریروں میں بعض اچھے اچھے ادبی فقرے ملتے ہیں اگر یہ بہن اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ انشا پردازی بھی کرتی رہیں تو بہت جلد انکا شمار ممتاز لکھنے والیوں میں ہو جائیگا۔ "دوست دشمن" (فروری) انکا پہلا ہی افسانہ کامیاب کہا

جاسکتا ہے۔ "تعلیم وتربیت" نہایت معقول مضمون ہے۔ افسوس ہے ان بہن کے مضامین کی تعداد پوری سہ نہ ہوسکی لیکن اُمید ہے آیندہ سال انکے مختصر مضامین کافی تعداد میں شایع ہونگے +

۳۶۔ فاطمہ بیگم صاحبہ (بنت خان محمد حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس بنگلور) نے بھی اسی سال عصمت میں لکھنا شروع کیا ہے۔ تعلیم وپردہ کے متعلق انکی انگریزی تقریر جسکا ترجمہ جنوری کے پرچہ میں شایع ہوا ہے۔ بہت کچھ قابل قدر ہے۔ یہ بہن ہیں تو بہت قابل لیکن اس تقریر کو چھوڑ کے افسوس ہے انکا کوئی اور مضمون ایسا شایع نہیں ہوا جسکا خاص طور پر یہاں ذکر کیا جائے۔ ہمیں توقع ہے سال آیندہ اسکی تلافی ہوجائے گی +

۳۷ نواب قمر جہاں بیگم صاحبہ جو قومی معاملات میں نہایت گہری دلچسپی لینے اور اُردو و فارسی میں نہایت مؤثر اعلیٰ پایہ کے شعر کہنے کی بنا پر اردو کی تعلیم یافتہ خواتین میں خاص امتیاز رکھتی ہیں جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کا نوحہ وفات لکھہ کر سنہ میں عصمتی بہنوں سے متعارف ہوچکی ہیں۔ نواب صاحبہ محترمہ کو قسام ازل نے وہ دل عطا فرمایا ہے جس میں قومی درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے" شکوہ مخلصانہ (مئی) میں انہوں نے جو آنسو یتیم و لاوارث بچیوں کی حالت زار پر گرائے ہیں اسقدر درد بھرے ہیں کہ طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ نواب صاحبہ محترمہ منجھو بیگم مرحومہ کی طرح نہایت آسان اور سادہ زبان میں شعر کہتی ہیں۔ اور یہ ایسی قابل تعریف خصوصیت ہے جو عصمت کی دوسری شاعر خواتین میں بہت کم ہے۔ محترمہ موصوفہ کو عصمت کی ترقی کا جسقدر خیال ہے اگر شہرت اور ناموری سے سخت بیزاری اور نفرت نہ ہوتی تو اس سال انکی بہت سی نظموں سے اوراق عصمت مزین ہوتے +

۳۸۔ ک خاتون صاحبہ اکبر آبادی کی نظموں کی تعداد اس سال گو کچھہ زیادہ نہیں ہے لیکن جسقدر نظمیں شایع ہوئی ہیں حوصلہ افزائی کی مستحق ہیں۔ عصمت کی دوسری شاعر بیبیوں سے انکا رنگ بالکل جدا ہے اور اپنے رنگ میں ایک حد تک انھیں کامیاب کہا جاسکتا ہے۔ ہمیں انکی زبان کی سادگی بہت پسند ہے +

۳۹ کنیز محمد بیگم صاحبہ منشی فاضل عصمت کی نہایت مستقل اور ممتاز لکھنے والی بیبیوں میں سے ہیں۔ محترمہ موصوفہ کی نہایت ضروری اور مفید مصروفیتوں اور

ذمہ داریوں کے بڑھ جانے سے ہمیں احتمال تھا کہ اس سال شاید انکے مضامین زیادہ شایع نہ ہو سکیں لیکن پچھلی ششماہی میں سب سے زیادہ مضامین لکھ کر انھوں نے یقین دلادیا کہ عصمت کی قلمی اعانت کا قابل قدر جذبہ ہر حالت میں انکے دل میں موجزن ہے۔ ہم اپنی محترم بہن کی مسلسل عنایتوں کے دلی شکر گذار ہیں۔ انکا دلچسپ مضمون سیر کشمیر توقع سے زیادہ مقبولیت کی نظر دیکھا جا رہا ہے۔ بعض بہنوں کے مشورہ سے اب ہمارا قصد چند اشاعتوں کے بعد اسے کتابی صورت میں شایع کرنے کا ہے۔ اس دلاویز اور پُرلطف مضمون کے علاوہ محترمہ کنیز بیگم صاحبہ کے اور بھی کئی قابل قدر مضامین اس سال شائع ہوئے ہیں خصوصاً مریضوں کی غذا (مارچ اپریل اور مئی) نہایت مفید مضمون ہے اور بہت محنت سے لکھا گیا ہے۔ "صحت کے تین رفیق" (ستمبر) اور "بچوں کی نیند" (فروری) بھی کارآمد مضامین ہیں *

۴۶۔ لطیف بیگم صاحبہ (بنت ملک سردار خانصاحب لاہور) کا شمار گو مستقل مضمون نگار بیبیوں کے زمرہ میں مسلسل آٹھ نو سال سے ہے لیکن اب دو تین سال سے نہ نہایت ممتاز لکھنے والی بیبیوں میں سے ہیں۔ عصمت کو جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کی جوانمرگی سے جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اسے محترمہ لطیف بیگم صاحبہ نے پوری طرح محسوس کیا ہے اور نہایت سرگرمی سے انھوں نے پچھلے تین سال میں مضامین اور مشوروں سے عصمت کی اعانت کی ہے۔ سلائی کے کام پر انکے مضامین حلقہ عصمت میں کافی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں اور سوا اسکے دو چار بہنوں کے سب بیبیاں نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہی ہیں۔ عصمت کی چار پانچ درجن مضمون نگار بیبیوں میں سے کسی نے زنانہ دستکاری جیسے نہایت ضروری موضوع پر افسوس ہے توجہ نہ کی ایسی حالت میں لطیف بیگم صاحبہ کی کوششیں یقیناً بہت کچھ قدر و شکریہ کی مستحق ہیں۔ ان مضامین کے علاوہ پانچ چھ علمی معاشرتی اور ادبی مضامین بھی ہماری عزیز و محترم بہن کے شائع ہوئے ہیں "جنگ امن" (جون) "تہذیب" (اکتوبر) "علمی معلومات" (ستمبر) اس قابلیت سے لکھے گئے ہیں کہ اچھے اچھے تعلیم یافتہ مرد بھی ان مضامین کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے *

۴۷۔ مسز یوسف الزماں صاحبہ (اہلیہ مسٹر یوسف الزماں منصف) ہیں تو اسی سال کی مضمون نگار لیکن انکی تحریر کی پختگی اور روانی سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی سال سے لکھنے کی مشق کر رہی ہیں۔ انکا طرز تحریر بے حد سادہ مگر مؤثر ہے۔ اور پھر یہ

بھی بڑی خوبی ہے کہ مختصر الفاظ میں کامیابی کے ساتھ اپنے مطالب ادا کرتی ہیں "نعیمہ" (فروری) نہایت موثر اور "اچھی فاطمہ" (مئی) بے حد دلچسپ افسانے ہیں "خواتین پر جدید تعلیم کا اثر" (اکتوبر) "مہر فاطمی" (جنوری) "بالوں کا جنازہ" (مارچ) تینوں نہایت معقول مضامین ہیں۔ اور ہمیں اُمید ہے بہت سی بہنوں نے ان مضامین کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہوگا۔

۵۰۔ مہرالنسا صاحبہ (ہمشیرہ مسٹر غلام دستگیر ایجوکیشنل افیسر مدراس) نے اسی سال لکھنا شروع کیا ہے۔ اور انکے مضامین شایع بھی کافی تعداد میں ہوئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ادبی مضامین اچھے لکھ لیتی ہیں۔ ابتدائی مشق ہے کچھ عرصہ بعد اچھی ترقی کریں گی۔

۵۱۔ نذر سجاد حیدر صاحبہ جب بس و بے کس مظلوم و بے زبان ہندوستانی مسلمان خواتین کی حالت زار پر بیس پچیس سال سے خون کے آنسو گرا رہی اور اپنی غریب بہنوں کی حمایت میں کتابوں اور رسالوں تحریروں اور تقریروں سے معاشرت کے تاریک پہلو کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں عصمت کے دور اول کی ان گنتی کی دو چار منتخب اہل قلم خواتین میں سے ہیں جنکی انشا پردازی اور افسانہ نگاری فرقہ نسواں میں اسوقت بے نظیر کہی جا سکتی ہے۔ جو بیبیاں دس پندرہ سال پہلے سے عصمت کا مطالعہ کر رہی ہیں وہ محترمہ موصوفہ کے زور قلم کا اسوقت سے ہی لوہا مان چکی ہونگی۔ انکے شائل کی دلکشی، تحریر کی روانی، زبان کی سادگی، پلاٹ کی دلچسپی اور مکالمہ کی دلاویزی انکے افسانوں کا پایہ بہت بلند کر دیتی ہے "حور صحرائی" (مئی) نہایت کامیاب مختصر افسانہ ہے "رسم منگنی" (مئی) اور "منگیتر سے خط و کتابت" (جون) ان دونوں مضمونوں کے مطالعہ سے بعض بیبیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہوگی کہ نذر سجاد حیدر صاحبہ ناجایز آزادی لڑکیوں کو دینا چاہتی ہیں۔ لیکن ٹھنڈے دل سے اگر ان مضامین پر غور کیا جائے تو ہر انصاف پسند درد مند انسان جس نے بہت سی بدنصیب اور مظلوم لڑکیوں کی اندھا دھند شادیوں کا دردناک انجام دیکھا ہے اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ نذر سجاد حیدر صاحبہ کی بحث نہایت معقول اور انکا مطالبہ ایک بہت بڑی حد تک جائز ہے۔

۵۵۔ و۔ ا صاحبہ (بھتیجی مولوی محمد ظہیر صاحب بی اے الہ آباد)

کی تحریر کی سی روانی اور پختگی بے تکلفی اور سادگی سلاست اور برجستگی بعض بڑے بڑے انشا پردازوں اور ادیبوں کے مضامین میں بھی نہ ہوگی۔ انکا طرز بیان بے انتہا سادہ ہونے کے ساتھ مؤثر بھی خوب ہے خصوصاً جب معاشرتی مضامین پر قلم اُٹھاتی ہیں تو نہایت قابلیت سے بحث کرتی ہیں اور پورا مضمون تاثیر میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے "میکہ" (جولائی) اور "لڑکیوں کی شادی" (مئی) بے انتہا قابل تعریف مضامین ہیں "اختلاج قلب" (اگست) "اتفاقی حادثے" (دسمبر) بچوں کی بیماریاں (جنوری) نہایت مفید اور کارآمد مضامین ہیں جن میں ہماری محترم بہن نے عصمتی بہنوں کے فائدہ کے لیے اپنے قیمتی تجربے بڑی خوبی سے بیان کیے ہیں۔ یہ مضامین بے حد قابل قدر ہیں۔ و۔ا صاحبہ کے ادبی و اخلاقی مضامین بھی خوب ہوتے ہیں "کرسمس کی رات" (مارچ) "دادا" (جنوری) "فرض شناسی" (فروری) "خود غرضی" (نومبر) کافی دلچسپ اور دلآویز ہیں۔ ان بہن کے مضامین تعداد میں اس سال سب سے زیادہ شایع ہو سکتے تھے مگر وہ زیادہ مضامین پر اچھے مضامین کو ترجیح دیتی ہیں اور اس لیے و۔ا صاحبہ اس سال کی بہترین مضمون نگار ہیں۔

(ب) مرد

۵۹- میر باقر علی صاحب داستان گو۔ دہلی کے ان باکمال حضرات میں سے ہیں جنکی قابلیت کا ڈنکا دور دور بج رہا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میر صاحب فن داستان گوئی میں اپنا جواب نہیں رکھتے افسوس یہ ہے کہ دلی باکمال افراد سے خالی ہو رہی ہے اور یہ فن بھی میر صاحب کے ساتھ ہی ختم ہوتا نظر آتا ہے۔ خدا میر صاحب کی عمر دراز کرے انکے کمال کا پورا لطف انھیں لوگوں کو آسکتا ہے جو کبھی انکی زبان سے سنیں۔ تحریر میں وہ بات پیدا نہیں ہوسکتی۔ تاہم انکے فن کا اندازہ بہت بڑا بہت انکے مضمون "لینا ایک نہ دینا دو" (جولائی) سے ہو سکتا ہے۔

۶۰- لالہ تلوک چند صاحب محروم بی اے۔ اُردو کے مایہ ناز نامور نیچرل شاعر اور عصمت کے اُن مخصوص مشہور شعرا میں سے ہیں جنکی نتیجہ خیز و دلاویز نظمیں عصمت کے ابتدائی آٹھ دس سال میں شائع ہو کر تمام ملک سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ بے تکلفی اور سادگی۔ برجستگی اور بے ساختگی سوز و گداز اور درد و اثر انکی

گرانقدر نظموں کی ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جنکی وجہ سے دور حاضرہ کے بہترین شعرا میں جناب محروم کا پایہ نہایت بلند ہے "فریاد یتیم" (دسمبر) اسقدر درد انگیز نظم ہے کہ بے ساختہ آنسو نکل پڑتے ہیں۔ پوری نظم تاثیر میں ڈوبی ہوئی ہے ہر شعر سے دل پر چوٹ لگتی اور طبیعت متاثر ہو جاتی ہے "حسن اور زیور" (جنوری) نہایت دلآویز اخلاقی نظم ہے اور ہمیں یقین ہے عصمتی بہنوں نے جناب محروم کی دوسری نظموں کی طرح ان دونوں نظموں کو بے انتہا پسند کیا ہوگا۔

۶۴. پروفیسر ستار خیری ام اے جو علی گڈھ کالج کے ممتاز طلبا میں سے ہیں بیس پچیس سال سے اپنے وطن دہلی سے ہزاروں کوس دور یورپ میں نہایت شاندار، گراں قدر، اور باعث صد ناز اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب موصوف نے اپنی خدا داد قابلیت کی وجہ سے یورپ کی ادبی دنیا میں ایک خاص درجہ حاصل کر لیا ہے۔ انکے گراں بہا مضامین انگریزی جرمن وغیرہ اخبارات و رسائل میں نہایت وقعت سے شایع ہو رہے ہیں اور تمام یورپ میں پسندیدہ نظروں سے دیکھے جا رہے ہیں۔ انکا بزم عصمت میں شریک ہونا اور اپنی ہندوستانی مسلمان بہنوں کو یورپ کی معاشرت اور تہذیب کے محاسن و نقائص کا بتانا ایسی خوش نصیبی ہے کہ ہم زبان قلم سے اسکا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔

۶۵. مسٹر عبدالسمیع خاں جی ڈی آرٹ ایک نوعمر لیکن نہایت ہونہار مصور ہیں جو بمبئی کے مشہور آرٹ کالج کے بڑے بڑے امتحانات میں نہایت نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اب تین سال سے کام کر رہے ہیں اور جنکی مصوری کی داد بمبئی کے انگریزی اخبارات و نرموں کے علاوہ لندن کی مشہور ویمبلی نمایش سے بھی مل چکی ہے۔ مسٹر سمیع کو مولانا محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی اخبار کامریڈ کے لیے بمبئی سے بلایا تھا لیکن کامریڈ کے بند ہونے کے بعد مسٹر سمیع کی خدمات عصمت نے حاصل کر لی ہیں اور "مالن کے پھول" (مئی) "بلوچن" (جنوری) "خواب راحت" (اگست) وغیرہ مسٹر سمیع سے بنوا کر ایسی تصاویر شایع کی ہیں جن کی ہر طرف سے داد ملی ہے۔ یہ تصاویر ایک ہندوستانی مصور کی صنعت کا نمونہ ہیں اور خاص طور پر عصمت نے بنوائی ہیں اور اس لحاظ سے یقیناً تمام اُردو رسائل کی بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ تصاویر

کے مقابلہ میں ایک امتیازی شان رکھتی ہیں ۔

۶۶۔ **مولانا عبد الغفار صاحب الخیری**۔ جن کے مفید مذہبی مضامین حلقہ عصمت میں خوب مقبول ہو چکے ہیں اس سال تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ عصمت پر کچھ زیادہ توجہ نہ فرما سکے عصمتی بہنوں میں مولانائے موصوف کا معرکتہ الآرا مضمون "پرورشِ اطفال" بے انتہا پسند کیا گیا ہے اور اس کی اشاعت کے متواتر تقاضے آرہے ہیں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ستمبر سے پھر اس مضمون کا سلسلہ شروع کردیں ورنہ ۱۹۳۸ء میں کتابی صورت میں یہ مضمون شایع کردیا جائے گا ۔

۶۷۔ **حضرت عزیز لکھنوی** کے اسم گرامی سے تمام عصمتی بہنیں خوب اچھی طرح واقف ہونگی کیونکہ مولانائے موصوف کی تاثیر میں ڈوبی ہوئی گراں بہا اخلاقی اور تاریخی نظموں سے اوراق عصمت وقتاً فوقتاً مزین ہو چکے ہیں۔ مولانا موصوف کا وجود گرامی اسوقت اُردو شاعری کے لیے مایۂ ناز ہے انکی مؤثر نظموں کو پڑھ کر دردمند دل آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا "نارِ دلکش" (جنوری) اور "چند آنسو" (فروری) ایسی معرکہ کی نظمیں ہیں کہ بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور کیسی مؤثر اور درد انگیز نظمیں ہیں کہ دل پر سخت چوٹ لگتی ہے اور آنکھ سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ مولانا عزیز جیسے صاحب کمال اور خود دار شاعر کا پھر عصمت پر توجہ فرمانا عصمت کے لیئے باعث ناز ہوسکتا ہے ہمیں اُمید ہے مولانا موصوف کی دلچسپی اب پھر عصمت کے ساتھ مستقل طور پر رہے گی ۔

۶۸۔ **مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی** نو دس سال سے عصمت کی ایسی گراں بہا مستقل قلمی اعانت کر رہے ہیں کہ انکا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے جس محنت دکاوش اور جس قابلیت اور خوبی کے ساتھ مولوی صاحب موصوف "سیر بین" کے نہایت دلچسپ اور مختصر نوٹ عصمتی بہنوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیئے فراہم کرتے ہیں نہایت خوشی کی بات ہے کہ عصمت۔ بہنیں اسی قدر وقعت کی نظر سے انھیں ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ سیر بین کے بعض ٹکڑے دوسرے رسائل و اخبارات میں بھی نقل ہوتے رہتے ہیں۔ کاش ہمارے معاصرین عصمت کا حوالہ بھی دے دیا کریں ۔

"بچوں کے نزلہ وزکام" (مارچ) اور "سردیوں کے ہاتھ" (فروری) یہ دونوں مفید مضمون بھی مولوی صاحب نے بہت محنت سے لکھے ہیں اور اس قابل ہیں کہ تمام گھروالی بیبیاں نہایت غور سے انکا مطالعہ کریں ؞

۷۴۔ سید محمود الحسن صاحب صدیقی بی اے علیگ کا اس سال کی پہلی جلد میں تو کوئی مضمون شایع نہیں ہوا لیکن دوسری جلد میں سید صاحب نے نہ صرف خود ہی اس کی تلافی کردی بلکہ اپنی عزیز ہمشیرہ خستہ صاحبہ کا عصمت کی شاعر خواتین میں بہت اچھا اضافہ کیا۔ "ہمارے کا غذی دشمن" (فروری) ایک نہایت ضروری موضوع پر قابلقدر مضمون لکھا گیا ہے۔ جسے پاکیزہ ذوق ادب رکھنے والے ہر شخص نے وقعت کی نظر سے دیکھا ہوگا۔ "پھولوں کا گیت" (مئی) ہمارے معزز دوست نے اتنی دلکش اور دلآویز نظم لکھی ہے جسکا یقین ہے، ہماری طرح تمام بہنوں نے باربار لطف اٹھایا ہوگا ؞

۷۵۔ صاحبزادہ ولی احمد خانصاحب بی۔اے۔ اب چار پانچ سال سے عصمت میں مستقل مضامین لکھ رہے ہیں۔ صاحب موصوف کے انگریزی تراجم اور تاریخی مضامین خوب ہوتے ہیں۔ "عورتوں کی بہادری" نہایت اچھا تاریخی مضمون ہے۔ اسلام میں عورت کا درجہ ہر مسلمان عورت کو نہایت غور سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ "مختصر دُنیا" انگریزی کی ایک نہایت پُرلطف، دلچسپ اور مشہور کتاب کا ترجمہ ہے اور سلاست زبان کے اعتبار سے یقیناً کامیاب کہا جاسکتا ہے ؞

راشد الخیری

جب آپ ہمیں خط لکھیں تو اپنا خریداری نمبر ضرور درج کریں ؞
جب آپ ہمیں منی آڈر بھیجیں تو کوپن پر اپنا نمبر خریداری اور پتہ خوشخط ضرور لکھیں۔
جب آپ کا پتہ تبدیل ہوجائے یا ۵ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچے تو فوراً ہمیں مطلع کریں
جب آپ کو ختم رسالہ کی اطلاع ملے تو سالانہ چندہ سا چار روپیہ بذریعہ منی آڈر بھیجیں
جب آپ کو کوئی بات دریافت کرنی ہو تو جوابی کارڈیا ارکا ٹکٹ بھیجیے ؞

منیجر

خاتون اکرم عصمتی انعامات

عصمت کے انیسویں سال کے مضمون نگاروں کی جو فہرست اس پرچے کے شروع میں شایع کی جارہی ہے اسکے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ سال گذشتہ کی نسبت اس سال مضمون نگاروں کی تعداد میں ۳۵ کا اور اضافہ ہُوا ہے۔ ۵۷ نامہ نگاروں میں مرد تین ۵۶ ہیں اور یہ اتنی معقول تعداد ہے کہ شاید ہی ہندوستان کے کسی دوسرے رسالہ میں کسی ایک سال اتنی خواتین نے مضامین لکھے ہوں۔ عصمت کی اس ترقی میں قابل ذکر یہ بات ہے کہ جہاں بزم عصمت کی رونق میں ان بیبیوں نے نمایاں اضافہ کیا ہے جو آج سے دس یا پندرہ سال پہلے بھی عصمت کی قلمی اعانت کرتی رہی ہیں وہاں عصمت نے نئی اچھی نئی لکھنے والیاں اس سال بھی پیدا کی ہیں +

آج ان لکھنے والی محترم بہنوں کی علمی کوششوں کی حوصلہ افزائی کا دن ہے اور دلی مُبارکباد کی مستحق ہیں وہ معزز بیبیاں جو علمی مقابلہ میں آج کے دن کامیاب ہوتی ہیں۔ یہ حقیر ناچیز انعامات فخر نسواں ہند جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کی یادگار میں سال کے بہترین مضامین پر پیش کیے جاتے ہیں بعض نہایت قابل قدر بیبیوں کے صرف دو یا تین مضمون شایع ہوئے ہیں اور ان میں گو ہر مضمون قابل انعام ہے مگر چونکہ ۴ مضمونوں کی شرط (سوائے کسی خاص صورت کے) نہایت ضروری ہے اس لیے صرف انھیں خواتین میں انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں جن کے اس سال کم از کم چار مضمون شایع ہوئے ہیں +

خانہ داری یہ نہایت وسیع اور بے حد ضروری موضوع ہے جس پر سال گذشتہ ہمنے مضمون نگار خواتین کو خصوصیت سے متوجہ کیا تھا۔ ہمیں یہ دیکھکر بے حد خوشی ہوئی کہ لکھنے والی بہنوں نے اس طرف بھی پوری توجہ فرمائی اور ہم آج نہایت مسرت کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خانہ داری کے متعلق عصمت کا انیسواں سال نہایت کامیاب رہا ہے اور اسقدر کامیاب کہ دستکاری و صحت و تندرستی کے موضوعات کو اس سے علیحدہ کرکے ہمیں الگ الگ انعامات

ینے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے ۔

گھرداری کے متعلق اس سال سب سے زیادہ کامیاب اور بیحد کار آمد مفید مون محترمہ و۔ ا صاحبہ کا "اتفاقی حادثے" (مندرجہ دسمبر) شایع ہوا ہے۔ آپ ری محترمہ بہن نے نہایت قیمتی ایسے ذاتی تجربے بہت خوبصورتی سے بیان کئے ہیں بالعموم ہر گھر میں پیش آتے رہتے ہیں۔ اس مضمون پر اول درجہ کا انعام صہ دیا جاتا ہے دوم درجہ کا انعام عہ محترمہ **کنیز محمد بیگم صاحبہ منشی فاضل** کو انکے بہت محنت سے ہوئے مفید مضمون "بیماروں کی غذا" (مندرجہ اپریل مئی) پر۔

دستکاری (صنعت و حرفت) سلائی کے کام کے متعلق **لطیف بیگم** صاحبہ کے بہت مفید مضامین کا سلسلہ اس سال بھی جاری رہا ہے اور دستکاری کے اول درجہ کے انعام صہ اس سال بھی وہی مستحق ہیں مگر افسوس ہے اور کسی دستکار بہن نے اس ضروری موضوع پر توجہ فرمانے کی کوشش نہ کی۔ ہمیں کسقدر خوشی ہوتی اگر مختلف دستکاریوں کے متعلق صاف اور خوش نما نمونوں اور واضح مفصل و مکمل تشریح کے ساتھ ہم اور بھی کئی مضامین شایع کرتے۔

صحت و تندرستی پر اس سال کئی مضامین بہت اچھے شائع ہوئے ہیں خصوصاً "علاج قلب" (اگست) بہت کار آمد مضمون ہے تعلیم یافتہ مستورات کو عام طور پر دوسرے کا شکار دیکھا جاتا ہے وہ ذاتی تجربوں کی بنا پر اس قیمتی مضمون کو بہت کچھ مفید پا سکتی ہیں محترمہ و۔ا کو اسپر صہ کا انعام دیا جاتا ہے اور عہ کنیز محمد بیگم صاحبہ منشی فاضل کو "صحت کے تین رفیق" (دسمبر) پر۔

پرورش اطفال۔ دستکاری، صحت تندرستی، پرورش اطفال یہ سب موضوعات خانہ داری کے تحت میں آجاتے ہیں مگر اس سال چونکہ ان سب ابواب پر الگ الگ کئی مفید مضامین شایع ہوئے ہیں اسلئے ہمنے مندرجہ بالا تینوں موضوعات پر بھی انعامات دینے کا فیصلہ کیا ہے بچوں کی تربیت و پرورش پر جناب مولانا عبدالغفار الخیری کے قابل قدر مضامین پچھلے سال

نکل چکے ہیں مگر چونکہ یہ موضوع بہت ضروری ہے اور اسپر محترمات و - ا اور عائشہ بیگم کے جو مضامین جنوری مئی اور جون میں شایع ہوئے ہیں وہ بھی بہت مفید ہیں اسلیئے ان دونوں بیبیوں کی خدمت میں پانچ پانچ روپیہ بطور انعام پیش کیئے جاتے ہیں۔

تمدنی و معاشرتی مضامین کے لحاظ سے بھی عصمت کا یہ سال نہایت کامیاب رہا ہے۔ اکتوبر میں "تہذیب" از **لطیف بیگم صاحبہ** جنوری میں "گھرداماد" از **تسنیم فردوس** صاحبہ مئی میں "لڑکیوں کی شادی" از و - ا صاحبہ۔ جون میں "کامل العقل" از **ظفر جہاں** صاحبہ۔ یہ چاروں نہایت معقول مضمون اپنی اپنی جگہ خاص قابلیت سے لکھے گئے ہیں اور اس لیئے ان چاروں مضمونوں پر پانچ پانچ روپیہ بطور انعام دیئے جاتے ہیں۔

تعلیمی مضامین بھی اس سال بڑے نہیں رہے سکولوں کی استانیاں (جنوری) ت اچھا مضمون ہے اسپر آٹھ روپیہ کا انعام **عائشہ بیگم** صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

تاریخی مضامین تعداد میں گو کئی شائع ہوئے ہیں مگر خاص طور پر قابل تعریف نہیں تاہم **زبیدہ بانو** صاحبہ کے مضمون "جہاں آرا" (دسمبر) پر انعام دیا جاسکتا تھا مگر انکے شائع شدہ مضامین کی تعداد میں صرف ایک مضمون کی کمی رہ گئی ہے۔ لیکن اسکی تلافی انہوں نے محترمہ خاتون اکرم کے خطوط فراہم کرکے کردی ہے اس لیئے ہم انھیں بھی چار مضمون شائع ہونے والی بیبیوں کے زمرہ میں شامل کرکے "جہاں آرا" پر صہ کا انعام پیش کرتے ہیں۔

مذہبی مضمون نہایت افسوس ہے اس سال قابل قلم کسی بی بی کا شایع نہیں ہوا مضمون نگار بہنیں اس طرف ضرور توجہ فرمائیں۔

سیر و سیاحت کے متعلق سال گذشتہ سیر کشمیر پر انعام مل چکا ہے اس سال **حامدہ بیگم صاحبہ خیری** کا دلچسپ سفرنامہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے اسپر صہ کا انعام انکی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

اخلاقی مضامین گو اس سال بھی کافی شایع ہوئے ہیں مگر قابل انعام ی مضمون نہیں چھپا۔

علمی مضامین کی بڑی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ طرز بیان بے حد آسان رسیدھا سادا ہو۔ اس لحاظ سے "گھڑیاں" (نومبر) قابل ذکر ہے اس پر حصہ نیم **فردوس** صاحبہ کو دیے جاتے ہیں۔

فریحی مضمون اس سال کے کم از کم چار مضمون لکھنے والی بیبیوں میں سے کسی بہن کا ایسا مضمون شایع نہیں ہوا جسے پڑھ کر بے ساختہ ہنسی آجائے۔ چھوٹے چھوٹے نہایت پُرلطف طبع زاد تفریحی مضامین بھی کبھی کبھی لکھنے چاہئیں۔ ہمیں امید ہے مضمون نگار بیبیاں اس طرف بھی توجہ کرینگی اور آیندہ سال اس موضوع پر ہم دو تین انعامات تقسیم کر سکیں گے

مختصر ادبی مضامین اس سال خاصے ہے **مہرالنسا** صاحبہ (ہمشیرہ مسٹر غلام دستگیر) کے مضامین ۶ روپے کے انعام کے مستحق ہیں۔

افسانوں کے لحاظ سے **عصمت** کا یہ سال نہایت کامیاب ہے **خورشید آرا بیگم** صاحبہ کا دلاویز قصہ "یوسف گم گشتہ" (اکتوبر) اول درجہ کے انعام صہ کا مستحق ہے اور مسز **یوسف الزماں** صاحبہ کے مختصر اور دلچسپ قصے نعیمہ (فروری) اور "اچھی فاطمہ" دوم درجہ کے انعام عہ کے۔

ڈرامہ۔ ڈرامہ کی طرف ہندوستان خواتین کی بالکل توجہ نہیں ہے اس لیے اس سال صرف ایک اصلاحی ڈرامہ ظفر جہاں بیگم صاحبہ کا شایع ہوا ہے جسے کامیاب کہا جا سکتا ہے اس پر انھیں صہ کا انعام دیا جاتا ہے۔

نظموں کے لحاظ سے بھی **عصمت** کا یہ سال بے حد کامیاب اور قابل تعریف ہے۔ اس سال بھی اول درجہ کا انعام محترمہ **خورشید آرا بیگم** صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ دوم درجہ کا انعام دینے کی بجائے یہ مناسب معلوم

ہوتا ہے کہ معہ محترمہ خورشید اقبال صاحبہ حیا کو انکی بے حد اور تعریف قابل نظم "سکوت شام" (فروری) پر اور صہ عابدہ بیگم صاحبہ کو انکی موثر نظم "اہل گورستان" پر دیا جائے "

تقریر۔ ہندوستانی خواتین خصوصاً مسلمان بیبیوں میں مادہ تقریر پیدا کرنے کے لیے صہ کا انعام مس فاطمہ محمد حسین صاحبہ کو انکی انگریزی تقریر (جنوری) پر دیا جاتا ہے "

تعداد مضامین اس سال بھی سب سے زیادہ مضامین لطیف بیگم صاحبہ کے شایع ہوئے ہیں اور انکے لگ بھگ کنیز محمد بیگم صاحبہ منشی فاضل کے اور انکے قریب قریب ۹-۱ صاحبہ کے یہ تینوں معزز بیبیاں صہ ۹، صہ ۵ اور صہ کے انعامات کی مستحق ہیں "

متفرق انعامات۔ ان انعامات کے علاوہ چند اور انعامات تقسیم کیے جاتے ہیں۔

(۱) خورشید آرا بیگم صاحبہ کو صہ اس بات کے کہ انکی متعدد نظمیں "سالگرہ عصمت" (جولائی) "خاتون اکرم مرحومہ" (نومبر) "ہلال ماہ صیام" (مارچ) نہایت مناسب اور موزوں موقعوں پر شایع ہوئی ہیں۔ کاش اور بہت سی بہنیں وقت اور موقع کا خیال رکھکر مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے مضامین بھیجا کریں تاکہ خورشید آرا بیگم صاحبہ کی نظموں کی طرح موزوں وقت پر شایع کیے جاسکیں "

(۲) رضیہ ناصرہ صاحبہ کو معہ کا انعام انکے نہایت دلچسپ مضمون "مردہ زندہ ہوگیا" (اکتوبر) پر۔

(۳) ک خاتون صاحبہ کہسرآبادی کو صہ انکی چاروں نظموں پر۔

(۴) عایشہ بیگم صاحبہ کو ترقی عصمت کے متعلق انکے نہایت قیمتی مشورہ پر معہ

(۵) نفیس بیگم صاحبہ بمبئی کو انکے مضمون "بالوں کے جنازہ" پر صہ۔

اس سال خاتون اکرم عصمتی انعامات کی مستحق یہ بیبیاں ہیں

و - ا	الہ آباد	۱۵+۱۰+ . ۵×۵	۴۰	روپے
خورشید آرا بیگم	امراؤتی	۱۵+۱۵+۵	۳۵	"
لطیف بیگم	لاہور	۱۰+۵+۱۵	۳۰	"
کنیز محمد بیگم منشی فاضل	جالندھر	۱۰+۵+۱۰	۲۵	"
عائشہ بیگم	لاہور	۵+۸+۷	۲۰	"
حامدہ بیگم خیری	دہلی		۱۰	"
مسز یوسف الزماں	لکھنؤ		۱۰	"
ظفر جہاں بیگم	بریلی	۵+۵	۱۰	"
تسنیم فردوس	رائے پور	۵+۵	۱۰	"
رضیہ ناصرہ	لاہور		۷	"
خورشید اقبال حیا	میرٹھ		۷	"
مہر النسا	والیٹر (مدراس)		۶	"
فاطمہ بیگم	بنگلور		۵	"
ک خاتون	آگرہ		۵	"
زبیدہ بانو	اٹاوہ		۵	"
عابدہ بیگم	امراؤتی		۵	"
نفیس بیگم	بمبئی		۵	"

بیبیاں ملا آراشد الخیری قبلہ خاکسار ایڈیٹر اور تمام عصمتی بہنوں کی طرف سے اس علمی ترقی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں

رازق الخیری

دُعائے سالگرہ

جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کا ایک مضمون "سالگرہ کی مُبارکباد" ۱۹ ۳۰ء میں شایع ہوا تھا۔ یہ مضمون اسی کا آخری حصہ ہے۔ ایڈیٹر

آؤ ہم سب مِلکر خدا سے دُعا کریں کہ الٰہی تو عصمت کو با حوادث سے بچا اسکو پھر وہی پچھلا سا بارونق۔ دلچسپ۔ خوبصورت عصمت بنا دے۔ اسکے حرفوں میں اثر دے اسکے پھولوں کو ترو تازگی بخش اسکے ذریعہ ملک کے ہر گوشہ میں تعلیم النسواں کی ترقی ہو۔ ہمارے بدنصیب فرقہ سے جہالت کا فور ہو کر تعلیم کا نور ہر چہار طرف پھیل جائے۔ اور ہم علم جیسی نعمت سے محروم نہ رہیں۔ مولا! جو حقوق ہم کو اسلام نے عطا کیے ہیں وہ سب ہمکو مِل جائیں اور مردوں کی نظروں میں ہمارا وقار پیدا ہو جائے۔ غفور الرحیم ہمکو بُرائیوں اور گناہوں سے بچا۔ نیکیوں کی توفیق عنایت کر۔ الہ العالمین جتنے ارکان اسلام ہیں سب ہمارے ہاتھوں ادا ہوں۔ ہم سچے مُسلمان بنجائیں۔ ستار و غفار ہمارے گناہوں کو بخش۔ بارالٰہا جو بہنیں دین و مذہب سے بے خبر ہیں ان کو عصمت کے ذریعہ ہدایت دے۔ خداوند کریم عصمت کے ایڈیٹر و منیجر کو عرصہ تک سلامت رکھ۔ انھیں ہر کام میں کامیابی عطا کر ان کے ہاتھوں فرقہ نسواں کی بھلائی ہو۔ ان کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے علمی گلدستوں میں شیریں پھل اور خوشبودار پھول پیدا ہوں۔ اور ان کے علمی پھولوں کی خوشبو سے تمام عالم معطر ہو۔

خاتون اکرم

سالگرہ عصمت

بہارِ نوزدہ خیمہ بہ باغ و وادی و صحرا　　عنادل از وفورِ عیش بر گلبن کشید آوا
ہوا عیسیٰ نفس گشت و شقائق بوستاں پیرا　　دمن در کسوتِ دیبا چمن در خلعتِ زیبا
فشاندہ نکہتِ گل در گلستانِ عنبر سارا
بہ بزمِ بوستاں روشن چراغِ لالۂ حمرا

خوشا از گلشنِ عصمت ہمی بانگِ ہزار آید　　زہے در شاخِ نخلِ آرزو ہم برگ و بار آید
بشارت موسمِ عیش و طرب فصلِ بہار آید　　مبارک باز وقتِ سرخوشی از کردگار آید
بحمد اللہ نسیمِ جانفزا بہجت فروش آمد
برائے تہنیت مرغانِ گلشن در خروش آمد

خدا کا شکر ہے امسال پرچہ خوب تر نکلا　　زورِ ہائے مضامیں مثلِ بحرِ پُر گہر نکلا
نصیحت خیز نظموں سے مزین وقت پر نکلا　　کمالِ فن لیے تصویرگر کا خوش نظر نکلا
رہا ممتاز درجہ اسکے عصمت کا رسائل میں
سبق آموز مضمونوں میں کار آمد مسائل میں

بہ عصمت سالِ رفتہ خوشگوار و سازگار آمد　　بہ حسنِ نظم و نثرش دلپسندِ روزگار آمد
زمیدانِ صحائف گوئے بُرد و کامگار آمد　　و نقدِ ہمتش در امتحاں کامل عیار آمد
مضامیں ہا فسانہ ہا لطائف ہا معمہ ہا
نصائح خیز پند آمیز معنی بیز مطلب زا

مگر اے کاش خلد آرامگاہ جنت مکاں خالق ہوتا　　جنہیں حالِ زبوں عصمت کا رکھتا تھا سدا محزوں
ہوئیں افسوس جنکی خاک میں حسرتیں مدفوں　　بچشمِ خویش دیدے ایں ترقی ہاش سود افزوں
فروزاں بزمِ عصمت میں چراغِ آرزو ہوتا!
"جہاں کا ذرہ ذرہ پھر شہیدِ جستجو ہوتا!"

اگرچہ صغریٰ عصمت پہ کی بہنوں نے گلکاری　　خریداروں نے نظروں سے مضامین سے دُر گاری
و لے اتنی نہ پھر بھی ہو سکی پیدا خریداری　　اشاعت کے لیے ہوتی جو وجہ گرم بازاری

اگر کوشش کریں ہونگے زیادہ مشتری پیدا
مدد اپنی کرو خود تا ہو شکلِ بہتری پیدا

خیالِ بہتری ہو گر دلِ عورات میں پیدا　　بلند نظری علو ہمت ہو انکی ذات میں پیدا
اولوالعزمی کریں ہر کار میں ہر بات میں پیدا　　تو خورشید جہاں افروز بھی عورات میں پیدا

"بیا تا گل بفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرح دیگر اندازیم"

خورشید آرا بیگم (رامپوری)

نوید سالگرہ

ضیا خورشید کی کلیوں کے پیمانوں میں ڈھلتی ہے　　حریم گل میں نورانی سپیدی سی مچلتی ہے
نسیم عطر ریزاں ناز سے مستانہ چلتی ہے　　پھسلتی ہے، بگڑتی ہے بہکتی ہے سنبھلتی ہے

سرورِ ناز لیکر بلبلیں بیدار ہوتی ہیں
نوائیں لیکے منقاروں میں پھر تیار ہوتی ہیں

چمن کے پھول ہنس پڑتے ہیں نکہت کے ہنسانے سے　　سپیدی سی چھلکتی ہے سحر کے جگمگانے سے
مہک اِک پھوٹ پڑتی ہے گلوں کے لالہ زار ہونے سے　　حلاوت سی برس جاتی ہے غنچوں کے کنارونسے

گلوں کی ڈالیاں سجدہ میں سر اپنا جھکاتی ہیں
وفورِ تہنیت میں بلبلیں مستانہ گاتی ہیں

نویدِ صبح یعنی گلشنِ عصمت میں آتی ہے　　شمیم لطف یعنی غنچۂ عفت میں آتی ہے
ضیائے حسن یعنی آج ہر نکہت میں آتی ہے　　مسرت کی حلاوت پردۂ نزہت میں آتی ہے

گلِ عصمت میں بوئے خرمی تسنیم پرور ہے
نویدِ تہنیت وجہِ سکونِ قلبِ مضطر ہے

صحیفہ وہ کہ جو دردِ جگر کا آج درماں ہے وہ آئینہ کہ جس میں عکسِ آہِ قلبِ لرزاں ہے
وہ پیمانہ کہ جس میں بادۂ غم ہائے پنہاں ہے وہ غنچہ جس میں یعنی نکہتِ گلزارِ نسواں ہے

پھر آئی فصلِ بہجت اس حریمِ نازِ نسواں میں
نسیمِ عیش نے انگڑائی لی گلزارِ ارماں میں

مبارک راشد و رازق کو پھر صبحِ مسرت ہو پیامِ کامرانی یہ نسیمِ فصلِ بہجت ہو
نویدِ فرحتِ نسواں یہ گرہ سالِ عصمت ہو یہ تہنیت پیامِ لذتِ صد عیش و عشرت ہو

خدایا یہ گھڑی پیغامِ صد تسکینِ ارماں ہو!
یہ لمحہ باعثِ بیداریٔ دلہائے نسواں ہو!

خزاں گلشنِ نسواں میں پیغامِ بہار آئے بیابانِ وطن میں لذتِ صد لالہ زار آئے
گلِ ملت میں بوئے عشرتِ بہجت گزار آئے شبِ ہندوستاں میں یعنی صبحِ عطر بار آئے

چمک اٹھے وطن یعنے ضیائے حسنِ عصمت سے
جھلک اٹھے بیاباں پرتوِ برقِ مسرت سے

یہ خاموشی یہ ویرانی یہ حسرت آشیاں کب تک یہ غمگینی یہ تاریکی یہ عسرت باریاں کب تک
یہ سناٹا یہ حیرانی یہ غربت کاریاں کب تک نگاہِ یاس نسواں میں یہ فلک فرسائیاں کب تک

خدایا اب تو یعنی اس شبِ غم کی سحر کر دے!
دلِ غمگین کے نالوں میں ایسا کچھ اثر کر دے!

خدایا گلشنِ عصمت سراسر صبحِ فرحت ہو نسیمِ صبح سے یہ پھول اک پاکیزہ نکہت ہو
جمالِ نازمیں اس کے حلاوت در حلاوت ہو شرابِ حسن میں اس کے نئی مستانہ لذت ہو

جمالِ مضطرب کی یہ دعائیں لطف افشاں ہوں
حریمِ عصمت روشن کی شمعیں حسنِ ایماں ہوں

بیگم جمال

پرستارِ محبّت

گرمی کی مختصر راتیں آ اور جا رہی تھیں چاند چمک چمک کر چھپتا تھا اور تارے دمک دمک کر ڈوبتے تھے شام کا دہانی جوڑہ رات کو ارغوانی ہوتا تھا جسکو بادِ سحر نورانی چادر اوڑھا کر سپید براق بنا دیتی تھی غرض کائنات کا ہر ذرہ نشو و نما کی منزل پر کلیلیں کرتا انحطاط کی طرف جا رہا تھا گنگا کی طغیانی اور سربفلک لہریں پیش خیمہ تھیں خاموشی اور خشکی کا شبِ سیاہ نتیجہ تھی صبح صادق کا۔ اور بہارِ چمن دیباچہ خزاں کا۔

چنبیلی کے نازک پھولوں پہ بجلی رات رات بھر کوندی اور دن دن بھر چمکی آشیانہ بلبل پہ بادل گھنٹوں گرجا اور دنوں کڑکا ہوا کے سرد تھپیڑے فضاءِ عالم میں زور شور گونجے مگر جانانِ چمن کی رفتار میں فرق نہ آیا۔ بلبل شاخِ گل پہ گھنگھور گھٹاؤں میں چہکی اور گلاب نگہ گلچین کے روبرو موسلا دھار بارش میں مہکا لیکن مستقبل کا ہر لمحہ چمنستان حیات کے بسنے والوں سے کوسوں دور تھا۔

برہمیتر کا جوگی آبادی سے علیحدہ دریا کے ایسے کنارے پر جہاں انسانوں کی آمد و رفت کم تھی ایک قبر کی پرستش میں منہمک تھا وہ اسکو لپٹا لپٹا کر چومتا اور پیار کرتا۔ دور کھڑے ہو کر غور سے دیکھتا بیتاب ہو کر پاس جاتا اور قدموں میں گر پڑتا اس ماں کی طرح جو اپنے بچہ کا منہ ماتھا دھلا کر ممتا کے جوش میں سینہ سے چمٹا لیتی ہے جوگی دن میں کئی کئی مرتبہ اس قبر کو لیپ پوت کر درست بناتا۔ سرہانے رکھتا خود رو پھول چڑھاتا کچھ سوچتا اور دفعتہً ایک پاک جذبہ کے تحت میں بیقرار ہو کر دوڑتا اور اپنی پیشانی قبر کے پاؤں پر رکھدیتا اسکی تمام مسرتیں مٹی کے اس ڈھیر سے جہاں تھوڑی سی انسانی ہڈیاں دفن تھیں وابستہ تھیں۔ وہ زندگی کی خوشیوں سے محروم نہ تھا مگر اسکی تمام امیدیں اس خاص دائرہ میں محدود تھیں لیکن وہ خوش تھا اور اسکا دل کامیابی کی

لت سے مالا مال برسات کی اندھیری راتوں میں جب ساون کی جھڑیاں عالیشان
ںکی بنیادیں ہلا دیتیں اور انسانی دنیا کے بسنے والوں کو جانوں کے لالے پڑ جاتے
جگی اپنی چھوٹی سی کٹیا سے نکلکر قبر پر ہاتھ پھیرتا اور اسکی سلامتی پر مگن ہو جاتا. دریا کا
ت اسکا محل بچھونا تھا جنگل کے پھل پھول اور چشموں کے ٹھنڈے پانی اس کے قدرتی نعام
ائی موسیقی اسکو وجد میں لاتی اور چادر مہتاب اسکو باغ باغ کرتی زندگی کی تمام کائنات
بکری اور ایک خرگوش تھا گرمی کی خوشگوار صبح کو جب قدرتی نعمتوں کے گیت گاتا ہوا
ڑکی چوٹیوں پر پہونچتا اور اسکی بکری اگلے دونوں پاؤں کسی درخت کی شاخ پر رکھکر پتے
اتی اور خرگوش کلیلیں کرتا تو اسکا دماغ مست ہو جاتا. وہ خرگوش کو گود میں اُٹھا لیتا
ی کے سینہ پر ہاتھ پھیرتا خوش ہوتا اور کہتا.

"زندگی کی بہاروں میں میرے پیارے بچّو تم انسان کے برابر کے شریک ہو خوشگوا
ونکے ہری گھانس ٹھنڈا پانی تمکو مجھسے زیادہ مسرور کرتا ہے آؤ میری گود میں آ کر مجھسے
پٹ جاؤ. پیاروں میرے پیاروں. پیارے کے پیاروں میرے کندھوں پر چڑھو. میری
ٹھ پر چڑھو. جیو. جنگل کے میوے کھاکر اور چشموں کا پانی پیکر اور رہو اس دنیا سے دُور جو
سان سے آباد ہے اور نمونہ ہے دوزخ کا!"

اتنا کہکر جگی کے دل میں کوئی پھانس کھٹک جاتی تیور بگڑ جاتے آنکھیں سُرخ ہو جاتیں
ل کھڑے ہو جاتے. دانت پیسنے لگتا کبھی زنار پھینکتا مگر چند ہی لمحہ بعد حالت تبدیل ہو جاتی
اگتا اور چیختا ہوا لپکتا دونوں جانور ساتھ ہوتے قبر پر پہونچتا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر
وتا اور اسکی خاک آنکھوں سے ملتا اور لپٹ کر لیٹ جاتا *

(۳)

دُنیا اگر نام اس جیلخانہ کا ہے جہاں ہر طاقتور حق رکھتا ہے کہ کمزور کو غلام بنا کر اس کے
مام جائز مطالبات پامال کرنے اور اسکو فنا کر دے تو لعنت ہے اس دنیا پر اور ایسے طاقتور بننے

والوں پر۔ اسلام کے اگر یہ معنی ہیں کہ عورت کی آزادی کا خاتمہ ہو اور وہ ان تمام حقوق سے محروم کر دی جائے جو فطرت نے اسکو عطا کیے تو اس مذہب کو میرا دُور ہی سے سلام ہے ایک ماں لاریب اپنے بچہ کو خون جگر پلا کر بڑا کرتی ہے اسکی پرورش میں مصائب کا انبار سر پر اُٹھاتی ہے لیکن وہ مجبور ہے اپنی مامتا سے۔ اسکا حقیقی احسان اگر ہے تو فطرت پر لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ماں کی یہ محنت اور محبت بچہ کی ذات پر بھی کچھ حق پیدا کرتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح آج طاقتور ماں کمزور اور لاچار بچہ کو اسکی نشو و نما میں مدد دے رہی ہے اور وہ پل اور بڑھ رہا ہے اسی طرح جب بچہ طاقتور اور ماں لاچار و مجبور ہو جائے تو وہ اسکی مدد کرے اور اسکی خدمات کا اعتراف و معاوضہ مگر کوئی قانون کوئی عقل کوئی مذہب ماں کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی خدمت کا یہ بدلا لے کہ بچہ کی آزادی سلب کر اس کے مستقبل کو تباہ اور اس کی زندگی کو برباد کر دے میں ماں کے پاس قدرت کی امانت تھی گود میں آئی۔ پلنے پلانے کو گھر میں آئی رہنے سہنے کو ماں کے قدموں میں جنت کیا مجسم جنت سہی لیکن وہ جنت جو مجھکو دوزخ بنا دے اعراف سے بھی بدتر ہے میری والدہ محترمہ جنھوں نے میرے خلاف خود شہادت دی اور نو مرد اپنے ہمنوا پیش کیے جھوٹی اور مکار ہیں حقیقت صرف اسقدر ہے کہ میں جہاں آرا ابھی ماں کے دودھ سے فارغ نہ ہوئی تھی کہ مسلمانوں کی وہ ذلیل اور ظالمانہ رسم ادا ہوئی جسکا نام منگنی ہے اور جسکا حرف حرف ثابت کر رہا ہے کہ لڑکی اگر سسرال کی کنیز ہے تو میکے کی ماما شوہر کی فرمانبردار تو والدین کی محکوم ساس کے مظالم کی تختۂ مشق تو ماں کے ارمان پورا کرنیکا ایک مشغلہ میری خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن نے اسوقت جب میری والدہ مجھکو لیکر پردیس جانے لگیں میرے بازو پر دھجی میں لپٹا ہوا ایک روپیہ باندھ دیا جو امام ضامن کا روپیہ کہلاتا ہے اور اسطرح گویا دونو بہنوں میری ماں اور خالہ نے بغیر میری اور میرے باپ کی صلاح و مشورہ کے میرا نکاح میری رو داع ، میری شادی میرا بیاہ سفاک سلیم سے کر دیا میں کہہ چکی ہوں کہ میں ابھی ماں کی گود میں تھی زندگی کے اس

سمجھنے کے قابل میرا دماغ تو کیا میری زبان بھی اس پر رائے دینے کے لائق نہ
یہ جو کچھ کہہ رہی ہوں صرف سنی سنائی کان میں پڑی ہے آنکھوں کو یاد نہیں کہ کیا ہوا
ح ہوا اور کب ہوا والد مرحوم کو اسکا علم ایک خوفناک نتیجہ کا پیش خیمہ تھا دو نو میاں بیوی
خلاف ہوا جسکا خاتمہ علیحدگی یعنی طلاق تھی اور میں نو سال کی عمر تک ماں کے پاس پرورش
سویں سال باپ کے سپرد کر دی گئی جسنے میرا نکاح ناظر سے کیا اور اپنی حویلی مجھکو دیدی
وقت اس ڈیڑھ سال کے بچہ کی ماہوں میری خالہ کے انتقال کے بعد میری ملنے
ہ خالو سے جو انسپکٹر پولس ہے نکاح کیا اور اس نکاح کا نتیجہ یہ دعوے ہے جس نے
نو میاں بیوی کے چمنستان حیات میں کانٹے بوئے اور ایک بیگناہ جوڑا ملزم و مجرم
ت سے آپکے روبرو کھڑا ہے۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور انسان
ب اٹھتا ہے اس خیال سے کہ محض ایک مکان کی خاطر دنیا ایک خوش میاں بیوی
طرح برباد کر سکتی ہے ہم غریب ضرور ہیں مگر ہمارے ٹوٹے دالان اور پھٹے کپڑے
مسرتوں کے ڈھیر ہیں جنکا عشر عشیر بھی کوٹھیوں اور بنگلوں میں موجود نہیں کیا
غضب اور ستم ہے کہ چند بے ایمان تین زندہ روحوں کے تاراج کرنے پر کمر بستہ ہیں
ا یہ پُر لطف وقت جو ہمارے بچے کے کھیلنے کھلانے میں صرف ہوتا اور ہم اس نعمت
کی صورت میں ہمکو عطا ہوئی اس دولت کو جس کے ہم مالک ہیں اپنے کلیجہ سے
غ بلاغ ہوتے اس طرح برباد ہو رہا ہے سلیم سے میرا نکاح ایک ایسا بہتان ہے
کا اندازہ نہیں ایک ایسا افترا ایک ایسا الزام جس کی تلافی اور خمیازہ قطعی ناممکن سلیم
ے زیادہ کہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اور کچھ نہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھکو ناظر سے
غیر کا نہیں بنا سکتی میں ناظر کی ہوں اور ناظر میرا ہے"۔

بہ دیر خاموشی طاری رہنے کے بعد عدالت کا یہ فیصلہ صادر ہوا کہ جہاں آرا سلیم کی
بیوی ہے اس لیے اس کے سپرد کی جاتی ہے اور ناظر کو پانچ سال کی سزائے سخت"۔

جہاں آرا کے برقعہ سے ایک مصنوعی قہقہہ بلند ہوا اسنے عدالت کی طرف دیکھا اور کہا اگر آپ کا قلب ایمان کی روشنی سے منور ہوتا اگر آپ کے دل میں صداقت کی ایک ذرہ جھلک ہوتی تو آپ اپنے فیصلہ سے پہلے تھرا اُٹھتے آپ کا قلم لرزتا آپ کے ہاتھ کانپتے آپ کا سر چکراتا اور آپکا دل تڑپ اُٹھتا کہ آپ فیصلہ کر رہے ہیں اس چیز کا جسکی قیمت دُنیا کا تاج شاہی اور آسمان کی خدائی بھی نہیں ہو سکتی اور یہ عورت کی عصمت ہے آپنے آنکھیں بند کر کے اپنے منہ سے الفاظ نکال دئیے مگر کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی لغو و لچر طاقت میری عصمت پر حرف لا سکتی ہے میں تحفظ عصمت اور محبت شوہر میں ہر قربانی کے لیے تیار ہوں" ۔

اتنا کہہ کر جہاں آرا نے گود کے بچہ کو برقع سے باہر نکالا اور عدالت کے سامنے بھرے مجمع میں ایک آبدار چاقو بھونک کر قتل کیا اور مجوزہ کے سامنے پھینک کر کہا۔

کیا آپ سمجھتے تھے کہ آج جبکہ ناظر میرا شوہر قیدی کی حیثیت سے جیل خانہ میں داخل ہو گا جہاں آرا دولہن بنکر سلیم کے مکان میں پہونچیگی ؟

موت اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ ایک لمحہ کے واسطے سلیم مجھکو بیوی کی حیثیت سے دیکھے پھوٹ جائیں وہ آنکھیں جو مجھپر اس نظر سے پڑیں اور مٹ جائے میری صورت اس سے قبل کہ سلیم کی ایسی نگاہ کا استقبال کرے"

(۳)

ساون کی ایک دوپہر کو جب آسمان پر ابر کی سیاہ چادر پھیلی ہوئی تھی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے درختوں میں جان ڈال رہے تھے چڑیاں تھرک تھرک کر وجد کر رہی تھیں دریا کا پانی اُچھل اُچھلکر چھلانگیں مار رہا تھا آبشار اپنی راگنیوں میں مصروف تھے برہمتپر کا جوگی اپنی قبر پر ہاتھ رکھے مگن تھا بکری ٹیڑھی گردن کیے اُچھل رہی تھی اور خرگوش قلانچیں بھر رہا تھا جوگی اپنے اس اثاثہ کو خوش دیکھ کر نہال نہال تھا وہ خوش تھا اس تخیل سے کہ دُور تک

انسان کی صورت نظر نہ آتی تھی اور وہ بلا شرکت غیرے اپنی استرتوں کا مالک تھا۔ ساون نے ہوا کی مضراب سے فضا آسمانی کا ستار چھیڑا۔ بادلوں نے راگنیاں الاپنی شروع کیں۔ جگی نے جھوم جھوم کر قبر کو بوسہ دیا بکری اور خرگوش کو پیار کیا اسکی تمام خوشی صرف اس ایک کوشش میں مضمر تھی کہ اسکا واسطہ اب انسان سے نہ تھا اسکی خواہش تھی کہ انسان کی صورت نظر نہ آئے آرزو تھی کہ اب یہ صورت نہ دیکھوں اور اپنی اس سلطنت پر جو ان تین چیزوں پر ختم ہو رہی ہے راج کرتا رہوں۔

وہ اٹھا دریا سے پانی بھر کر لایا کٹیا کے درختوں میں پانی ڈالا پھولوں کو سینچا خرگوش اور بکری کو ساتھ لیکر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا دفعتہً اسکی نظر اپنے ہی جیسے دو انسانوں پر پڑی جو وردیاں پہنے ہوئے تھے جگی نے نفرت کی تیوری چڑھائی اور ایک طرف کو چلا کر پہاڑ پر چڑھ جائے مگر دونو سپاہی قریب پہونچے اور جگی سے کہا:۔

"مہاراج! کوتوال صاحب کے بچہ کو مرگی کا دورہ ہے سرخ منہ کے چتکبرے خرگوش کا خون اس کے لیے اکسیر ہے تمام شہر چھان مارا کہیں نہیں ملتا آپ یہ خرگوش دیدیجئے اور جو قیمت ہو وہ لے لیجیے"

(۳۴)

"بیشک اپنے بچہ کی قاتل ہوں مگر مقتول کی موت پر مجھسے زیادہ آنسو گرانیوالا کوئی نہیں اس درد کی کسک مجھسے زیادہ کس دلمیں ہو سکتی ہے یہ آپکا نمائشی قانون محض ایک ڈھکوسلا ہے میں نے اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو میں نے اپنے یوسف کو جسکی مسکراہٹ میرا کنول ہرا کرتی تھی جسکا ہمکنا میری زندگی کی جنت تھی جس کے بغیر اب دنیا اجاڑ اور زندگی پہاڑ ہے جسکی یاد خون کے آنسو رلا رہی ہے جسکا خیال دل کھرچ رہا ہے جو چپ چپاتے ہیں کھلے خزانے بیسیوں نگاہوں کے سامنے قتل کیا میں کوئی شبہ نہیں ڈائن ماں ہوں جس نے ایک مہکتے ہوئے پھول کو ہمیشہ کیواسطے مرجھا دیا ایک اٹھتی کونپل کو ہاتھوں سے مسلا اور اپنے لال کے اس جسم کو جسپر جھپٹ جھپٹ کر قربان ہوتی تھی خون میں نہلایا میں قربان ہو جاؤں اس پیٹ پر جس میں چاقو

ہونگا اور سر پر رکھوں وہ صورت جو میں نے خاک میں ملادی مگر کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیا ہوا اور کیوں ہوا
آپکے قانون کی متفقہ طاقت نے میری عصمت پر حملہ کیا چند بے ایمانوں کی اعانت کی اور مجھکو میرے محبوب سے چھڑا کر اس شخص کی بیوی بنادیا جو آج بھی میرا بھائی ہے اور حشر میں بھی میرا بھائی رہیگا تو میرا فرض تھا کہ میں اپنی عصمت کو محفوظ رکھنے کیواسطے ہر قربانی کو جائز سمجھوں بہت ممکن تھا کہ جب چاقو نے یوسف کو قتل کیا وہ جہاں آرا کا خاتمہ کرتا لیکن میں اپنی زندگی کی مالک تھی اسکا مالک ناظر ہے یوسف کی موت پر ہم دونو ملکر روئیں گے اور اپنے آنسوؤں سے اس داغ کو دھوئیں گے لیکن یہ کر کے بعد ناظر اور یوسف دونوں کی زندگی ناممکن تھی ناظر تڑپ تڑپ کر مرتا اور اس کے بعد یوسف بھی مر جاتا اب ہم دونو سیدھے راستہ پر ہیں اور موت کے سوا کوئی طاقت ہمارے تعلق میں خنہ نہیں ڈال سکتی ناظر جیل خانہ گیا میں حوالات میں ہوں ہم دونو ایک دوسرے کے شیدا ہیں قید ہمارے لیے اسواسطے کہ ہم سچے ہیں راحت ہوگی اور اگر ناظر کو موت اور مجھکو پھانسی ہوئی تو ہماری زندگی مسلمان میاں بیوی کیواسطے نمونہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک زندہ رہا تو دنیا دیکھے گی کہ پرستاران محبت اور سچے میاں بیوی کس طرح ایک دوسرے کے نام کی پرستش کرتے ہیں ۔
میں نے قانون کی بہار اور آپ کا انصاف دیکھ لیا اور میری زندگی بتا رہی ہے کہ دور حاضرہ کا انصاف طاقت ہے جس کے سامنے ایمان اور صداقت کوئی وقعت نہیں رکھتے"

جہاں آرا کی مصیبت سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے عدالت نے تین سال قید کا حکم سنایا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے عدالت سے کاغذ اور قلم دوات لیکر اپنی ماکو یہ چھٹی لکھا
" اماں جان! آپکی شہادت کا نتیجہ نکل آیا دو میاں بیوی جو آپسے الگ تھلگ اقلیم محبت میں تاج شاہی کو ٹھکرا رہے تھے خلوص جن کے گھر کا غلام اور صداقت جنکے ہاتھ کی باندی چھری تھی جنکے سوکھے ٹکڑے اور روکھی چپٹی آپکے زردے پلاؤ سے ہزار درجہ بہتر تھی ایکدوسرے سے جدا ہوگئے جس جہاں آرا کو آپنے ہاتھوں چھاؤں پالا اور آنکھوں کا اجالا سمجھا وہ آپکی گواہی پر آج جیلخانہ پہونچ گئی جن ہاتھوں کو آپنے بارہا بوسے دئیے وہ آج رسیاں بٹ اور چکیاں

پیسا سے ہی سا میرا کلیجہ کا ٹکڑا آپ کی ناپاک کوشش کی بھینٹ چڑھا میرے تینوں رفیق مجھے چھٹ گئے آپ جیسی باعزت کی دشمن ہوئی ناظر جیسا رفیق قید میں اور یوسف جیسا بچہ خدا کے ہاں..... ....

پہونچا مگر یاد رکھیئے ناظر اور یوسف جیسے بیگناہوں کا خون رنگ لائیگا اور قیامت کے روز جب یوسف اپنے خون کا مواخذہ کرے گا اس کی چھینٹیں آپ کے جسم پر ہونگی حویلی جس نے آپ کو اس دعوے پر آمادہ کیا ان تمام مالکانہ حقوق کے ساتھ جو مجھکو حاصل ہیں بصد ادب پیش کرتی ہوں خدا آپ کو اور آپ کے بچوں کو نصیب کرے مگر میرا سیاہ چہرہ اب آپ کو دیکھنا نصیب نہ ہو +

خالو جان انسپکٹر پولیس. بھائی سلیم انکے صاحبزادے اور آپ انکی بیگم حویلی کی ناچیز نذر کمزوروں کی طرف سے آپ کی طاقت کا خراج ہے دنیوی فیصلے آپنے دیکھ لیئے کمزوروں نے اپنی نافرمانی کا مزہ چکھ لیا مگر یہ سعی اور ساعی فیصلے اور فیصلے کرنے والے فانی تھے حقیقی فیصلہ اور یوم الحق باقی ہے یہ وہ وقت ہوگا کہ مرحوم یوسف اپنے ماباپ سمیت خدائے واحد کے حضور میں اپنے حقوق کا طالب ہوگا فانی مقدمہ کی تیاری خوب کی اور کامیابی ہوئی اب حقیقی مقدمہ کا انتظام کیجئے۔ اماجان اس وقت کو آیا اور اس فیصلے کو اٹل سمجھئے جسکا تین بیگناہ انتظار کر رہے ہیں،،

جہاں آرا کی درخواست پر جج نے بطور گواہ کے اس خط پر دستخط کیئے اور اور وہ جیل خانہ روانہ ہوگئی +

(۵)

"تم بھی اولاد رکھتے ہو بیٹے بھی ہیں بیٹیاں بھی ماںتا کے درد سے اچھی طرح باخبر ہو اور اس آگ کی تھوڑی بہت قدر جانتے ہو میں نے تمہارے واسطے وہ کیا جس کی مثال دنیا میں موجود نہیں آنکھوں کا تارا اور کلیجہ کا ٹکڑا جسکو سینت سینت کر نو مہینے پیٹ میں رکھا جسکو خون جگر پلایا اور ہاتھوں چھاؤں پالا ان ہاتھوں سے صرف تمہارے کارن اس طرح ذبح کیا کہ تڑپ بھی نہ سکی۔ پیاری جہاں آرا میرے ہاتھوں جیل خانہ کی چکی پیس رہی ہے وہ روسیاہ ہوں جس نے ہرما کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکا لگایا میری آنکھیں جب کائنات کا مطالعہ کرتی ہیں اور میں دیکھتی ہوں کہ چڑیا

بچوں کو بھرانے کے لیئے دور دراز کا سفر طے کرتی اور انکے لیئے دانہ دنکا ڈھونڈھ کر لاتی ہے۔ کتیا اپنے بچوں کو لیکر لیٹتی ہے اور دودھ پلاتی ہے تو میرا دل تڑپ اُٹھتا ہے اور میرا ایمان میری ہستی پر لعنت بھیجتا ہے میں نے جھوٹا حلف اُٹھایا اور غلط شہادت دی خدا گواہ ہے میرا کلیجہ کٹ گیا جس وقت میں نے گواہی ختم کی اور جہاں آرا کو دیکھا اس کی نظر میرے چہرہ پر تھی اس نے اپنے آنسو پونچھے اور پھر مجھے دیکھا اسکی حیرت بھری نظریں میرے چہرہ پر تھیں آنسو جاری تھے ہچکی بندھی ہوئی تھی اسکا معصوم چہرہ میرے سامنے اور بیگناہ نظریں کلیجہ کے پار تھیں۔ میں نے تم سے اسواسطے نکاح نہ کیا تھا کہ تم میرے ساتھ میری اولاد کے بھی مالک ہو جاتے۔ یا ایسی سنگین سزا دیتے کہ آسمان اور زمین اسکو دیکھ کر کانپ اُٹھیں۔ مکان کی کنجی یہ موجود ہے لو اور شوق سے اس کے مکان پر قبضہ کر لو مگر خدارا مجھکو بھی بتادو اور دکھادو کہ کس دل سے تم اس کے مکان میں داخل ہوگے۔"

جہاں آرا کی ماں یہ کہہ کر اُٹھی اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اس کی آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے اس نے ایک ٹھنڈا سانس لیا اور بیہوش ہوکر گر پڑی۔

(۶)

عدالت عالیہ سے دونوں فیصلے منسوخ ہوئے ناظر جہاں آرا کا شوہر قرار دیا گیا اور جہاں آرا کا ارتکاب اشتعال یہ دونو فیصلے مختلف تاریخوں میں ہوئے پہلے ناظر رہا ہوا لیکن سات مہینہ کی قید نے اسے مردہ سے بدتر بنا دیا تھا جہاں آرا اور یوسف کے فراق میں روتے روتے اس کی آنکھیں جاتی رہیں گٹھیا نے دونو ٹانگیں بیکار کر دیں جیل خانہ کے سپاہی پکڑ کر باہر چھوڑ گئے دیر تک دہیں بیٹھا رہا دوپہر ہوئی اور بھوک لگی اور گھسٹتا گھسٹتا ایک طرف کو چلا یوسف کے قتل کا حال اسے معلوم تھا لیکن جہاں آرا کی قید کا علم نہ تھا اور سمجھتا تھا کہ وہ سلیم کے ہاں خوش ہے رہائی قید سے اور زندگی موت سے بدتر تھی چاہتا تھا کہ کسی کو صورت نہ دکھاؤں مگر اس کی حالت اور صورت ایسی قابل رحم تھی کہ راستہ چلنوں کا دیکھ کر دل کٹتا تھا انجان بھی ٹھٹک جاتے ایک اندھا اپاہج گوشت کا لوتھڑا چلنے پھرنے سے معذور پھٹی لنگوٹی باندھے گھٹنوں میں سر دیئے اور منہ چھپائے خاموش بیٹھا تھا کہ کوئی نہ دیکھے اور نہ پہچانے مگر جب یوسف کی یاد تڑپا دیتی اور کسی کی

آہستہ سنائی دیتی تو سر اُٹھاتا اور کہتا۔

"کوئی اللہ کا بندہ یوسف کی قبر پر پہنچا دے"

اسکی حالت لمحہ بہ لمحہ ابتر ہو رہی تھی موسم سرد تھا اسپر حادث اوڑھنے کو کپڑا انہیں کھانے کو ٹکڑا نہیں دن سڑک پر اور رات درخت کے نیچے ٹیکرتا دل اور دماغ دونو بگڑ چکے تھے طبیعت کبھی درست ہوتی تو یوسف کا خیال آتا اور جہاں آرا کی یاد دیوانہ دار اس درد سے روتا اور کرب سے چیختا کہ سننے والے بیتاب ہو جاتے۔ یوسف کی موت کا زخم ایسا کاری تھا کہ کسی طرح نہ پنپ سکا اس پر جہاں آرا کی بیوفائی کا یقین اس زخم کے کچوکے موت کا مزہ چکھا رہے تھے آدھی رات کے وقت جب دنیا خواب غفلت میں ہوتی وہ بلبلا بلبلا کر روتا زمین سے سر پھوڑتا، سینے پر گھونسے مارتا، لوٹتا، تڑپتا، جہاں آرا، جہاں آرا کہہ کر چلاتا اور یوسف یوسف کے نعرے لگاتا ہوا آگے بڑھ جاتا +

جہاں آرا چھوٹی تو ناظر کی تلاش میں مصروف ہوئی اس کی حالت سنی تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا چاروں طرف ڈھونڈھتی پھری لوگوں سے پوچھا مگر کچھ پتہ نہ چلا، ایک رات اسی طرح دیکھتی پھر رہی تھی دو بج چکے تھے اور سردی کی یہ شدت تھی کہ دانت سے دانت بج رہا تھا، ابر تلا کھڑا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی بادل اور بجلی زور شور سے کڑک اور چمک رہے تھے جہاں آرا ناظر کی تلاش میں سرگرداں تھی کہ اس نے یہ آواز سُنی۔

"اندھا ہوں صورت نہیں دیکھ سکتا مگر موت سے پہلے ایک دفعہ آواز سُنا دے جہاں آرا جہاں آرا"

بادلوں کی بجلی فضا آسمانی میں چمکی اور محبت کی بجلی جہاں آرا کے دلبر گری زخمی دل اور لہولہان پاؤں لیکر بیتابانہ دوڑی تو دیکھا کہ ناظر جاڑے کی سردی میں دبکا اس کے نام کی تسبیح پڑھ رہا ہے اور جہاں آرا جہاں آرا کہہ رہا ہے۔ بجلی نے چمک کر جہاں آرا کو ناظر کی صورت اور حالت دوبارہ دکھائی بے چین ہو کر ایک چیخ ماری اور "میرا ناظر" کہہ کر اس کے قدموں میں گری۔

ناظر جہاں آرا کی آواز سُنتے ہی بے قابو ہو گیا اس کے قدموں میں آتے ہی قلب کی کیفیت اور بھی بگڑی وہ بیہوش پڑی تھی اور ان دو نویاں بیوی کا مجموعہ جنگل

بیابان میں محبت کی ایک ایسی تصویر چمک رہی تھی جس کے ہر ذرہ پر کائنات قربان ہو ناظر نے ٹٹول کر دیکھا کہ جس جسم پر مہین اور نازک لباس رہتا تھا وہ اسوقت گاڑھے اور گزی میں لپٹا ہوا ہے سر کی لٹیں بندھی ہوئی ہیں پاؤں زخمی ہیں اس کے قدموں پر آنکھیں ملتا رہا جہاں آرا ہوش میں آئی تو ناظر نے رو رو کر کہا۔

"ایک دفعہ یوسف کی قبر کو بوسہ دلوا دے"

موت سر پر کھیل رہی ہے — یہ ارمان بھی پورا ہو جائے"۔

(۷)

"تجھکو معلوم نہیں کہ اس خرگوش کی ضرورت کس کے لیئے ہے کوتوال صاحب کے بچہ کے واسطے لال منہ کا پشاوری خرگوش کہیں بھی مل جاتا تو ہم تجھ سے نہ لیتے تو بعدر باتیں بنا رہا ہے بہت ہوگا ایک آدہ روپیہ لے لیجو اس جانور کی جان بچہ کی جان سے زیادہ نہیں ہے"۔

جگی کچھ سوچتا رہا اس نے خرگوش کو پیار کیا اپنے سینہ سے لگایا اور کہا۔

"تم اس لذت سے جو مجھکو اسوقت حاصل ہو رہی ہے نا آشنا ہو۔ تمہارے ایک بچہ کی جان اس خرگوش کے مقابلہ میں قیمتی ہے لیکن میری نگاہوں میں تمام دنیا بھی اس کی قیمت نہیں ہو سکتی اگر کوتوال صاحب کے بچہ کی زندگی اسی کی موت پر منحصر ہے تو تمکو یا تمہارے کوتوال صاحب کو کیا حق ہے کہ میرے بچہ کو مار کر اپنا بچہ جلاؤ"۔

سپاہی۔ یہ فضول باتیں بیکار ہیں تجھکو کچھ انعام دلوا دینگے مفت نہ لیں گے خوشی سے دیتا ہے تو دے ورنہ ہم زبردستی لیجائیں گے۔

جگی۔ اس خرگوش کے ساتھ میری جان لگی ہوئی ہے یہ مجھکو بچوں سے زیادہ ہے اس کی موت میری موت ہوگی اگر ایک بچہ کی جان بچانے کے واسطے دو جانیں ضایع کرنی جایز سمجھتے ہو تو تمہاری خوشی۔

سپاہی۔ خرگوش کو تو بچہ کہہ رہا ہے اس جیسے ہزاروں لاکھوں مارے مارے پھرتے ہیں پشاور میں روپیہ کے چار ملیں گے۔ کیوں خواہ مخواہ باتیں بناتا ہے۔

جگی۔ روپیہ کے چار نہیں ہزار سہی مگر یہ میرا پیارا بچہ ہے تم جسکو جانور سمجھے ہو

کسی قیمت پر کہیں میسر نہیں آسکتا۔

سپاہی۔ اچھا تو خرگوش اِدھر لا اور ہمارے ساتھ چل۔ کوتوالی میں فیصلہ ہوگا۔

جوگی۔ کوتوالی کتنی دور ہے؟

سپاہی۔ ہوگی کوئی ساتھ میل۔

جوگی۔ آخر یہ سزا مجھے کس جرم میں مل رہی ہے اور میں کیوں بھگتوں؟

سپاہی۔ ہم تو نہیں کہتے کہ تو چل۔ تو اکڑ رہا ہے تو چل کوتوالی چلا چل۔ نہیں تو ہم خرگوش لیے جاتے ہیں۔

(۸)

جہاں آرا کی حالت زار اسکا اپنے دیوانہ و بیمار شوہر کو چھوٹے سے ٹھیلہ پر لیکر پھرنا چشم مسلم کیواسطے درس عبرت تہا خدا کی وسیع زمین اسکا مکان تہی درخت اسکی چھت سڑکیں اسکا صحن اور جنگل اسکا توشہ دہ علی الصباح شوہر کا ٹھیلہ لیکر نکل جاتی اور سپاس کہڑا کرکے دن بھر پتھر کوٹتی شام کو مزدوری لیکر بازار آتی دوا خریدتی دودہ لیتی اور دونوں میاں بیوی اپنا پیٹ بھرتے۔ ناظر کی حالت روز بروز ابتر ہو رہی تہی وہ اکثر بیہوش پڑا رہتا ہوشیار ہوتا تو جہاں آرا اور یوسف کے نعرے لگاتا۔ حکیم اور ڈاکٹر جواب دے چکے تھے مگر جہاں آرا اپنی کوشش میں کمی نہ کرتی۔ ناظر کی دیوانگی گو بہت کچھ ترقی کر رہی تہی مگر کبھی کبھی وہ بالکل تندرستوں کی سی باتیں کرتا جہاں آرا کے قدموں پر سر رکھتا اس کے آگے ہاتھ جوڑتا روتا اور کہتا "بیگم کو ماما، سونے کو پیتل، آدمی کو جانور، جہاں آرا کو لونڈی بنانے والا شوہر تیرے احسانات کا کیا معاوضہ کرے"!

یہ کہہ کر روتا چیختا بلبلاتا اور بیہوش ہو جاتا۔ ایک روز جبکہ آفتاب غروب ہو چکا تہا جہاں آرا اپنا ٹھیلہ لیے چلی جا رہی تہی اُس نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان پنڈال میں ہزار ہا مسلمانوں کا مجمع ہے اور نکاح بیوگان پر کوئی مولوی صاحب وعظ فرما رہے ہیں۔ جہاں آرا اپنا ٹھیلہ لیکر آگے بڑہی اور جب وعظ ختم ہوا تو اجازت لے کر کہنے لگی۔

"دنیا کا وہ مذہب جو فطرت انسانی کے خلاف احکام صادر کرے دین فطرت نہیں ہو سکتا میں مسلمان ہوں اور اگر میرا واسطہ آپ جیسے مسلمانوں سے نہ پڑتا تو شاید اس سے زیادہ

پکی مسلمان ہوتی جتنی آج ہوں۔ بعض معاملات میں میرا عقیدہ متزلزل کرنیوالے مسلمات اور صرف مسلمان ہیں مسلمانوں کا یہ دعوے ہے کہ ہمارے مذہب مقدس نے عورت کے حقوق کی سب سے زیادہ حمایت کی اور دنیا کے کسی مذہب نے عورت کو یہ حق نہیں دیا حقیقتاً ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور میری لاتعداد بہنیں جن کو گھر کی ملکہ کا خطاب دیا گیا ہے جس طرح زندگی بسر کر رہی ہیں اور یہ شہزادیاں جسقدر لعتیا رکھتی ہیں۔ اور جیسی حکومت کرتی ہیں وہ میں بھی جانتی ہوں اور آپ حضرات بھی۔ اسوقت بحث نکاح بیوگان کے متعلق تھی اور واعظ شیریں بیان نے اس سلسلہ میں حاضرین کے سامنے جنت کے دروازے کھول دئے گر اس مجمع میں جہاں کتنے اور سب گھوڑے اور گدھے تک تشریف فرما ہیں بدبخت عورت کو بھی اجازت ہوتی تو غالباً بہشت کے شوق اور مغفرت کے ذوق میں ہر رانڈ آج ہی داخل حسنات ہوکر مستحق جنت ہوجاتی گویا اسکا صرف نکاح جنت کا وارث ہونے کے لیئے کافی تھا باقی اعمال خواہ کچھ ہی ہوں میں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان احکام کے سامنے سر جھکانے کو تیار ہوں مگر بہ حیثیت ایک انسان کے مجھے فاضل مقرر سے اس سوال کا حق حاصل ہے کہ کیا اس نے اس حکم کو پیش کرنے سے پہلے سرشت انسانی اور فطرت نسوانی کے ہر پہلو پر غور کر لیا ہے؟ وہ عورتیں جو چھوٹے چھوٹے بچوں کو لیکر بیوہ ہوئی ہیں کیا ان احکام میں شامل ہیں؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں تو کیا واعظ صاحب کی یہ توقع کہ دور حاضرہ کا مسلمان جو خدا کا نام ہی کبھی نہیں لیتا، ایک عورت سے نکاح کرکے اس کے تین بچوں کی پرورش صرف اسلیئے کریگا کہ بعد الموت عذاب قبر سے محفوظ رہیگا۔ میں بصد ادب عرض کرتی ہوں کہ آج جبکہ روحانیت فنا ہورہی ہے وہ کوششیں جنکا خاتمہ جنت دوزخ پر ہو ہمارے واسطے زیادہ مفید نہیں اسوقت ہمارے لیئے ہماری قومی عزت و ذلت کا تقابل بہت کافی ہے میرے اس خیال پر جو اعتراض ہوسکتا ہے میں اس سے بیخبر نہیں ہوں۔ خدا کا فیصلہ حالات سے واسطہ نہیں رکھتا میں ایک خاص حد تک اسکو تسلیم کرلیتی ہوں۔ لیکن فیصلہ مسلمانوں کے واسطے ہے اور مسلمان جس کسوٹی پر پرکھا جاسکتا ہے وہ موجود ہے کیسے اور بتایئے کہ کروڑوں میں کتنے کندن کی طرح دمک رہے ہیں ⁂

جب مسلمانوں کا وجود ہی نہیں تو حکم کی تعمیل کون کرے اور جب مسلمانوں کا ادا



بگڑ چکا تو مصور کا کام سب سے پہلے یہ ہے کہ وہ حالات کو ملحوظ رکھے یہ حکم اُن لوگوں کے واسطے تھا جو یتیموں کی پرورش فرض سمجھتے تھے اور جنکا کوئی گھر یتیم سے خالی نہ تھا لیکن آج سے یتیم خانے باوجود اس کے کہ بعض مہتمم اگر دولتمند نہیں تو فقیر بھی نہیں اور اپنی ذاتی ضروریات سے بیفکر ہیں مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے کس طرح دم توڑ رہے ہیں اور وہ یتیم جنکا ہر مسلمان وارث ہوتا ہر مسلمان عورت ماں اور مرد باپ ہوتا الگ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خود یتیموں سے پوچھو آپ حضرات فرما سکتے ہیں کہ عمر میں کتنے یتیموں کی خدمت کی اور کتنی مرتبہ اُن بے وارثوں کو اپنے کلیجہ سے لگایا کبھی فرصت ہو تو دوسری قوموں کے یتیموں کو دیکھئے اور پھر اپنے یتیموں پر نظر ڈالیے تو یہ سماں بہت کچھہ بتائے گا +

میری رائے میں بیوہ کے نکاح سے قبل یہ انتظام نہایت ضروری ہے کہ اس کے معصوم بچوں کی مٹی پلید نہ ہو۔ میں اسی کا شکار ہوئی اور میرے ساتھہ تین ایسی زندہ روحیں برباد ہوئیں جنکا اب کوئی علاج نہیں۔"

دفعتہً جہاں آرا کی نگاہ اپنے شوہر کے چہرہ پر پڑی تو اسکا دم واپسین تھا دوڑی اسکا سر اپنے ہاتھ میں لیا تو ناظر نے بیوی کے چہرہ کو حسرت سے دیکھا اور رخصت ہوا +

مسلمان اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے آگے بڑھے اور تیار ہوئے مگر جہاں آرا سب کا شکریہ ادا کرتی ہوئی کٹیلہ لیکر ایسی گئی کہ پھر کسی نے اس کی آواز سنی نہ صورت دیکھی +

(۹)

یہ مکار جگی جو حضور کے سامنے کھڑا ہے چور اور بدمعاشوں کا سردار ہے شہر کی تمام وارداتیں اسی کے حکم سے ہوتی ہیں اس کی جھونپڑی کے آس پاس کی زمین میں ہزاروں چوریوں کا مال دفن ہے بڑے داروغہ جی یہ کپڑے اس کی جھونپڑی سے برآمد ہوئے۔ اسکی گرفتاری سے شہر میں امن ہو جائیگا اسقدر خرانٹ اور مکار کہ کسی طرح اقرار ہی نہیں کرتا +

جگی۔ ان دو تو سپاہیوں نے اس میرے پیارے خرگوش کو چھیننے کے

لیے مجھے لہو لہان کر دیا میں نے انسے بمنت کہا کہ میرا خرگوش تمہارے واسطے جانور ہے مگر میرے واسطے انسان سے زیادہ۔ لیکن انکے پتھر کے دل نہ پسیجے میں انسانی آبادی سے بہت دور ایک جنگل میں جہاں آدمی نہ آدم زاد اپنی زندگی کے دن پورے کر رہا ہوں یہ خرگوش میرا بچہ ہے جس کی وجہ سے میں چور اور ڈاکو بنایا جا رہا ہوں میں اس کے واسطے تیار ہوں کہ جیلخانہ بھیجا جاؤں اور وہاں سخت سے سخت مصیبت بھگتوں لیکن یہ ممکن نہیں کہ آپ کے بچہ پر اپنا بچہ قربان کر دوں۔ خرگوشوں کی دُنیا میں کمی نہیں آپ حاکم وقت ہیں آپ کے اشارے میں سینکڑوں خرگوش جمع ہو سکتے ہیں مجھ پر رحم کیجے اور اس خرگوش کو معاف فرمایئے میرے جسم کا ہر حصہ زخمی ہے میرا بدن لہو لہان ہے۔ میرے دل میں درد ہے، میں کل صبح سے بھوکا ہوں ان سپاہیوں نے دُنیا کا کوئی ظلم ایسا نہیں جو مجھ پر نہ توڑا ہو۔"

بالاخانہ سے ایک عورت نمودار ہوئی اور کہا کہ "سنگدل جوگی تو واجب القتل ہے میرا بچہ درد میں تڑپ رہا ہے اور کوئی دم کا مہمان ہے مگر تجھکو رحم نہیں آتا۔" اتنا کہہ کر کوتوال بیگم نے حکم دیا کہ خرگوش اس کے ہاتھ سے چھین لو سپاہیوں نے تعمیل کی جوگی خرگوش کو سینہ سے چمٹا کر بیٹھ گیا کوششیں بیکار ہوئیں خرگوش نہ ملا اودھر بچہ کو دورہ ہوا تو کوتوال بیگم ایک لکڑی لیکر آئی جوگی کے سر پر ماری جوگی چکرا کر گرا۔ سپاہیوں نے خرگوش پکڑا اور ذبح کیا مگر خرگوش کے ساتھ ہی جوگی بھی ذبح ہو چکا تھا۔ یہ دراز روح کے وقت جوگی نے گردن کی طرف اشارہ کیا تو سپاہیوں نے گلے میں سے ایک تعویذ کھولا۔ کوتوال بیگم نے پڑھا تو لکھا تھا۔

"میں مرد نہیں اپنے پیارے شوہر ناظر کا نام جپنے والی جہاں آرا ہوں۔ مرد میرے جسم کو ہاتھ نہ لگائے۔ بکری اور خرگوش ناظر کی نشانی ہیں۔"

کوتوال بیگم جو جہاں آرا کی ماں تھی پرچہ پڑھتے ہی بیہوش ہو کر گری۔ ہوش آیا تو گود کا بچہ بھی ختم ہو چکا تھا +

راشد الخیری

صحت اور قوتِ ارادی

[محترمہ زہرا بیگم فیضی عصمت کے دورِ اوّل کی اُن مایہ ناز نامور لکھنے والی خواتین میں سے ہیں جنکی قابلیت کا اعتراف بارہا مرحوم مولانا شبلی۔ علامہ راشد الخیری اور مولوی ممتاز علی جیسے بزرگ کرچکے ہیں۔ بہت کم تعلیم یافتہ بیبیاں ہونگی جنہوں نے محترمہ موصوفہ کا نام نہ سُنا ہو۔ محترمہ زہرا فیضی کی تقریریں اور تحریریں ملک میں بہت کافی مقبولیت حاصل کرچکی ہیں۔ صحت جیسے نہایت ضروری موضوع پر اسقدر مفید اور قیمتی مضمون کے ساتھ محترمہ زہرا فیضی کا بزم عصمت میں پھر تشریف لانا عصمت کے نئے سال کی نہایت ہی اچھی فال ہے۔ ایڈیٹر]

عرصہ دراز گذر گیا کہ میں مضمون نگاری چھوڑ چکی۔ انقلابِ زمانہ نے دل و دماغ کو اُلجھنوں میں ڈال رکھا ہے۔ اب بھی کوئی اُبھرنے والے سامان پیشِ نظر نہیں ہیں۔ یا دل خوش کُن صدائیں سُنائی نہیں دیتیں بلکہ جو دیکھا دل بگڑ گیا، جو سُنا دل مسوس کے رہ گئے، یہ حالت ہمارے ادبار یافتہ قوم کی ہے، واحسرتا! کارپردازان عصمت نے اندنوں مضمون نگاری کی طرف پھر توجہ دلائی ہے کہ عصمتی بہنوں کے واسطے کوئی مُفید مضمون لکھوں عصمت میں اب بہنوں کی نئی محفل نامہ نگاری کرتی ہے۔ یکی دُکی پُرانی نامہ نگار نظر آتی ہیں۔ خداوند رحیم! انکی امنگوں کو اوبھارتا کہ اپنی قوم کی حالت سنوارنے میں سچائی اور خلوص نیت کے ساتھ قدم اُٹھائیں عصمتی بہنوں سے سنّت اسلام ادا کرکے سب سے پہلے میں مفید طریقہ صحت کو برقرار رکھنے کی کوشش کے لیے التجا کرونگی کیونکہ صحت سب سے بڑی نعمت ہے اور اسی سے انسان خوشی اور طمانیت سے زندگی گذار کے آپ اچھا رہ کر گھر بھر کو شاد رکھ کر آباد کرسکتا ہے۔ اس مضمون میں میں جو کچھ لکھونگی وثوق کے ساتھ۔ اپنے اور اپنے متعلقین کے تجربوں کی بنا پر سُنی سُنائی باتیں

نہیں کہ کسی نے لکھا کچھ پڑھنے والا سمجھا کچھ اور بیان کیا کچھ +

اس زمانہ میں کم و بیش آنکھوں کی حالت قابل افسوس ہے۔ اکثر لوگ عینک زدہ نظر آتے ہیں یہانتک کہ بچے اور جوان بھی مصنوعی مدد لینے کے لیے مجبور ہیں۔ یہی حالت دانتوں کی ہے پائریا کے مرض میں اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہے کہ دانت اُکھڑوا کے مصنوعی مدد لینے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ حواس خمسہ میں سے قبل از وقت دو چیزیں یوں برباد ہو جائیں تو پھر زندگی کا کیا لطف رہا۔ دانتوں سے بھی زیادہ آنکھوں کی بربادی حسرت ناک ہے۔ کیونکہ اسکا نعم البدل مصنوعی طریقہ بینائی کو قایم نہیں رکھ سکتا ہو دانتوں کی طرح کسی حد تک کار آمد ہو سکتا ہے البتہ نمایش اچھی ہو جاتی ہے اور اپنے تئیں برا نہیں معلوم ہوتا۔

حفظ ما تقدم کا اگر خیال رکھا جائے تو ان تمام تکلیفوں میں تخفیف ہو سکتی ہے بلکہ میں یہانتک کہہ سکتی ہوں کہ انسان اپنی اندرونی قوت کو استعمال کرنے کی طاقت پیدا کرے تو امراض اس سے دُور بھاگیں گے۔ یعنے ارادہ دلی۔ ارادہ دلی اسقدر بڑی قوت ہے کہ جسکا بیان مجھسے ایک حد تک تحریری نہ ہو سکیگا البتہ زبانی سمجھا سکتی ہوں یہ قوت کامل توجہ سے پوری طرح زیر ہو سکتی ہے اس اندرونی طاقت پر قدیم زمانے میں خدا رسیدہ اور معرفت کے تلاشی اشخاص محض توجہ کی بدولت غالب آجاتے تھے اور اسی قوت کو نافہم لوگ کبھی کبھار اتفاق سے دیکھ لیتے تو طلسم یا سحر سمجھتے تھے یا سُن لیتے تھے تو حیرت سے انگلیاں دانتوں میں پکڑ لیتے تھے کہ فلاں فلاں شخص فوق الانسان ہے۔ ہم میں سے ہر بہن اس بے نظیر قوت کو بڑھا سکتی ہیں یا اپنی لاپروائی سے زائل کر کے بیکار کر دیتی ہیں۔ کیونکہ ہر انسان میں یہ قوت موجود ہے۔ صرف طریقہ استعمال سے ناآشنا ہیں۔ بیکار ہو جانا اسکے ملنے کا دستور العمل ہے اور اسی طریقہ میں دنیا گرفتار ہو رہی ہے۔ فی زمانہ ہر انسان دواخانہ بن کے معالجوں کے ہاتھوں میں اپنے کو سپرد کر دیتا ہے خواہ بیماری ہو یا شبہ

ہر حالت میں معالج بلوایا جاتا ہے ذرا سی چھینک آئی اور عزیزوں کے اور اپنے چھکے چھوٹ
گئے ہائیں یہ کیا غضب ہوگیا! اور وہم سے معالج حاضر ہوگیا۔ اور سب عزیز گھبرانے لگے
اس بات سے بچے رہنا اسکا نام ارادہ دلی ہے۔ قدیم زمانے میں اکثر بچوں کو بزرگوں کی
صحبت میں چھوڑ دیتے تھے اور انکے زیر سایہ پرورش پاتے تھے جب جاکر اُن بچوں میں
عجیب و غریب قوتیں پیدا ہوتی تھیں۔ خوراک سوچ سمجھ کر اعتدال سے کھاتے تھے انکے قوائے
مضبوط اور بیماریوں سے مُبرا رہتے تھے۔ اور اُس زمانہ میں عمر طبعی کو پہونچنا صحت کے
ساتھ آسان تہا۔ کیونکہ احتیاط کے ساتھ بسر ہوتی تھی اور یہ بات تسلیم شدہ ہی کہ وہ آجکل
کے لوگوں کی طرح عمر بھر ریختے نہ رہتے تھے۔ اچھے تندرست ہٹے کٹے ہوتے تھے۔

اندرونی قوت کو بڑھانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے دل میں یہ خیال جمایا ہوا
رکھیں اور اپنے آپ تنہائی میں کہیں کہ میں کبھی بیمار نہیں ہونگی۔ اور مجھے بیمار نہیں
پڑنا بلکہ نہایت تندرستی سے تادم زیست بسر کرونگی۔ اسیطرح کھانے پینے بیٹھنے
اُٹھنے چلنے پھرنے سونے کے لیئے یہ ہی ارادہ کریں اور ہر کام کے واسطے یہ عزم اپنے
دل میں پُورے دھیان کے ساتھ کریں۔ کبھی پست ہمت نہوں۔ ہر وقت اپنے کو آمادہ
رکھیں۔ تو اندرونی قوت بڑھتی رہیگی اور اسکا فائدہ تہوڑے عرصہ میں جاکر معلوم ہو ہی
جائیگا۔ متلی، سفرہ، دستوں کی کثرت، سر کا درد، جنکی شکایت اکثر رہا کرتی ہے۔ اسی قسم
کی تکلیفیں اپنی دلی قوت سے فوراً برطرف ہوسکتی ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ پُوری توجہ سے
ان کے برطرف ہونے کی خواہش ہوتی رہے۔ ورنہ کبھی فایدہ نہوگا۔ تشخیص سے معلوم
ہوتا ہے کہ اکثر بیماریاں ہاضمہ کی خرابی سے ہوتی ہیں اور جب آنتوں پر ہضم نہونیوالی
ثقیل خوراک کا بوجھ پڑتا ہے تب جاکر امراض کی تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں مسلسل یہ تکالیف
اگر جاری رہتی ہیں تو تمام جسم کی حالت رفتہ رفتہ بدل جائیگی دوران خون میں رکاوٹ
ہوکر طبیعت کا حال ناگفتہ بہ ہوجائے گا۔ حالت صحت میں زیادہ ضروری ہے

کہ اعتدال اور احتیاط برتی جائے۔ کھائیں گر سمجھ سے نہ یہ کہ جو پسند آیا غیر معمولی حد تک کھایا اور بیمار ہو گئے۔ ہمیشہ تھوڑی سی بھوک باقی ہو تب جا کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں بشکم سیر ہرگز نہ کھائیں۔ نہ دواؤں کے محتاج بنیں۔ جیسے جیسے بیماریاں لاحق ہوتی رہیں گی ویسے ویسے کمزوری اپنا تسلط کرے گی اس لیئے اپنے ارادہ دلی کو کام میں لیکر بیماریوں کو نزدیک نہ آنے دیں۔

آنتوں کو صاف ستھرا رکھنے سے جسمانی صحت کو بڑا فائدہ ملتا رہتا ہے۔ اور آنتوں کے صاف ستھرے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ صبح سویرے ایک کٹورہ بھر کے پانی پئیں رات کو سوتے وقت بھی ایک کٹورہ پانی پئیں یہ دو وقت مقرر ہی ہیں۔ انکے علاوہ اور ۲ کٹورے دن بھر میں بے پیاس بھی پی لیں ہرج نہیں ہے تاکہ آنتیں اچھی طرح دُھل جائیں۔ اِس دُھل جانے سے آنتوں میں کھانا ہضم کرنے کی سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہاضمہ میں خرابی پیدا ہونے سے رکتی ہے۔ پانی کی خوبیاں اسقدر اعلیٰ درجہ کی ہیں کہ سُبحان اللہ۔ اگر کسی وقت انسان کو بھوک لگے تب بجائے کھانے کے ایک کٹورہ پانی پی لے تو بہت ہی مُفید ثابت ہو گا۔ پانی میں ایسے اجزاء موجود ہیں جو انسان کو بجائے خوراک کے تقویت دے سکتے ہیں۔

پانی کو گرم کر کے ٹھنڈا ہونے کے بعد پینا یہ تو عام طور سے سب جانتے ہیں اور سا اسکا استعمال زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن میں کچھ اور عرض کرونگی پانی کو نل سے نہایت صاف ستھرے برتن میں بھر کے اتنا جوش کریں کہ خوب گرم ہو کے کھولنے لگے جب خوب کھول جائے رات بھر اسی برتن میں ٹھنڈا ہونے دیں۔ صبح سویرے مٹی کی ٹھلیا یا مٹکی کو اندر سے رگڑ رگڑ کے دھوئیں تاکہ پانی کی چکناہٹ پوری طرح نکل جائے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ مٹکی کو دھوپ میں رکھیں۔ اس کے

بعد پانی چھاننے کی موٹی صافی سے مٹکی کے مونہ کو باندھ کر رکھیں۔ اور طیار کیئے ہوئے پانی کو صاف برتن میں نکال کے ڈونگے سے پچاس دفعہ اونچا اوچھال اوچھال کے رکھیں اس کے بعد برتن والا پانی منڈھی ہوئی صافی سے مٹکی میں چھان لیں اور احتیاط سے ڈھانک کے رکھیں۔ پانی جب گرم کیا جاتا ہے تو جراثیم سب مرجاتے ہیں اس لیئے کوئی وبائی بیماری نہیں ہوتی مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ مفید اجزا بھی مفقود ہو جاتے ہیں۔ گویا پانی بے جان ہو جاتا ہے۔ ڈونگا اُچھالنے اور پانی اچھالنے سے پھر پانی تازہ اور جاندار بن جاتا ہے اور مفید اجزا کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس طرح طیار کیا ہوا پانی ۸ کٹورے پئیں ضرور مفید ثابت ہوگا۔ صراحی کو چار دن یا ۸ دن استعمال کر کے دھوپ میں اُلٹا کھڑا کر دینا چاہیئے اور نئی صراحی استعمال کرنا زیادہ صحت افزا ہوگا۔ کیونکہ صراحی کا گلا تنگ ہوتا ہے ہاتھ ڈالکر خوب رگڑ نہیں سکتے اسلیئے دھوپ میں ۸ روز پڑے رہنے سے صاف ستھری ہو جاتی ہے اس کے بعد استعمال کریں اور دوسری صراحی کو دھوپ میں پڑے رہنے دیں۔ مٹکی کو بھی بدلتے رہیں تو بہت زیادہ بہتر ہوگا۔ گرگا ہے ما ہے۔ ہمیشہ بدلنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں کائی جم نہیں سکتی۔ ہاضمہ سے آنکھوں کو بڑا تعلق ہے۔ ہاضمہ کی کمزوری کے ساتھ آنکھیں ضرور کمزور ہو جاتی ہیں معمولی طور سے خیال نہیں آتا نہ اسکی طرف کوئی توجہ کرتا ہے۔ بلکہ آنکھوں کا غیر ضروری علاج کیا جاتا ہے اور سب سے اول عینک لاحق کر کے ہمیشہ کے لیئے آنکھوں کو کمزور بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ جب عینک لگانے کیلئے مجبور ہو جاتے ہیں تو روز بروز آنکھیں بھی مجبور اور مجبور تر ہوتی ہی جاتی ہیں یعنے عینک دسریش کی طرح زندگی بھر چمپٹ جاتی ہے۔ اور خوبی یہ ہے کہ چند مہینے گذرے آنکھیں اور کمزور ہوئیں عینک بدلنی فرضی ہوئی یہ ہی دور دورہ وبال جان ہو کر رہتا ہے۔ اسلیے ہاضمہ کا خیال بڑے غور سے رکھیں اور دو تین سہل تدبیریں جو ممکن العمل ہیں کرتے رہیں عینک سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیئے یا بہت بڑی عمر تک بچی رہینگی۔

زہرہ بیگم فیضی (بمبئی)

فلسفۂ مسرّت

خوشی ایک ایسی نعمت ہے جس سے انسان کو زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے اور یہ نعمت ہر شخص کے دل میں موجود ہے کسی کے کم کسی کے زیادہ مگر کوئی دل اس سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اور ہر شخص کو چاہیئے کہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

قدرت چاہے دنیا بھر کی دولت و ثروت۔ طول حیات بخشدے لیکن کسی کو خوشی عطا نہیں کر سکتی۔ خوشی حاصل کرنا ہر شخص کا اپنا کام ہے۔ جس شخص کو دنیا پر کامیابی حاصل ہوتی ہے اُسے فکر اور پریشانیاں بھی بہت ہوتی ہیں۔ جو شخص تحصیل خوشی کے اُصول سے بے بہرا ہے دُنیا بھر کی دولت اور تاج سلطنت اور گوناگوں تفریحات اور دلچسپیاں اُسے خوش نہیں کر سکتیں۔ خوشی کا دارومدار زیادہ تر اس بات پہ ہے کہ خیالات پر قادر رہو اور انھیں ٹھیک راہ پر لگائے۔ تکلیف دہ امور سے بچے اور دل خوش کن خیالات کی یاد سے جی بہلایا جائے۔ مشہور فلسفی شوپنہار کا قول ہے کہ کوئی تو یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا غیر آباد جگہ ہے جہاں غم کے سوائے کچھ نہیں اور چاروں طرف ظاہرداری نظر آتی ہے دوسرے کے خیال میں دنیا ایک زرخیز مقام ہے جہاں زندگی کا سامان موجود ہے اور حقیقت سے بہشت ہوتی ہے" جس طرح رباب کا بجانا مشق سے آتا ہے اسی طرح خوشی کے حاصل کرنے کے لیے بھی مشق درکار ہے اگر درست راستہ اختیار کیا جائے تو خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ افسوس اسکا ہے کہ ہم مسلمان مرد ہوں یا عورت خوشی سے بہت دور ہیں ذرا ذرا سی بات کا اتنا رنج کرتے ہیں کہ گویا دنیا اُلٹ گئی مرد تو باہر چل پھر کر اپنا دل تفریح و دلگی کے سامان سے بہلا سکتے ہیں مگر وائے برحال ما! کہ چار دیواری کے اندر زندگی گذارتی ہیں

اگر خوش قسمتی سے چار بیبیاں ایک جگہ ہو گئیں تو اِدھر کا گلہ اُدھر کا شکوہ نکال کر خوشی و مسرت پیدا کرنا تو درکنار اور رنج مول لیتی ہیں۔ جو عقلمند سمجھدار بیبیاں ہیں وہ اپنے فکر و رنج کو دُور کرنے کی تدابیر سوچتی ہیں۔ چاہے ان کا کتنا ہی نقصان ہو اس کی پروا نہیں کرتیں۔ رنج کرنے کی بجائے اس فکر کو دُور کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ فرض کرو ہمارا بچہ علیل ہے۔ اور ہم اس کی علالت کے سبب فکر و رنج و پریشانی میں اس قدر محو ہو گئے کہ اس کی نرسنگ و تیمارداری کا خیال تک نہ رہا۔ ڈاکٹر نے جو دوا دی وقت پر نہ پلائی. غذا وقت پر نہ دی۔ رنج و فکر میں پریشان رہے جس کی وجہ سے بچے کی بیماری بہت بڑھ گئی اور وہ مرنے کے قریب ہو گیا بلکہ اسطرح سے ہزاروں بندگانِ خدا کا خون ہوتا ہے بے موت مرتے ہیں۔ ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ فکر و رنج کو دُور کر کے اطمینان سے علاج کرنا چاہیئے اور رنج کو ہرگز قریب آنے دو۔ بڑی بات یہ ہے کہ زندگی کی راحتوں کا ایک سلسلہ بنانا چاہیئے خواہ وہ راحتیں کیسی ہی چھوٹی چھوٹی کیوں نہ ہوں۔ چیفسرٹ کی رائے ہے جس دن کوئی خوشی ہنسی کی بات نہ ہو وہ بالکل رائیگاں سمجھنا چاہیئے. ہمکو چاہیئے ہر وقت خوشی کے پیدا کرنے کی کوشش کریں ایک خوشی ہزار بلاؤں کو ٹالتی ہے۔ عیسائی و پارسی عورتوں کو دیکھو جب انکے گھر مہمان آتا ہے تو اسکو دیکھکر خواہ مخواہ ہنس دیتی ہیں مہمان بی بی کو بھی ہنسنا ضروری ہوتا ہے کسی کو خوش طبعی سے ہنستے دیکھنا کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے خندہ کا اثر ہر شخص پر کیسا فرحت بخش ہوتا ہے. خوشی جو ہمارے سینہ میں جوہر ہے اسپر چمک آتی ہے اور وہ مثل ایک ستارہ کے سینہ میں چمکتا ہے. اصل خوش مزاجی کا راز یہ ہے کہ برافروختہ کرنیوالے خیالات کو دلمیں نہ آنے دو اگر غصہ آجائے تو بہت جلد اسکو دُور کر دو بعض آدمی ہمیشہ اپنی مصیبت و تکلیف کا رونا روتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑی تکلیف میں ہیں یہ انکا خیال غلط ہے اور بعض ایسے بھی خدا کے بندے ہیں کہ وہ ہر حالت میں خوش ہر جگہ انکو مسرت حاصل ہے.

خوش طبعی سے اخلاق میں تقویت حاصل ہوتی ہے جس طرح سورج کی روشنی سے پھول کھل جاتے ہیں پھل پک جاتے ہیں اسیطرح خوش مزاجی سے ہمیں زندگی اور آزادی کا احساس ہوتا ہے ہمارے اطوار حسنہ

[illegible]

سوتیلی ماں ایسی ہو

یہ ایک سچا واقعہ ہے۔ میں نے صرف نام بدل دئے ہیں۔ د۔ا

نجمہ کا بچپن جس ناز و نعمت اور لاڈ پیار میں گزرا اُسے دیکھکر ہر شخص کو اندیشہ تھا کہ سسرال میں یہ لڑکی غضب ڈھائیگی۔ خدا کی شان ہے جس وقت سے پیدا ہوئی کیا ددھیال کیا ننھیال سب اس کے دم کے پروانے تھے۔ دادا نے جس وقت پوتی کی پیدایش کی خبر سُنی کچھ افسردہ سے ہو گئے تھے لیکن صورت دیکھ کر سب کچھ بھول گئے اور جب سے بولنا آیا پھر تو نجمہ کے آگے ہزاروں اللہ آمین والے بھائی کی بھی کچھ قدر نہ رہی۔ عُمر کے ساتھ ساتھ قوت تسخیر بڑھتی جاتی تھی چار برس کی عمر میں جب خالہ کی شادی میں پہنے اوڑھے ہر طرف باتیں بناتی پھر رہی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک تر و تازہ شگفتہ و شاداب گلاب کا پھول ہے جس کی خوشبو سب کے دلوں کا کنول کھلائے دیتی ہے یا چاند آسمان سے اُتر آیا ہے اور اس محفل کو اچھی طرح دیکھنے کے لیۓ ایک پیاری پیاری بھولی بھالی بچی کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ سب کی نگاہیں اسی کی طرف جمی ہوئی تھیں اپنے پرائے سب کچھ دیکھ کر نہال ہو رہے تھے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ گود میں لے پیار کرے مگر یہ انکی کسر شان تھی کہ جو بلائے اُس کے پاس چلی جائیں۔ کیا مجال جو پھر اُسے اپنی صورت بھی دکھائیں کسی نے پکارا اور وہ ایک تیکھی نظر ڈال کر وہاں سے غایب ہوئیں اگر کسی نے زبردستی لیلیا تو اُس کی ہزاروں فضیحتیں کر ڈالیں مگر ان باتوں سے باز کون آسکتا تھا بڑے بڑے تربیت کرنے والے جو کسی بچے کی بدتمیزی نہ دیکھ سکتے تھے اپنے اُصولوں کو بھول گئے تھے چھیڑتے اور باتیں سُنتے

تھے۔ وہ تیوریاں چڑھائے کھڑی بگڑ رہی ہیں اور سب ہنس رہے ہیں۔ گالیاں کوسنے جو بات تھی اس منہ سے بُری نہ معلوم ہوتی تھی۔ دادا دادی خدا کے ہاں جا چکے تھے باپ پردیس میں تھے اس لیے اس وقت ان کا دارالسلطنت نانا کا گھر تھا اور بوڑھے سے لیکر بچے تک سب انکی رعایا۔ نانا نانی کی آنکھ کا تارا تھیں مجال تھی کوئی ان کے حکم سے سرتابی کرے ایک دفعہ خود ان کے حکم کو دیر ہو جائے تو ہو جائے مگر نجمہ بیگم کا کہنا ٹلے یہ ناممکن تھا کبھی کبھی ماں کو ضرور یہ خیال ہوتا تھا کہ لڑکی ناس ہوئی جاتی ہے مگر ماں باپ کے خلاف کیسے کچھ منہ سے نکال سکتی تھی۔

غرض زمانہ یوں ہی گزرتا گیا اور نجمہ بیگم خدا کے فضل سے بڑی ہوئیں شادی بیاہ کی فکر ہوئی زبان اور مزاج کے شہرہ سے سب لوگ ڈر رہے تھے مگر صورت نے سب پر پردہ ڈال دیا اور بارہ برس کی عمر سے پیغاموں کی بوچھاڑ شروع ہوئی نانا کا تو انتقال ہو چکا تھا لیکن بڑے ماموں اپنی جان سے بڑھکر عزیز رکھتے تھے کوئی جگہ انکو پسند نہ آتی تھی اور یہی کہکر واپس کر دیتے۔ تھے کہ "بھئی یہ لوگ نجمہ کی قدر نہ کرسکینگے اور اس کا مزاج بھی ایسا نہیں کہ وہ کسی کی سختی برداشت کر سکے" آخر خدا کی قدرت جن خالہ کی شادی میں اُنکے تماشوں نے جان ڈالدی تھی وہ بیچاری سوا برس کی بیاہی ایک آٹھ دن کا بچہ چھوڑ کر انتقال کر گئی تھیں جب سے انکے میاں یونہیں بیٹھے تھے اب ان لوگوں کو بھی یہ خیال ہوا کہ خالہ زاد بہن ہیں اور جب لڑکا ننھیال جاتا ہے سب لوگ آنکھیں بچھاتے ہیں۔ یہ رشتہ ہو جائے تو بہت اچھا ہو غرض پیغام دیا گیا اور خدا خدا کر کے منظور بھی ہو گیا لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس سے اختلاف تھا تو خود ظہور حسن کو ماشاءاللہ گیارہ برس کا لڑکا وہ بھی ددھیال والوں کا کھلونا بنا ہوا تھا اُسے سوتیلی ماں کا تو کوئی ڈر نہ تھا خیال صرف یہ تھا کہ ابھی باجی سے دُنیا بھر کی باتیں ہوتی ہیں ہنسی مذاق ہوتا ہے وہ محبت بھی کرتی ہیں پھر وہ سوتیلی ماں ہو جائینگی اُنکا

[redacted]

ادب کرنا پڑے گا یہ صفائی اور محبت سب تشریف لیجائے گی۔ سوتیلی ماؤں کے قصّے سُن سُنکر اور کتابوں میں پڑھ پڑھکر سوتیلی ماں سے اُسے نفرت ہوگئی تھی خاصکر بہن کا سوتیلی ماں بن جانا اُسے کسی طرح گوارا نہیں تھا جب ذکر ہوتا یہی کہتا کہیں غیر جگہ ابا کی شادی ہوجائے مگر باجی سے نہ ہو لاکھ پوچھا "ارے بھئی کیوں؟" اسکا صرف یہ جواب تھا کہ "بس ہمارا جی نہیں چاہتا"

ادھر ننھیال والوں کو خود یہ کھٹکا تھا کہ بڑا نازک معاملہ ہے ادھر نواسی اُدھر نواسہ اور وہ بھی مری ہوئی بیٹی کی نشانی۔ لڑکی کے مزاج کا یہ حال کہ کسی کو کچھ سمجھتی ہی نہیں یہ بیل کیسے منڈھے چڑھیگی۔ نجمہ کی ماں بیچاری تو بالکل چپ تھیں ایک آدھ دفعہ دبی زبان سے انکار بھی کیا کہ بھئی خدا رکھے ظہور کے تو سب طرفدار ہو جائیں گے میری لڑکی ادھر بھی اور اُدھر بھی سب طرف سے بُری بن جائیگی مگر مشکل یہ آن پڑی تھی کہ نجمہ کی نانی خود داماد کی طرفدار تھیں اور وہ بیٹی سے خفا ہوئی جاتی تھیں۔ خیر بہرحال کسی نہ کسی طرح شادی ہوگئی اور لوگ بیتابی سے نتیجے کا انتظار کرنے لگے لیکن خدا کے فضل سے شادی کو پانچ برس ہوگئے اور نجمہ بیگم ماشاءاللہ تین بچوں کی ماں بھی ہوگئیں۔ انکی اور ظہور حسن کی کبھی لڑائی سننے میں نہیں آئی۔ ظہور کی یہ حالت تھی کہ جہاں اسکول کے کام سے فرصت ہوئی وہ باجی کے پاس پہونچے۔ وہی بہن بھائی کا محبت بھرا رشتہ قایم تھا وہی دلچسپیاں تھیں وہی گپ شپ تھی۔ بعض دفعہ باتوں میں زیادہ دیر لگ جاتی تھی اور نیچے سے پکارا جاتا تھا تو نجمہ بیگم گھبرا کر کہتی تھیں کہ "ارے بھئی جلدی جاؤ کہیں پھپی اماں خفا ہوں کہ باتوں میں بیٹھے رہتے ہو پڑھتے نہیں"۔ اکثر ایسا ہوا کہ باپ نے کوئی کتاب لاکر رکھی ظہور صاحب اٹھا کر لیگئے۔ پڑھکر بے پروائی سے ڈال دی کہیں کچھ خراب ہوگئی باپ نے دیکھکر پوچھا کہ "یہ کون ہماری کتابیں خراب کرتا ہے تم بڑی بے پروائی کرتی ہو" لیکن نجمہ بیگم نے یہ نہ بتایا کہ ظہور کی حرکت تھی۔ خیر اب وہ وقت آیا کہ ظہور کے

والد کا تبادلہ ہوا اور ظہور کو ددھیال والوں سے علیحدہ ہو کر ماں باپ کے ساتھ پردیس جانا پڑا۔ ظہور کی عمر اس وقت سولہ سترہ برس کی تھی لیکن پھپی سے علیحدہ ہونے کا پہلا ہی اتفاق تھا اور ظہور کو بھی کچھ پریشانی تھی کہ آج تک تو باجی سے بہت اچھی گزری مگر اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ لیکن خدا نے اس معاملہ میں ظہور کی قسمت بہت اچھی بنائی تھی وہاں جا کر بھی ان لوگوں کے پرانے برتاؤ میں کوئی فرق نہ آیا۔

بہت دفعہ ایسا ہوا کہ ظہور کے والد کو کسی بات پر غصہ آیا مگر نجمہ بیگم نے کہہ سُنکر کہ "لڑکے ہیں آجکل کون سے لڑکے بڑے سیدھے ہوتے ہیں وہ تو غنیمت ہے خدا کا شکر ہے ایسے کچھ بہت شریر بھی نہیں" ان کا غصہ ٹھنڈا کر دیا نجمہ بیگم کے اس برتاؤ نے میکے سُسرال سب جگہ ایک حیرت انگیز مسرت طاری کر دی تھی سب یہی کہتے تھے کہ "بھلا اس لڑکی سے کب یہ اُمید تھی کہ لڑکے کے ساتھ ایسا اچھا طریقہ رکھے گی۔ ماشاء اللہ بڑی بڑی عقلمندوں اور سمجھداروں سے بازی لے گئی!"

ایک دفعہ نجمہ بیگم نے اپنے کسی عزیز کو خط لکھتے ہوئے اپنے خیالات کا کچھ اظہار کیا تھا جن کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنی قوتِ ایمانی سے کام لے تو پھر اُسے اور کسی رہنما کی ضرورت نہیں وہ لکھتی ہیں:-

"میرے دل کا حال خدا کو معلوم ہے میں نے آج تک کبھی اچھے بننے کی کوشش نہیں کی میں جانتی ہوں کہ سوتیلی ماں کچھ ہی کرے کبھی بدنامی کے سوا نیک نامی نہیں پا سکتی۔ میں نے جو برتاؤ ظہور کے ساتھ رکھا وہ محض اپنے ایمان کی بنا پر رکھا۔ نہ کسی کے ڈر سے۔ میں اُن سے کُھلی ملی رہی نہ لالچ سے۔ میں نے ہمیشہ یہ خیال کیا کہ جس باپ کی اولاد جیسے دنجمہ بیگم کا اپنا لڑکا) ہے اُسی کی اولاد وہ ہیں پھر آخر کیا وجہ کہ اُنکے

ساتھ کوئی بے انصافی روا رکھی جائے۔ بعض دفعہ میں نے اُن کے والد سے لڑائیاں سر کی ہیں ان کی طرفداری میں۔ مجھے ان سے اس کے معاوضے کی کوئی خواہش نہیں بلکہ اپنی اولاد سے بھی میں یہ غرض نہیں رکھتی کہ وہ میرے بڑھاپے میں کام آئیں گے ہماری خدمت کرینگے۔

جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں مجھے اُن پر ہنسی آتی ہے کہ اولاد کیا ان کا کاروبار ہے کہ اس سے نفع کی اُمید رکھتے ہیں۔ کوئی یہ تو پوچھے کہ آپنے اپنے والدین سے کیا کیا جو اپنی اولاد سے اُمید رکھتے ہیں۔"

اسی طرح ایک کامیابی کے موقع پر ظہور کو مبارکباد کے خط میں لکھتی ہیں :-

"اس وقت تمہارا خط پاکر جو مسرت ہوئی بیان نہیں کر سکتی خدا مبارک کیے میری سب سے بڑی تمنا یہی ہے کہ تم لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرو اور اونچے مرتبے پر پہونچو بس مجھے یہی دیکھکر خوشی ہوگی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے تمہاری طرف سے یہ خوشخبری سُنائی۔"

اللہ اللہ! کیا پاکیزہ خیالات ہیں؟ کیا حُسنِ عمل ہے؟۔ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ بس اب میں اسے ختم کرتی ہوں کہیں کوئی ہماری نجمہ اور اُن کے سوتیلے بیٹے ظہور کے محبت بھرے برتاؤ کو نظر نہ لگا دے۔ مگر ابھی ایک بات باقی ہے میں دُعا مانگتی ہوں آپ سب آمین کہیئے۔ الٰہی اگر تو کسی بچے کو بے ماں کا کیجو تو اُسے ایسی ہی سوتیلی ماں عطا کیجو۔ آمین۔ ثم آمین ۔:

ا۔و

نانی عشو

ایک نہایت پُرلطف قصہ

نانی عشو کا نام اُن کے اپنے ہی شہر میں نہیں دُور دُور مشہور تھا انکے تعویذ گنڈے، انکی دوا درمن، انکی جھاڑ پھونک کا اتنا شہرہ تھا کہ صبح سے دوپہر تک انکے گھر پر مردوں اور عورتوں کا تانتا لگا رہتا تھا۔ نیکبخت نے نماز تو عمر بھر شاید ایک وقت کی بھی نہ پڑھی ہوگی مگر جمعہ کو وعظ کے طور پر کچھ نصیحتیں ضرور کرتی تھی۔ عورتوں کا خاصا مجمع ہوتا تھا کوئی بچوں کی دکھیا ہوتی تھی کوئی شوہر کی ماری ہوئی غرض وہ انکو بیوقوف بنا کر اپنا اُلّو خوب سیدھا کرتی تھی۔

بی عشو کی عمر ساٹھ برس سے کم نہ تھی مگر سُرخ لباس انکا جزو بدن تھا۔ مسی کی دھڑی۔ پاؤں کا لاکھا پورا پور مہندی۔ الغارسوں تیل اور دنبالہ دار کاجل انکا ایمان اسپر چھاگلن اور پازیب کی جھنکار انکی رفتار کا ڈھنڈورہ، پڑھنے لکھنے کو تو شاید اس کی سات پشت میں بھی کسی نے الف کے نام بے نہ سُنی ہوگی مگر عشو اپنا رعب بٹھانے کو اللہ کا الف حلق سے نکالکر علیٰحدہ کر دیتی تھی۔ ایک جمعہ کو جب عورتیں جمع ہوگئیں اور عشو وعظ کہنے کو تیار ہوئیں تو بجائے "محترم بیبیوں" یا "عزیز بہنوں کے" فرمانے لگیں۔

"سُنو چڑیلوں! میں ہمیشہ قرآنی بات کہا کرتی ہوں۔ ورے پرے کا تو ذکر ہی نہیں کرتی۔ جس طرح شادی غمی کے موقعوں پر ہم اپنی بڑی بوڑھیوں کو دلیغوں پر بٹھا دیتے ہیں کہ وہ کھانے کا انتظام کریں اسی طرح اللہ پاک قیامت کے دن جنت دوزخ کا انتظام نیکوں کے سپرد کر دیگا ایک آدمی بیچارہ اللہ اتنی بڑی دنیا کا حساب کتاب اکیلا کیونکر کر سکتا ہے وہاں کا سارا کام کاج ہم ہی لوگ کرینگے۔ گیارہویں والے دادا ہونگے، اجمیری بڑے ابا ہونگے، دلّی والے نانا ہونگے، خالہ رابعہ ہونگی میں ہونگی۔ ہم ہی سب مل جلکر تیا پانچا کر دینگے۔ مگر تم جیتی خور یونکی ایسی آنکھیں پھوٹی ہیں کہ کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا تم سب کو معلوم ہے کہ اللہ پاک آم کے اتنے عاشق ہیں کہ آم کا سیپارہ تک بنا دیا۔ لیکن تم نامرادیں روز آم کھاتی ہو بچوں کو کھلاتی ہو مگر میرے لیئے ایک دن لانے نصیب نہ ہوئے کہ اللہ کو پہونچ جاتے۔ مردیوں قبر میں جب بیٹ بھونٹیگا تو خدا کی ایسی

ٹہریں بہنگی کرابابیلیں تیرنگی تمنے سُنا تو ہوگا "طیرًا ابابیل" پھر کیوں اللہ سے عفریت ہوتی ہو!"

نانی عشو کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ ایک عورت تانگہ لیے آئی اور کہا نانی ذرا میرے بچے کو چلکر دیکھ لو بخار جنبش نہیں کھاتا چار دن اور چار راتیں یوں ہی گذر گئیں۔ تانگہ لے آئی ہوں!"

بی عشو بھلا کیا چوکتیں چھوٹتے ہی کہا، "چلو مگر میں نے ابھی روٹی نہیں کھائی" اتنا کہہ وعظ چھوڑ، مجمع پر لعنت بھیج، تانگہ میں بیٹھ، یہ جا وہ جا۔

مریض کے ہاں پہونچی تو گیارہ بارہ برس کا بچہ بخار میں تھا دونوں طرف نمونیا سا تھا دن مگر حالت بہتر تھی۔ نبض سے تو بی عشو کے باپ کو بھی واسطہ نہ تھا ماتھے پر ہاتھ رکھا پیٹ پر رکھا کمر پر رکھا اور ذرا سا پائنتی کو بھی چھو کر کہنے لگیں برا کیا علاج کر رہی ہو۔ ماں نے کہا ڈاکٹرنی میم روز آتی ہے اسی کی دوا پلا رہی ہوں۔ عشو مسکرائیں اور کہا تم لوگوں کی عقل کو کیا ہوگیا بچے کے سر پر صاف امداد بخش جھلک رہے ہیں بھلا اس میں میم کیا کریگی اتنا کہہ نیچے بیٹھیں اور گھر والی سے کہا میں کھانا کھا کے ابھی اُتار دیتی ہوں گھبراؤ نہیں کھانا میں پرہیزی کھاتی ہوں کیا تیار ہے؟ بیچاری کی جان پر بنی ہوئی تھی کہنے لگی ہمارے مُنہ میں تو پرسوں سے دانہ نہیں گیا بازار سے روٹی اور کباب منگوائے ہیں۔ عشو مسکرائیں اور فرمایا میں تو بازار کا کھانا نہیں کھاتی تم جلدی سے ایک چار پراٹھے ڈال لو خیر کباب کھا لونگی ذرا بگھار لینا ہاں مٹھاس ضرور ہو ایک پاؤ سیر ربڑی منگالو میں تو امداد بخش کو بھی ساتھ بٹھا لیتی مگر وہ بے خربوزوں کے ٹلا نہیں تو ٹلتے اگر خربوزے آجائیں تو اچھا۔ اور ہاں ایک چھ بدھنیاں ضرور منگوا لو۔" قصہ کوتاہ نانی عشو نے خربوزے اور ربڑی پراٹھے اور کباب خوب ڈٹ کر کھائے اور بدھنیاں لے کوٹھری میں جا پلنگ پر لیٹ جو سوئیں تو پانچ بجے کی خبر لائیں اب جو باہر نکلیں تو اسطرح کہ تین بدھنیاں ایک بغل میں تین ایک میں۔ ادھر وہ باہر آئیں اُدھر لیڈی ڈاکٹر اندر داخل ہوئی وہ جو دیکھتی ہے تو ایک بڑھیا سفید بگلا سر لال انگارا باس جسم جسم کرتی! بہت متحیر ہوئی کہ کیا بلا ہے مگر عشو خود ہی آگے بڑھیں اور کہا آیئے اسکا آگے بڑھنا تھا کہ عشو اسی ہیئت سے بدھنیاں لیے گلے ملنے چلیں۔ لیڈی ڈاکٹر حیران ہے مگر عشو ہنستی ہوئی سلام کر پیچھے ہی گئیں بیچاری ڈاکٹرنی پاگل سمجھ کر بچی مگر عشو کیا چھوڑتیں ہاتھ آگے بڑھایا تو ایک بغل کی بدھنیاں دھڑ سے نیچے۔ مس صاحب آگے بڑھیں اور عشو پیچھے ہٹیں خربوزہ کے چھلکے پڑے تھے۔ پاؤں جو رپٹا تو چاروں خانہ چت مگر گرتے ہی مس صاحبہ کا سایہ پکڑا اور وہ بھی دَن سے نیچے برابر میں طوطے کا

بیچ اتنا اسکی تھلیاں ٹوٹیں مس صاحبہ کا ہاتھ اسمیں گھسا طوطے نے سمجھا بلی آئی ٹیں کرکے بگٹ بھاگا تو مس صاحبہ کی بوٹی اڑادی۔ دس بارہ منٹ یہ ایسی دلگی رہی کہ مریض بھی ہنس پڑا مس صاحبہ کو معلوم ہوا کہ یہ نانی عشو ہیں تو بہت خوش ہوئیں اور کہا آپ کی تعریف مدت سے سن رہی ہوں آج ملاقات ہوگئی۔ بی عشو بہت خوش ہوئیں اور فرمانے لگیں۔ حضرت میم صاحبہ یہ لڑکا بیمار نہیں ہے آسیب کا سایہ ہے جنوں کے چار بادشاہ ہیں ایک چین میں رہتا ہے ایک امریکہ میں ایک جاپان میں ایک روم میں تین کو میں نے پکڑ لیا اس بدبخت میں بند ہیں ایک رہ گیا ہے اس کی تلاش میں بھی ہمزاد گیا ہوا ہے وہ آیا اور یہ بخار اترا۔

ڈاکٹرنی۔ اول رائٹ عشو کیا کہا؟

گھروالی۔ کہتی ہیں۔ ال ایٹ۔

عشو۔ میم صاحب بیوی یہ ال سیٹا بل سیٹ تو میں جانتی نہیں بچہ کو دوا پلاؤ۔

لیڈی ڈاکٹر۔ ویری ویل۔ عشو۔ ملل کا کیا کروگی؟ سیدھی طرح بات کرو یہ بابل سیٹ اور ملل کیسی؟

ڈاکٹرنی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آج شام کو آپ میرے ساتھ کھانا کھائیں۔

عشو۔ نوج میری تو جوتی بھی نہ کھائے تم تو بدجانور کھاتی ہو۔

ڈاکٹرنی۔ کل ہمارے ہاں جلسہ ہے بہت سی مسلمان بیگمات تشریف لائینگی آپ بھی آیئے

عشو۔ بیوی منہ سنبھال کے بات کرو جلسہ میں شریف عورتیں آتی ہیں؟ میں کیوں آنے لگی۔

ڈاکٹرنی۔ مجھے آپ کے خیالات بہت پُرلطف معلوم ہوتے ہیں آپ شوق سے جو چاہیں فرمایئے۔ عشو۔ مجھے بھی تمہاری باتوں میں مزہ آرہا ہے اور جو مزاج چاہے کہو۔ ڈاکٹرنی۔ آپ کا لباس اور آپ کی صورت دیکھ کر میرا دل گدگدا رہا ہے۔ چاہتی ہوں کہ تصویر لوں۔

عشو۔ آپکے کترے ہوئے بال اور منڈی ہوئی گدی دیکھ کر میری ہتیلی بھی کھجارہی ہے اور جی چاہتا ہے سر منڈائی کا چانٹا اڑاؤں۔

راشد الخیری

نانی عشو کی تصویر اور باقی حالات آیندہ پرچے میں شائع ہونگے۔

ایڈیٹر

فطرتِ پروانہ

فضائے شب جب اپنا دامن کرۂ ارض پر بچھاتی ہے، نسیم کے خوشگوار جھونکے عالمِ خاموشی میں اپنا کام شروع کر دیتے ہیں، ہر ایک ذی روح پر غفلت سی طاری ہونے لگتی ہے، اس غنودگی کا اثر چند لطیف لمحات میں تبدیل ہو کر کائناتِ عالم کو محوِ خواب کر دیتا ہے۔ ایک پر سکونِ خاموشی فضائے عالم پر پرتو ڈال دیتی ہے۔ حضرتِ انسان بھی دن بھر کی کوفتوں اور مشقتوں سے فراغت حاصل کر کے نیند کے گہوارے میں آجاتے ہیں اسوقت مریض مجبور۔ فلک زدہ۔ غم نصیب۔ راحت اور مسرت کی گود میں پرورش پانے والے سب ایک ہی گہوارے میں آکر چند لمحوں کے لیئے اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں ٭

اس خاموشیٔ شب میں عالم خواب کے پرندے پر تولتے رہتے ہیں۔ طاقت پرواز ساکت ہو جاتی ہے۔ نیند کا غلبہ پردل پرستی کے عرق کی ضو باری کر دیتا ہے۔ عالم خواب کا صیاد اپنا دام کندھوں پر سنبھالے آنکھ کی خلوت میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ اور طلوعِ سحر کا انتظار کرتا ہے ٭

جب رات کے پر سکون لمحات بھی غفلت کی شاہرہ پر گذرتے گذرتے تھک جاتے ہیں۔ اور انکی بھی آنکھ لگ جاتی ہے یہانتک کہ کسی کو خبر بھی نہیں رہتی کہ صبح کی روشنی کب اپنا چہرہ بے نقاب کریگی۔ تو اس عالم خاموشی میں نظامِ عالم کے ذرہ ذرہ کی پر سکون خاموشیاں ایک وفا شعار ہستی، ایک محبت کیش مخلوق، ایک چند لمحہ کا مہمان، اپنی ہستی کو فنا کر دینے کی کوشش میں بار بار شمعِ منور پر نثار ہونیکے لیئے بڑھتا ہے۔ اور جوں جوں اسے قربان ہونے کی مہلت ملتی جاتی ہے اسکا شوق بڑھتا جاتا اور وارفتگی ترقی کرتی جاتی ہے۔ زاہد شب زندہ دار

تجسس نگاہیں اس حرمانِ نصیب فدائی کے چہرے پر پڑتی ہیں۔ اس کی حرکات ملاحظہ کرتی ہیں۔ پھر معنے خیز خجالت کے ساتھ جھک جاتی ہیں ؎

جب بہار کے تازہ شگوفوں کی نکہت لطیف ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ہم آغوش ر خواب آلود حیات تک جا پہنچتی ہے۔ تو یکایک دامنِ شب چاک ہو جاتا ہے۔ اور شرق تاریکی میں ایک دھندلا سا بادل نظر آتا ہے۔ پرندے نغمہ سرائی میں مصروف مسرت جاتے ہیں۔ اور ایک سے دوسری شاخ پر آنکی پرواز کا سلسلہ ہو جاتا ہے جب محفلِ انجم منتشر ہو جاتی ہے۔ نسیم سحری کے جھونکوں سے غنچے شگفتہ ہونے لگتے ہیں اور عندلیب خوش نوا ح کے آنے کا پیام دیتی ہے۔ تو شمع کی آب و تاب میں نمایاں تغیر ہونے لگتا ہے۔ سپیدی رخ نور پر چھا جاتی ہے اور وہ اپنے آخری لمحات زندگی کی ادائیگی میں مصروف ہو جاتی ہے۔

اس جگر خراش سمے میں وہ وفا شعار اپنے تئیں بھولکر اس میں ملجانے کی کوشش ں اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے مگر وفا کے دامن پر دھبا گوارا نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ

صبح تک تو نے نہ چھوڑی وہ بھی آبادِ صبا   رونقِ صد گونہ محفل تھی جو پروانے کی خاک

مصداق ہو جاتا ہے۔

اس وقت ایک غمگسار دل اور ہمدرد نگاہیں اس حرمانِ نصیب کی حرکات کا ملاحظہ کرتی ہیں۔ اور قطراتِ اشک آنکھوں سے ڈھلک جاتے ہیں ؎

اے دِل! کبھی تو نے بھی پرندوں سے سبق پرواز لیا؟ کبھی تو نے بھی کیڑوں سے جانثاری کا سبق حاصل کیا؟ کیا تو بھی کبھی کامیاب زندگی بسر کرے گا؟ کیا تو بھی فنا ہو کر بقائے دوام کا تاج حاصل کرے گا؟ دیکھ! خواہش کا صیاد تیری تاک میں ہے۔ اور آزادی کی فضا تجھے جگا رہی ہے! کاش تو بھی امتحان میں کامیاب ہو!!

کنیز محمد بیگم منشی فاضل

ہماری تعلیم کس زبان میں ہونی چاہیئے؟

پچھلے سال میں جہانسی سے لکھنؤ آرہی تھی میری ہم سفر ایک امریکن خاتون اور ایک پارسی بی بی تھیں۔ آخرالذکر مبئی کی رہنے والی اور زبان انگریزی سے بخوبی واقفت تھیں۔ اُردو زبان بھی ٹوٹی پھوٹی بول لیتی تھیں۔ انہوں نے امریکن خاتون سے مجھ کو ملایا اور میرے اور امریکن خاتون کے درمیان وہ ترجمان بنیں۔ امریکن خاتون نے ہم لوگوں کے طرز معاشرت، پوشاک وغیرہ کے متعلق بہت طویل گفتگو کی۔ بات چیت کے درمیان میں میں نے افسوس کا اظہار کیا کہ میں انگریزی زبان میں اپنا مطلب ادا نہیں کرسکتی۔ امریکن خاتون نے بہت زور کے ساتھ کہ "آپ لوگوں کو مطلق انگریزی زبان سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو اپنی مادری زبان میں دسترس ہونی چاہیئے"۔ مجھے امریکن خاتون کی یہ بات مطلق پسند نہ ہوئی کیونکہ اس وقت تک میرا خیال تھا کہ ہم لوگوں کو انگریزی زبان ضرور سیکھنی چاہیئے۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر مجھے متعدد روشن خیال خواتین سے تبادلۂ خیال کرنے کا اتفاق ہوا اور مجھے یقین ہوگیا کہ میرا پہلا خیال صحیح نہ تھا۔ اصل یوں ہے کہ جو وقت خواتین انگریزی زبان کے سیکھنے میں صرف کرتی ہیں وہ محض تضیع اوقات ہے بلکہ بعض موقعوں پر تو بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوا ہے۔ اس وقت تک جتنے مدارس مسلمان لڑکیوں کے واسطے ہیں ان میں ہزار روپیہ خواتین کو انگریزی زبان کے سکھلانے میں صرف کیا جاتا ہے لیکن یہ ایک بہت اہم سوال ہے کہ آیا انگریزی زبان کی تعلیم خواتین کے واسطے مفید ہو بھی ہوسکتی ہے۔ اس جگہ اس سے بحث نہیں ہے کہ رسم پردہ کہاں تک مسلمان خواتین کے واسطے

ضروری ہے البتہ میں صرف اس قدر عرض کرونگی کہ ابھی مدت درکار ہے جب مسلمان خواتین بھی مردوں کے دوش بدوش کام کرنے کی جرأت کرینگی۔ ایسی صورت میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کا معیار یہ ہونا چاہیئے کہ ان کو دلچسپ اور خوش انتظام بیوی اور ہوشیار مائیں بننے کے قابل بنایا جائے۔ ان کاموں کے واسطے بظاہر انگریزی تعلیم کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ لڑکیاں ان فرائض کے متعلق معلومات اپنی مادری زبان میں کافی حاصل کر سکتی ہیں۔ انگریزی زبان سیکھنے میں جو وقت ان کا ضائع ہوتا ہے اس کا صحیح مصرف یہی ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں خواتین کو انتظام خانہ داری، حفظانِ صحت وغیرہ کے اصول سکھائے جائیں۔ جو طریقہ اس وقت رائج ہے اور جس کے متعلق میں اپنے خیالات کا اظہار اکتوبر ۲۶ سنہ کے پرچہ میں کر چکی ہوں ناخوشگوار اور غیر پسندیدہ نتایج ظاہر کرتا ہے۔ مجھے مس ذکیہ سلیمان (مصری خاتون) کا وہ جملہ کبھی نہ بھولے گا جو انھوں نے خواتین کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لکھنؤ میں کہا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ "سمجھ کر ایک صفحہ کا پڑھنا بدرجہا بہتر ہے بلا سمجھے ہوئے پوری کتاب پڑھنے سے" جس عمر میں عموماً مسلمان لڑکیاں اسکولوں اور مدارس سے اُٹھالی جاتی ہیں وہ نہ تو ان کی انگریزی تعلیم کو اختتام تک پہونچاتی ہے اور بوجہ اس کے کہ انگریزی زبان کے سیکھنے میں بہت سا وقت صرف ہو جاتا ہے ان کو اُردو زبان سے بھی کافی واقفیت نہیں ہوتی۔ اس جگہ یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ زبان کا سیکھنا ایک دوسری بات ہے اور تحریر کے ذریعہ سے جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان پر عمل کرنا دوسری شئے۔ موجودہ نصاب کچھ اس طور سے ترتیب دیا گیا ہے کہ جتنا وقت اسکولوں اور کالجوں میں لڑکیاں صرف کرتی ہیں وہ محض زبان سیکھنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ ان کو

پڑھی ہوئی باتوں پر نہ تو غور کرنے کا موقع ملتا ہے اور نہ ان کو اس کی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ ایسی لڑکیاں جن کے والدین نے عام مسلمانوں کے رسم رواج پردہ کے متعلق ترک کر دیئے ہیں اور جو زیادہ عمر تک اسکولوں اور کالجوں میں بھی بھیج سکتے ہیں وہ اگر انگریزی تعلیم دیں تو چنداں بیجا نہیں لیکن عام طور سے وقت انگریزی زبان کی تعلیم میں صرف کرنا لڑکیوں کی تعلیم نامکمل رکھتا ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ نصابِ تعلیم اس طور سے تیار کیا جائے جو لڑکیوں کو جوان ہونے پر بیویاں اور مائیں بننے کے قابل بنا دے۔ ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے جب خواتین دفتروں میں کلرک ہونے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے واسطے تعلیم حاصل کرینگی۔ ابھی تو اگر خواتین امور خانہ داری، اصول حفظانِ صحت، اور دیگر اسی قسم کی ضروری باتوں سے واقف ہونگی تو وہ بہت سا وقت خود اپنا بچا سکیں گی اور مردوں کا وقت جو ان کو ذرا ذرا سی بات سمجھانے میں صرف کرنا پڑتا ہے بچا لیں گی ◆

مسز یوسف الزماں لکھنؤ

غور تو کیجئے

اُردو کے کسی زنانہ رسالہ کے کسی ایک مہینہ کا کوئی سا رسالہ کبھی اتنا شاندار شایع ہوا ہے جیسا یہ پرچہ آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں؟ اگر نہیں تو سوچیے کہ آخر عصمت نے اس دفعہ نہایت دریا دلی سے کیوں روپیہ صرف کیا ہے؟ محض اس لیے کہ اب بہت جلد یورپ کے بہترین زنانہ رسائل کا مقابلہ کر سکے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے پرچہ کی توسیع اشاعت پر فوراً توجہ فرمائیں اور اس مہینہ میں نہیں تو ایک دو خریدار عصمت کو دیدیں پھر دیکھئے!

منیجر



موسم گرما

بی مغلانی

میرزا محمد اسحٰق صاحب سشن جج کی اکلوتی لڑکی رقیہ بیگم بہت ہی بدشکل اور سیاہ رو تھی چیچک نے اور بھی بگاڑ دیا تھا۔ اس وجہ سے ابتک کہ ۲۴ سال کی ہو چکی تھی اسکا رشتہ کہیں نہیں ہوا تھا۔ جج صاحب بہت پریشان تھے۔ وطن میں تو لڑکی کی بات لگتی نہ تھی جہاں جہاں وہ تبدیل ہو کر جاتے ان مقامات پر بھی مشہور ہو جاتا کہ لڑکی نہایت بدشکل ہے۔ آخر اُنھوں نے مجبور ہو کر دو ہزار روپیہ ماہوار کا ایک گاؤں اس کے نام کر دیا کہ اس کے لالچ میں زر پرست لوگ بیاہ لیں گے۔ چنانچہ اس میں کامیابی ہوئی اور ایک تدبیر یہ کی گئی کہ فیض آباد سے تبدیل ہو کر جب وہ بریلی جا رہے تھے اپنا ایک آدمی پہلے سے بھیجکر یہ مشہور کرا دیا کہ اتنی جائداد ملیگی۔ چنانچہ انکے پہنچتے ہی معزز گھرانوں سے پیغام آنے لگے اور والدہ نے یہ کام کیا کہ بیٹی کا پردہ سختی سے کرایا یہانتک کہ گھر میں آنیوالی نائن، بھنگن، میراسن کسی کے ہاں کی ماما، سب سے لڑکی کو چھپایا کہ "ہمارا دستور ہی یہ ہے"۔ چنانچہ یہاں پہنچے ۲ ہفتے بھی نہ گذرے تھے کہ کئی درخواستیں جمع ہو گئیں اور ان پر غور کیا جانے لگا کہ کونسی جگہ سب سے بہتر ہے ؟

(بھلا ہو رسمی پردہ کا جس کے ذریعہ یہ کامیابی نصیب ہوئی)

(۲)

والدہ ظفر۔ میاں اس سے بہتر جگہ ملنی بہت مشکل ہے۔ سشن جج کی بیٹی اور دو ہزار کی آمدنی والی ایسے معزز گھر سے رشتہ قابل فخر ہوگا ؟

مسٹر ظفر۔ یہ سب صحیح مگر اس غریب کا کیا حشر جہاں پہلے سے کر چکی ہو؟

والدہ ظفر۔ بیٹا پڑھ لکھکر کیوں نادان بنتے ہو تم ۱۰ سال کے تھے اور وہ

آٹھ کی کہ تمہاری دادی صاحبہ نے نکاح کر دیا یہ بھی کوئی نکاح ہوا ؟ تم بالغ تھے ؟ یا تمہارے والدین موجود تھے ؟ وہ تو تمہاری دادی کی بہن کی نواسی ہتی ان کو بہت محبت تھی میں اور تمہارے والد مخالف تھے انہوں نے جلد بندی کر دی ہماری غیر موجودگی میں تمکو بلا کر نکاح کر دیا یہ کوئی نکاح نہیں ہے ۔

مسٹر ظفر۔ یہ درست مگر اماں ہندوستان کے نکاح عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں لڑکا لڑکی دُودھ پیتے ہوتے ہیں اور نکاح ہو جاتا ہے۔ بالغ ہونے پر بھی لڑکے لڑکی کی کوئی رائے نہیں لیتا۔ علاوہ اسکے ابتک آپنے اس نکاح کو نکاح ہی سمجھا۔ میری تعلیم کی وجہ سے رخصتی میں دیر تھی۔ اب لڑکی بھی جوان ہے۔ سُنا ہے پڑھی لکھی سمجھدار ہے۔ اور پھر محض روپیہ کے لالچ میں یہ ظلم نہ کیجے وہ کہاں جائے گی ؟

والدہ ظفر۔ اور جگہ ہو جائے گا۔

مسٹر ظفر۔ اور جگہ کیسے ہو گا ؟ جب تک طلاق نہ دی جائیگی۔ اور طلاق ہمارے خاندان میں سخت ذلت ہے پھر بلا طلاق دیے اُسکی زندگی برباد کرنی کونسی انسانیت ہے ؟

والدہ ظفر۔ خیر کچھ بھی ہو تم کو جج صاحب کے ہاں کرنا ہو گا۔ جب دادی صاحبہ نے ایک نکاح کر دیا تو ہم ماں باپ نہ کر سکیں گے ؟ ہمکو اتنے بڑے آدمی کے سامنے شرمندہ کرو گے ؟ تمہارے ابا جان اُنسے ذکر کر چکے ہیں اب کرنا ہو گا ۔

مسٹر ظفر۔ آپ کو اختیار ہے۔ ان معاملات میں میرا تو کوئی دخل کوئی اختیار ہی نہیں جو چاہیں کر لیں مگر اتنا کہے دیتا ہوں کہ میں اس غریب لڑکی کو بھی اپنی بیوی ہی سمجھونگا ساتھ بھی رکھنا ہو گا اور اپنی کمائی میں سے آدھا اسکو دونگا۔ کیونکہ میں گنہگار نہیں بننا چاہتا میرے لیئے دونوں یکساں ہیں ایک غریب لڑکی دادی نے پلے باندھ دی ایک امیر لڑکی والدین لاتے ہیں۔ میری کوئی رائے کوئی پسند قابل توجہ نہیں! اتنا کہکر ظفر اپنے کمرے میں چلے گئے ۔

(۳)

اماں جان خوشی خوشی منگنی کا سامان لیکر دوسرے دن جج صاحب کے دولت خانہ پر پہنچیں۔ اور چونکہ جج صاحب کو جلدی تھی منگنی کے تیسرے ہی ہفتہ شادی بھی ہوگئی دُلہن ایسی دلربا نکلیں کہ گھونگھٹ کو ہٹاکر ظفر بیچارا ڈر گیا۔ گو زیورات سے چہرہ چھُپ چلا گیا تھا مگر جلدی سب کچھ نظر آگیا۔ وہ سشن جج کی لڑکی یہ ایک ضلعدار کا بیٹا اور نیا وکیل ابھی دو سو بھی نہ کما سکتا تھا۔ جیسے بنا جبراً اس کے ساتھ بسر کی۔ ۴۔۵ خدمتگارنیاں دُلہن کے ساتھ آگئی تھیں مگر چند دن بعد یہ سلسلہ ختم ہوا۔ صرف ایک انّا ساتھ آیا کرتی تھی شادی کو چوتھا مہینہ تھا شام کا وقت تھا دُلہن صاحبہ کے ساتھ کوٹھی کے باغیچہ میں ہار پرو رہی تھیں۔ کہ باہر سے ایک برقع پوش عورت آئی جس نے آتے ہی برقعہ اُتار دیا۔ دُلہن صاحبہ نے دیکھا کہ ایک بہت حسین لڑکی سفید ساڑہی پہنے انکے آگے کھڑی تھی۔ اسنے دونوں میاں بیوی کو سلام کیا۔ ظفر نے اخبار پر نظر رکھی۔ دُلہن صاحبہ نے پوچھا "تم کون ہو کہاں سے آنا ہوا کیا وکیل صاحب سے پردہ نہیں کرتیں؟"

آنیوالی لڑکی۔ میں غریب محنت کو نکلی ہوں۔ شریف معزز لوگوں سے پڑھ کیا؟ میں نے سُنا تھا کہ آپکو ایک کپڑا سینے والی مغلانی کی ضرورت ہے جو گھر کا انتظام بھی کر سکے۔ اس لیے میں حاضر خدمت ہوگئی۔ لکھنا پڑھنا، سینا، کاڑھنا، انتظام خانہ داری سے کنیز واقف ہے۔ اگر آپ رحم کہا کر اپنے ہاں ملازم رکھ لیں تو بھوکی مرنے سے بچ جاؤں

دُلہن۔ (جو اس کے حسن بیمثال کو دیکھکر آتش رشک سے جل گئی تھی) جب سب کام جانتی ہو اور عمر بھی ابھی کم ہے تو کیوں نوکری کی مصیبت میں پڑتی ہو کسی اچھے گھر میں آرام کرو

لڑکی۔ والدین بہنیں نہیں جہاں نکاح ہوا تھا غربت کے سبب شوہر نے طلاق دیدی۔ شریف گھروں میں دوسرا نکاح ناممکن ہے۔ پس یہی سوچا کہ کہیں پردہ دار گھر میں ملازمت کرکے زندگی بسر کر ڈالوں۔ آپکی بابت سُنا کہ رئیس زادی ہیں ابھی شادی

ہوئی ہے ساس سُسر سے الگ ہو گئی ہیں۔ آپکو ایک منتظم ملازمہ کی ضرورت ہے''
میں قسمت آزمائی کو آ گئی" +

دُلہن۔ تو ایسی ہشیار نوعمر لڑکی کیا نوکری کرے گی ؟

مسٹر ظفر۔ (آہستہ سے) ایسے سخت جواب نہ دو کیا ہرج اگر چندے رکھکر دیکھ لیا جائے ؟ آخر تمکو ایک اچھی ملازمہ کی ضرورت ہے سلائی کے لیے مغلانی چاہیئے یہ سب کام کرلے گی +

دُلہن۔ آپکی خوشی مگر مجکو اُمید نہیں کہ یہ چالاک جوان لڑکی تابعداری کرے گی''

مسٹر ظفر۔ (لڑکی سے) بیگم صاحب رضامند ہیں تمکو یہاں رکھا جاتا ہے کل صبح سے کام ہاتھ میں لے لینا اناجی بیگم صاحب کا سب کام بتا دینگی +

لڑکی۔ میں حضور کی دل سے شکر گزار اور دُعا گو ہوں۔ خدا ترقی اقبال کرے مجھے اسیوقت سے کوئی کام بتایا جائے +

دُلہن۔ اَب شام ہو رہی ہے کیا کام کرو گی۔ جاؤ گھر میں اناجی سے ٹھکانہ پوچھکر بیٹھو کھانا مل جائے گا +

مسٹر ظفر۔ کیوں نہیں اسوقت بھی کام کر سکتی ہے (لڑکی سے) تمہارا نام ؟

لڑکی۔ حسرت۔ مسٹر ظفر۔ حسرت کیا ؟

لڑکی۔ وکیل صاحب بات یہ ہے کہ میری والدہ کے پے در پے چھ لڑکیاں ہو گئیں اور لڑکا نہوا انہوں نے مجھ ساتویں بیٹی کا نام حسرت رکھدیا کیونکہ بیٹے کی حسرت تھی۔ پھر خدا نے آٹھواں بیٹا دیا۔ مگر وہ بھی زندہ نہ رہا +

مسٹر ظفر۔ کیا تم میز کا کام جانتی ہو کھانا چُن دو گی ؟

لڑکی۔ بہت اچھی طرح جانتی ہوں اور اس وقت میز میں ہی لگاؤنگی۔ انگریزی کام جو ایک ٹرینڈ بیرا کر سکتا ہے میں بخوبی جانتی ہوں''

چنانچہ لڑکی یہاں سے چلی گئی اور انا جی کے بتانے سے کئی کام کر لیے مگر انا جی کو بھی ایسی حسین لڑکی جو اسکی بیگم کے سامنے پری معلوم ہوتی تھی۔ خدمتگاری میں کچھ پسند نہ آئی اس خیال سے کہ کہیں وکیل صاحب بدشکل بیگم سے زیادہ اس حسین خادمہ کی قدر نہ کرنے لگیں۔ لڑکی نہایت باسلیقہ سمجھدار ذہین تھی۔ چندہی دن میں تمام کام سنبھال لیا۔ گھر کا نقشہ ہی بدلدیا۔ یہ چھوٹی سی چالیس روپیہ ماہوار کرایہ کی کوٹھی اس نے بہشت کا نمونہ بنادی وکیل صاحب بہت خوش تھے مگر ساتھ ہی متعجب کہ ایسی خوبصورت لڑکی پر کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ یوں خدمتگذاری میں عمر گذار رہی ہے دلہن انا جی اس خادمہ سے ذرا بھی واسطہ نہ رکھتے تھے ہاں صبح چار اور دونوں وقت کھانے پر وہ ضرور سامنے ہوتی تھی۔ اسکا نام حسرت ایسا تھا جو بیگم اور انا دونوں کو پسند نہ ہوا اور اسی غریب کو "بی مغلانی" کا خطاب دیا گیا۔ چنانچہ یہ کم سن حسین لڑکی گھر بھر میں "بی مغلانی" کہلاتی تھی۔ دلہن صاحبہ شادی کے دوسرے ہی ماہ سے ساس سے علیحدہ ہوکر سول لاین میں کرایہ کے مکان میں رہنے لگی تھیں اب ساس صاحبہ کو بھی حقیقت معلوم ہوئی تھی کہ امیر کی بیٹی غریب گھر لاکر بیٹا بھی آنکھوں سے دور کرنا پڑا تھا ناتفاقیاں شروع ہوچکی تھیں۔ مسٹر ظفر بیوی کو خوش کرتے اور ماں سے صاف کہدیتے کہ آپنے جیسا کیا ہے اسکا نتیجہ بھگتیں مجکو تو اب نباہنی ہے۔" اب یہ دستور تھا کہ ہفتہ میں دو ایک دن بھر کے لیئے ساس یہاں آکر بہو بیٹے کو دیکھہ جایا کرتیں مگر دل سے بہو سے ناخوش تھیں اور اپنے کیئے پر پچھتاتی تھیں۔ خسر کے حکم سے جائداد کی آمدنی وہیں جمع ہوجاتی تھی وکیل صاحب ایک پیسہ نہ لے سکتے تھے اپنی کمائی ڈہائی سو میں مشکل سے بسر کر رہے تھے۔ لڑکی حسرت کو یہاں نوکر ہوئے دسواں دن تھا کہ ساس صاحبہ نے آکر اسے دیکھا بہو سے اس خادمہ کی بہت تعریف کی بیٹے سے بھی کی۔ اکثر اُسے اپنے گھر بلا لیا کرتی تھیں۔ وہ وہاں کے بھی ہزار کام کر آتی تھی۔ ظفر میاں اس لڑکی کو دل سے پسند

کرتے تھے مگر بیگم کے خوف سے آنکھ بھر کر دیکھنا گناہ تھا نہ بات کر سکتے تھے مگر دل میں تھا کہ اس کے حالات معلوم کریں۔ ایک دن چند گھنٹوں کو دلہن صاحبہ اپنے میکے گئیں اور بی مغلانی کو ساس کے ہاں ہو آنے کا حکم دے گئیں اس خیال سے کہ اکیلے میں میاں کے پاس نہ رہے۔ وہ صبح ہی چلی گئیں۔ وکیل صاحب ۱۲ بجے کچہری سے آگئے تو حسرت سے معلوم ہوا کہ وہ کہہ گئی ہیں کہ کھانا وہیں آکر کھائیں" مگر انھوں نے نہ مانا اور حسرت سے کھانا منگوایا اسوقت گھر پر معمولی نوکروں کا کھانا پکا تھا ارہر کی دال تھی اور گلے کے گوشت میں کچا تو حسرت نے بتا دیا کہ "کھانا آپ کے لایق تیار نہیں ہے"۔ اسپر بھی انھوں نے کہا جو کچھ ہے وہی لایا جائے" چنانچہ جلدی جلدی حسرت نے پیاز کاٹ کر انڈے میں کھانے کے کمرے میں اسٹوو پر بنا دیئے اور ٹماٹر کاٹ کر ایک پلیٹ میں خوشنمائی سے سجا دیئے مہین مہین آلو کتر کر تلے ڈبل روٹی کے ٹوسٹ تلکر شیرے میں ڈالدیئے جتنی دیر میں کپل صاحب ہاتھ دھو کر دال روٹی سے کھانا شروع کریں کئی چیزیں تیار ہو کر آگئیں وہ بے حد خوش ہوئے

مسٹر ظفر۔ حسرت آہ حسرت کیا پُر حسرت نام ہے بی بی ہیں تم یہ نام لیتے دل دُکھتا اور رنج ہوتا ہے +

حسرت۔ تو حضور مغلانی کہیئے +

مسٹر ظفر۔ واہ ہم تو کبھی مغلانی نہ کہیں گے تم جیسی شریف اور اونچے درجہ کی لڑکی کو مغلانی کہنا اپنے مردم ناشناس ہونیکا ثبوت دینا ہے۔ بیگم صاحب سے ہم مجبور ہیں مگر جبوقت وہ انا بدذات تمکو مغلانی کہکر بلاتی ہے جی چاہتا ہے زبان کاٹ دی جائے مگر ان لوگوں کے خوف سے کچھ کہا نہیں جاتا۔ خواہ تم اپنا راز چھپاؤ مگر ہمکو یقین ہے کہ تم کسی بڑے گھر کی ہو +

حسرت۔ بچشم نم! حضور ہوگا آپ کہانا کھائیے پھر مجکو شہر جانا ہے بیگم صاحب حکم دی گئی ہیں بڑی بیگم صاحبہ کے پاس جانے کو +

مسٹر ظفر۔ نہیں نہیں۔ بی بی آج تم نجاؤگی۔ ہمیں تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں اچاہیں اسقدر بتادو کسی مقام سے آنا ہوا؟ اور کیا کیا گذری ہے؟ ممکن ہے میں کچھ مدد کرسکوں۔

حسرت۔ وکیل صاحب کیا بتاؤں۔ بدنصیب ہوں بس۔ والد کا بچپن میں انتقال ہو چکا تہا۔ والدہ نے پرورش کی پڑہایا لکھایا پھر وہ بھی نہ رہیں۔ صرف بوڑھی نانی رہ گئیں جنہوں نے اس خیال سے کہ شاید وہ بھی نہ چل بسیں بچپن ہی میں شادی کردی۔ مگر میں تیم غریب تھی۔ شوہر کو ایک امیر جگہ لڑکی مل گئی انکے والدین نے وہاں شادی کردی میرا کون تہا جو کچھ کہتا سنتا۔ چند سال یونہیں گذر گئے اب نانی بھی چلدیں تو اکیلی تھی نوکری کو نکل کھڑی ہوئی حسرت نصیب حسرت کا یہ بیان بالکل اپنی پہلی منکوحہ لڑکی سے ملتا جلتا سنکر ظفر بہت پریشان اور حیرت زدہ ہوگئے آنکھیں پہاڑ پہاڑ کر اسکی طرف دیکھنے لگے۔ دلپر کچھ گھبراہٹ ہوئی کھڑے ہوگئے اور پھر بیٹھے۔ گلاس اٹھا کر پانی پی لیا۔ جب حواس ذرا ٹھکانے ہوئے تو حسرت سے کہا۔

ظفر۔ کیا تمہاری شادی ہوگئی تھی اور شوہر کے ساتھ کچھ دن رہ آئی ہو؟

حسرت۔ ہاں میری شادی ہو چکی ہے۔ مگر چونکہ میں غریب کی لڑکی تھی کچھ جہیز بھی نہ مل سکتا تہا میرے شوہر کے والدین نے امیر جگہ دوسری شادی کرلی۔

ظفر۔ دوسری شادی تو کرلی مگر میرا یہ سوال ہے کہ تم رخصتی ہوکر اپنے سسرال رہ چکی ہو؟ یا ابھی صرف عقد ہی ہے؟

حسرت۔ وکیل صاحب غریبوں کا عقد کیا اور رخصت کیا؟ دوسرے میرا رشتہ میرے عزیزوں میں ہوا تہا سب دیکھے بھالے ہیں میں نے اپنے شوہر کو بھی دیکھا ہے جو میرا "کزن" تہا۔

لفظ "کزن" پر ظفر کو بہت حیرت ہوئی کہ لڑکی کچھ انگریزی بھی جانتی ہے۔

ظفر۔ "کزن"؟ **حسرت**۔ جی ددھیالی رشتہ کا بھائی تہا۔

ظفر۔ اب وہ کہاں ہے؟ کہیں ملازم ہے یا طالبعلم؟

حسرت۔ سُنا ہے۔ بی اے کرنیکے بعد شادی ہوگئی ہو اور سُسرال ہی میں رہنے لگی ہو۔

ظفر (اطمینان کا سانس لیکر) کس جگہ ہیں؟ سب پتہ بتاؤ تو میں کچھ مدد کرنے کی کوشش کروں جب تم منکوحہ بیوی ہو تو آدمے کی حقدار ہو +

حسرت۔ (ذرا مُسکراتے ہوئے) وکیل صاحب معاف کرنا اگر میں یہ کہنے کی جرأت کروں کہ آپکے ہاں بھی بالکل ایسا ہی واقعہ گزر چکا ہے۔ مجھے بڑی بیگم صاحب (والدہ ظفر) نے سُنایا تھا کہ انکی بھی پہلی بہو ابھی میکہ میں ہے رخصتی بھی نہیں ہوئی کہ آپنے عزت وشہرت وکالت کے خیال سے یہاں دوسری شادی کرلی جب آپ ہی کو ایک قانون داں ہوکر اپنی پہلی حقدار کا خیال نہیں ہے تو میرے شوہر کو کیا ہوتا؟ اور آپ ایک غریب بے کس لڑکی کے لیے کیا کرسکیں گے؟ جبکہ اپنی منکوحہ کا خیال نہیں کرتے؛

مسٹر ظفر۔ تمکو غلط سُنایا گیا میں نے خوشی سے نہیں کی بلکہ والدین کی زبردستی سے یہاں کیا ہے۔ اب چونکہ اس میر بہو سے اماں جان کی نہ بنی تو پہلی بہو یاد آئی۔ جو اس سے بدرجہا بہتر حسین تعلیم یافتہ اور غریب مزاج لڑکی سُنی گئی ہے۔

حسرت۔ کیا آپ نے دیکھی نہیں؟

مسٹر ظفر۔ بچپن میں دیکھا تھا جب وہ آٹھ سال کی اور میں دس کا تھا کیونکہ وہ بھی میری رشتہ کی پھوپی کی لڑکی ہے۔ مگر بعد عقد پر وہ کرادیا گیا۔ جو آجتک قایم ہے۔ ۱۳ سال ہوگئے ہم نہیں مل سکے۔ مگر جہانتک مجھکو یاد ہے وہ لڑکی بچپن میں ہی بہت دلکش اور خوش شکل تھی اور ایک گرلز سکول میں پڑھتی تھی۔ میری دادی مرحومہ نے اسکی صورت کو پسند کرکے بہو بنایا تھا۔ جو میری اماں جان کو ناگوار گزرا۔ بہرحال میں اُسے بھولا نہیں ابھی نئی شادی ہے جھگڑے ڈالنا مناسب نہیں چند دن اور گذر جائیں تو میں اسکو

لے آؤنگا۔ سُنا جاتا ہے جج صاحب بہادر کی تبدیلی ہونیوالی ہے پس اسکا انتظام ہے انکے جانے کے بعد درست ہوگا۔ میں نے اس بیوی سے پہلے نکاح کا ذکر کر دیا ہے۔ اسکے والدین کو بھی علم ہے "

حسرت۔ اب وہ لڑکی کس کے پاس ہے؟ والدین ہونگے؟

ظفر۔ والدین کا انتقال ہوگیا ہے وہ اپنی ننہیال میں ہے۔

حسرت۔ تو پہلے انکو لوا لائیے پھر میرا کچھ کیجئے میں تو ملازمت کرکے بسر کر رہی ہوں وہ ننہیال میں نہ معلوم کس حال میں ہوگی "

(۴)

ظفر صاحب و حسرت کی گفتگو کو ۲ ماہ اور گذر گئے وہ اس طرح خدمت کرتی رہی اسی عرصہ میں جج صاحب بریلی سے بنارس تبدیل ہوگئے اور تھوڑے دن کو اپنی لڑکی کو بھی ساتھ لے گئے ظفر صاحب کو یہ موقعہ ملا کہ وہ اپنی بیوی کو لوا لائے چنانچہ تجویز ہوئی کہ معہ حسرت اور اماں جان کے لینے جائیں۔

والدہ ظفر۔ کہاں جانے کے ارادے ہیں؟

ظفر۔ چل کر اپنی پہلی بہو کو لے آئیے اب رخصتی رسمیں فضول ہیں پس آپ اور میں چلکر لے آئیں

والدہ ظفر۔ (رو کر) بیٹے وہ کہاں ہے کہ لے آئیں! میں نے ۲ مہینے ہوئے اس کو بلانے کو منغی اور تمہاری انا کو بھیجا تھا مگر وہاں کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اُسکی نانی کا بھی انتقال ہوگیا معلوم ہوا کہ وہ کچھ دن ہوئے کہیں چلی گئی اور یہ کہہ گئی کہ میں لاہور جاکر شفاخانے میں تیمارداری کرنا سیکھوں گی۔ ہائے خاندان کی لڑکی اور میری بہو ہوکر تیمارداری کرتی پھرے گی پر وہ بھی نہ رہیگا "

ظفر۔ آپ جانیں یہ گناہ کس کے ذمہ؟ اماں جان آپنے روپیہ کے لالچ میں میری اچھی خوبصورت پڑھی لکھی بیوی یوں گنوائی اور ایک بدشکل جاہل بدمزاج کے ساتھ

میری عمر تباہ کر دی۔ یہ ہم ہی ہندوستانی لڑکے ہیں کر باوجود پڑھ لکھکر آزاد ہو جانیکے بعد بھی آزاد نہیں ہوتے اور اپنی عمر بھر کی ساتھی جبراً دوسروں کے انتخاب سے کرنی پڑتی ہے بہرحال میں تنہا جاتا ہوں اسکو تلاش کرونگا لاہور جاؤنگا۔ آہ آہ میری بیوی اور یوں پریشان ہوکر نرسنگ کرنے کو نکلے۔ حنت ہے ہندوستانی رسموں اور جھوٹی شرم پر" اور غصہ میں یوں بکتے ہوئے کوٹھی روانہ ہوگئے۔ حسرت کھانا لئے بیٹھی تھی انکو اسقدر پریشان دیکھکر گھبرا گئی +

ظفر۔ حسرت وہ حسرت نصیب بھی گھر نہیں ہے اب ہم کہاں جائیں سُنا ہے نرسنگ کے ارادے سے لاہور چلی گئی۔ اب میں انکے لئے آیندہ ہفتہ جبکہ کچہری میں تعطیل ہوگی اسکی تلاش میں جاؤں گا۔ کہو تم اپنے شوہر کا مقام نام بتاؤ تاکہ اسی ہفتہ تمہارا کام کر دوںگا؟

حسرت۔ آپ کھانا تو کھا لیجئے۔ پھر میرا دُکھڑا سُن لیجئے۔

ظفر۔ اسوقت کھانا نہ کھاؤں گا۔ طبیعت بیحد مکدر ہے۔ لاؤ کوئی اخبار سُناؤ خود پڑھنے کو بھی جی نہیں چاہتا" حسرت میز پر سے لیڈر یا پانیر اُٹھا لائی +

ظفر۔ کوئی اُردو کا نہیں ہے؟

حسرت۔ اُردو کا کوئی نہ تھا کیا یہ نہ سُنیں گے؟

ظفر۔ اگر تم سُنا سکتی ہو تو یہی سُنا دو۔ مگر بی بی پانیر پڑھ سکتی ہو تو یہاں مغلانی گیری کیوں کی؟ میری بیوی کی طرح کوئی معزز پیشہ اختیار کرتیں کسی گرل سکول میں ٹیچری کرتیں۔ در اصل تم انگریزی جانتی ہو میں نے کئی بار تمہارے ہاتھ میں انگریزی کتابیں دیکھی ہیں۔

حسرت۔ کچھ کچھ پڑھ لیتی ہوں والدہ کی زندگی تک تو گھر پہ ایک مشنری لیڈی پڑھاتی تھی اُنکے بعد میں سکول میں داخل ہوگئی۔ مڈل وہاں سے پاس کر لیا۔ پھر لوگ معترض ہونے لگے کہ جوان لڑکی سکول نہ جائے تو میں نے گھر پر ہی ایک عزیز سے اور ایک بوڑھے ماسٹر سے کچھ انگریزی پڑھی۔ بفضل خدا میں لکھنا پڑھنا بقدر ضرورت کر لیتی ہوں"+

اس کے بعد اُس نے بہت آسانی سے "پانیر" کا لیڈنگ آرٹکل پڑھکر سُنایا۔

ظفر حیران رہ گئے کہ ایسی قابل لڑکی اور یوں مغلانی بنی ہے اس کی قسمت۔ وہ اسوقت سفید ململ کی ساڑی اور سفید ہی کُرتہ پہنے ہوئے تھی۔ نازک ہاتھوں میں ۲ سُرخ چوڑیاں تھیں۔ بس اس کے سوا، کوئی مصنوعی سجاوٹ نہ تھی مگر فرش پر بیٹھی یا نیچے پڑھتی ہوئی کسی بڑے معزز گھر کی شہزادی معلوم ہو رہی تھی۔ ظفر صاحب پر اس کی اس وقت کی حالت کا عجیب اثر پڑا وہ آرام کُرسی سے اُٹھ بیٹھے اور حسرت سے بہ اصرار کہا کہ "تم بھی کُرسی پر بیٹھو" مگر بہ حیثیت ادنیٰ خادمہ وہ کیسے یہ بے ادبی کرتی نہ مانی تو ظفر خود اس طرح پر بیٹھ گئے۔

ظفر۔ حسرت کوئی بُرا خیال نہ کرو میں شریف طبیعت انسان ہوں مگر تمہاری خوبیاں۔ تمہاری شائستہ عادات۔ تمہاری علمی قابلیت۔ دیکھ دیکھ کر دلکو یقین ہوتا جاتا ہے کہ تم نے اپنا حال غلط بتایا ہے۔ تم کسی معزز گھرانے کا روشن چراغ ہو۔ تم کو اس ذلت میں دیکھنا انسانیت کے خلاف ہے۔ اب تم ہمارے برابر بیٹھا کرو۔ ساتھ کھاؤ پیو۔ جب تک تمہارا شوہر ہے۔ مجھکو اپنا حقیقی بھائی تصور کرکے بالکل برابری سے رہو جلدی وہ دن آنے والا ہے کہ اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا کہ یہ بی مغلانی نہیں بلکہ ایک قابل قدر قیمتی گوہر بے بہا ہے"۔

قریب بیٹھے ہوئے اپنے معزز آقا سے اپنے حق میں یہ کلمات سُنکر حسرت کو تاب نہ رہی اور اس نے اظہار شکر میں اپنا سر اُنکے زانوں پر جُھکا دیا۔ ایک لڑکی کی طرف سے اس طرح اظہار ممنونیت پر ظفر صاحب سے بھی ضبط نہ ہوا اور اُنھوں نے اُسکا سر یہ کہتے ہوئے کہ پیاری بہن اس سینہ میں تیری اسقدر محبت ہے جتنی کہ ایک بے حد چاہنے والے بھائی کی اپنی بہن کی ہوسکتی ہے"۔ اپنے سینہ سے لگا لیا۔

اس وقت ان دونوں کے محبت بھرے ایک دوسرے کے قدردان

دلوں کے پُرکیف مدہوش وتلاطم خیز مگر نہایت پاکیزہ وشریف جذبات کا اندازہ کچھ وُہی دل کرسکتے ہیں جو اس ناپاک خیال دُنیا میں جذبۂ شرافت وصداقت دیکھتے ہوں۔ چند منٹ یوں ہی گذر گئے تو ظفر صاحب نے الگ ہو کر کہا چلو بہن کھانا ساتھ کھائیں۔"

حسرت۔ وکیل صاحب! اس عاجزہ کو بہن کی عزت نہ دیجئے بلکہ اسیطرح ادنیٰ خادمہ تصور کریں جو اس خدمت کو عزت سمجھکر قدموں میں آپڑی ہے۔

ظفر۔ حسرت تم کو بہن تو سمجھنا پڑے گا کیونکہ تم ایک اور کی منکوحہ ہو اور میں بدنصیب دو اور زنجیر دل سے پابند ہوں۔

حسرت۔ ازراہِ ترحم تیسری ایک اور سہی۔

ظفر۔ اور تمہارا پہلا عقد؟ کیا اس سے علیحدہ ہو چکی ہو؟"۔

"علیحدہ نہیں بلکہ ۱۲ سال بعد اَب آپ کے قدموں میں آپڑی ہوں۔ اَب جدا نہ کیجئے" یہ کہتے ہوئے حسرت نے پھر قدموں پر سر رکھا اور ایک پرستارِ شوہر ایشیائی بیوی ہونے کا ثبوت دیا۔

نذر سجاد حیدر

وہ دل

وہ دل جو محبت وشفقت کا سرچشمہ اور شرم وحیا کا مخزن ہے۔ وہ دل جو مہر ووفا کے جذبات سے لبریز اور لطیف احساسات سے پُر ہے جسکی گہرائی سمندر کی گہرائی سے بھی عمیق ہے۔ جو آلایش دنیا سے مبرا اور جذبات غیض وغضب سے بری ہے۔ وہ دل جس سے محبت کی لاتعداد شعاعیں نکل کر ظلمتکدہ دنیا کو منور رکھتی ہیں۔ جو ایثار میں بے نظیر اور ہمدردی میں بے مثال ہے جسکا معصوم تبسم پریشان داغ کو باغ باغ کر دیتا ہے۔ وہ قدرت کا جام جم۔ وہ رازہائے زندگی کا محرم۔ وہ دل ایک شفیق ماں۔ وفا شعار بیوی ایک ہمدرد ومحبت والی بہن اور ایک خدمتگذار بیٹی کا دل ہے۔

ہمشیرہ غلام دستگیر الڑ مدراس

رسمِ منگنی

اس میں شک نہیں کہ شادی سے عورت کی قسمت کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے ہے۔ ابتدائی عمر لڑکی اپنے والدین کے پاس رہ کر گذار دیتی ہے لیکن عمر کا ایک بڑا حصہ اسکو اپنے شوہر کے ساتھ رہ کر گذارنا ہوتا ہے۔ اگر خوبی قسمت سے میاں بیوی کی طبیعتوں میں اتفاق باہمی ہوا تو دونوں زندگی کا خوب لطف اُٹھاتے ہیں۔ لیکن جہاں اس کے برعکس حالت ہوتی ہے وہاں زندگی دونوں کے لیے وبال جان بنجاتی ہے۔ بالخصوص بیوی کی حالت خاص طور پر قابل رحم ہوتی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم کوئی ایسی تدبیر سوچیں جس سے مصیبت زدہ بہنوں کی زندگی خوشگوار بنجائے اور بے زبان لڑکیاں مصیبت زدہ ظلم سے محفوظ رہیں۔

میاں بیوی کی باہمی نا اتفاقی کے اسباب عموماً تین ہوتے ہیں (۱) طرفین کے مزاجوں اور طبائع کا اختلاف۔

(۲) صورت شکل کا پسند نہ آنا۔

(۳) شوہر کے رشتہ داروں اور عزیزوں سے (بیوی کا جن سے ہمیشہ گہرا تعلق رہتا ہے) نا اتفاقی اور جھگڑوں کا پیدا ہوجانا۔

اب سے پچاس ساٹھ سال پیشتر جبکہ موجودہ تعلیم کے اثرات قریب قریب بالکل معدوم تھے اور جس چیز کو آج نئی روشنی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وہ ہندوستانی مسلمانوں میں نہ پھیلی تھی اُس وقت اگر لڑکی کے مزاج اور طبیعت کی حالت معلوم کی جاتی تھی تو صرف یہ کہ وہ متحمل مزاج۔ بُردبار۔ سلیقہ مند اور خدمتگذار ہے یا نہیں لیکن آجکل علاوہ ان باتوں کے یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ لڑکا اور

لڑکی قدامت پسندی اور نئے طرز و طریق کی دلدادگی کے معاملہ میں کس درجہ اتفاق یا اختلاف رکھتے ہیں۔ یہ معلوم ہونا شادی سے پیشتر نہایت ضروری ہے کہ طرفین کے خیالات خاص اور اہم مسائل مثلاً سیاسی معاملات۔ پردہ۔ اور طرز معاشرت کے متعلق کیا ہیں۔ لڑکی اور لڑکے کے گھر کے دستور اور طور طریق کو دیکھکر ان معاملات کا قطعی فیصلہ کر لینا یا طرفین کی تعلیمی حالت کو دیکھکر کوئی رائے قایم کر لینا میرے نزدیک غلطی ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ لڑکا اور لڑکی اپنے والدین اور دوسرے قریبی رشتہ داروں کی طبیعت اور مزاج کے نہ ہوں یا انکی طرز معاشرت کو پسند نہ کرتے ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ لڑکا اور لڑکی کسی خاص معاملہ میں مختلف اور متزاد رائیں رکھتے ہوں۔ میری رائے میں لڑکے اور لڑکی کے والدین خواہ کیسی ہی جہاں بین اور تحقیق کریں اُس سے کار آمد اور مفید نتیجہ پیدا نہ ہوگا۔ والدین لڑکے اور لڑکی کے جذبات اور خیالات کی ترجمانی پوری طرح نہیں کر سکتے جو شادی قطعی طور پر والدین کے انتخاب سے ہوتی ہے اُس میں ناموافقت کا اندیشہ زیادہ ہے اور اِس لیے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی والدین یا دوسرے بزرگوں کی موجودگی میں ملکر ایک دوسرے کے خیالات معلوم کر لیں تاکہ بعد کو ناواقفیت کی وجہ سے کسی جھگڑے کا امکان ہی باقی نہ رہے اور ایک دوسرے کے مزاج اور طبیعت سے پوری طرح واقف ہو جائے ؎

اب نا اتفاقی کی دوسری وجہ کو لیجئے۔ صورت شکل کے انتخاب کو بھی لڑکے اور لڑکی کے اوپر چھوڑ دینا چاہیے کیوں کہ ہر شخص کا مذاق جداگانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ماں باپ جس لڑکی کو خوبصورت سمجھتے ہوں شوہر دیکھنے کے بعد اسکو بدشکل سمجھے اور پسند نہ کرے پس اس لحاظ سے بھی طرفین کا ملا دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے ؎

بیوی کا شوہر کے عزیزوں سے نااتفاقی کا علاج بالکل دوسری چیز ہے اس لیے یہاں اس بحث کو چھوڑتی ہوں۔ بہن نذر سجاد صاحبہ نے خط وکتابت کو تبادلۂ خیالات کا ذریعہ قرار دیا ہے میرے نزدیک اس سے بھی یہ ضرورت پوری نہیں ہوسکتی اس لیئے لڑکی والے عموماً اصلیت کو چھپاتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر لڑکی کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں مجھے حال ہی میں یہ معلوم ہوا کہ ایک صاحب نے اپنی لڑکی کی بجائے دوسری لڑکی کی تصویر جو کہ اصل لڑکی سے زیادہ خوبصورت تھی لڑکے کو دھوکا دینے کے لیئے بھیجدی اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خط وکتابت کے معاملہ میں بھی ایمانداری سے کام نہ لیا جاوے گا اور بعض ناعاقبت اندیش اس سے بجائے فائدہ کے نقصان اُٹھائیں گے۔

ہمارے یہاں پوری تعلیم کی سخت ضرورت ہے صرف معمولی لکھنا اور پڑھنا جان لینے سے کام نہیں چلتا ہے۔ اگر جاہل لڑکی اور لڑکے کو ملا دیا جائے تو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ خراب نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

جب شریعت نے یہ اجازت دیدی ہے کہ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو شادی سے پہلے دیکھ لیں تو پھر اس میں کیا حرج ہے کہ دونوں ملکر ایک دوسرے کے خیالات معلوم کرلیں الغرض میرے نزدیک والدین کی موجودگی میں دونوں کا دیکھ لینا نہایت ضروری اور مناسب ہے۔

مسز اظہر محمد خان صاحبہ دہلی

سفر نامہ حج

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۲۴۴ بابت رسالہ ماہ جون سنہ ۲۷ء)

کامران میں اُتر کر ہم کو سیدھے بہپارہ گھر لیگئے یہاں کی تکلیف قابل بیان نہیں زنانہ مردانہ بہپارہ گھر الگ الگ تہا ایک کمرے میں پہنچکر ہم سب کے کپڑے اُتروا لیے گئے اور صرف دو دو گز لنگیاں جو بارہ بارہ گرہ چوڑی تہیں دیدی گئیں۔ کپڑے کسی کے اُجلے تھے اور کسی کے میلے چکٹ سب ایک جگہ گڈمڈ کرکے ایک گٹھڑ باندہ کر لے گئے اب ہم بالکل ننگے بیٹھ گئے۔ مجھکو بُرا معلوم ہورہا تہا اور غصہ آرہا تہا کہ یہ کیا حرکت ہے بیساختہ میرے منہ سے نکلا کہ "یا الٰہ العالمین تیرے دروازہ میں قدم رکھا ہے تو یہ حالت ہے کپڑے تک اُتروا لیے گئے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے" اُسکے بعد انگریزی لباس میں ایک سیاہ فام عورت آئی اور اُس نے حسب سابق نبض پر ہاتھ رکھکر اٹھانا شروع کیا ہم سب پھر ڈاکٹری امتحان میں پورے اُترے بعد فراغت ایک دوسرے کمرے میں بٹھایا جو بہت ہی گرم تہا ہم پسینے میں نہا گئے۔ پھر سب کو ایک تیسرے کمرے میں بٹھایا۔ چند منٹ کے بعد ایک اور کمرے میں جانے کا حکم ہوا جسکی چھت میں سے فوارہ کی طرح سمندر کا پانی برس رہا تہا لیکن نہایت کڑوا اسوقت ہم گرمی کے مارے بیتاب تھے اس طرح پانی کی بارش اچھی معلوم ہوئی۔ مگر فوراً حکم ہوا کہ کمرہ خالی کردو اور آتے ہیں ہمارے جہاز میں چھپن سو آدمی تھے یکے بعد دیگر سب ہی آئے پھر ہمارا وہ کپڑوں کا گٹھڑ آیا جو سب کے کپڑے یکجا کرکے بہپارہ گھر میں گیا تہا۔ اُدھر جلدی اِدھر کپڑے گیلے سیلے۔ متعدی بیماریوں والوں کے اور تندرستوں کے ملے ہوئے آئے۔ جلدی کے مارے کسی نے کسی کا کرتہ پہنا کسی نے پائجامہ کسی کا

پائے جامہ۔ آدھا چڑھا ہوا اور کسی کی ایک موری ہاتھ میں۔ وہاں سے نکالے گئے۔ اسوقت آسمان پر ابر تھا ہوا خوشگوار گرم بدن میں ٹھنڈی ہوا بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی میرے واسطے تو سمیت یہ ہوئی تھی لشتم پشتم ہم کیمپ میں پہنچے کپڑے کسی طرح پہننے کو دل نہ چاہتا تھا ہم تینوں اُسی دن جہاز میں نہائے تھے کپڑے ہمارے صاف شفاف تھے اب ان کپڑوں کو پہنتے ہوئے کراہیت آتی تھی مگر تہر درویش برجان درویش پہنے۔ یہاں بڑے صاف اور وسیع میدان میں چھپر پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ ہمنے اپنا چھوٹا ایک چھپر کے آگے کر لیا اور کھانا پکانا شروع کر دیا لوگوں سے نمبرے خریدے۔ رنگیاں لیں اور ریکو ہوا نے اسقدر ستایا کہ ٹانگیں پھر اکڑ گئیں۔ اسپر ہی میں نے تمام رات برف چبانے میں ختم کی کچھ بوندیں بھی پڑیں۔ موسم بہت خوشگوار ہوا ٹھنڈی۔ اتنے دنوں بعد زمین دیکھی بڑے آرام کی نیند سب کو آئی۔ پانی بافراط۔ لکڑی مفت غرض ہر طرح آرام چین۔ ہمارے ٹھہرنیکے مقام سے دو دکانیں قریب تھیں کئی مرتبہ میں خود اپنے ملازم کے ساتھ دوکان پر گئی اور برف لائی ایک بڑے موٹے شاندار عرب کی دوکان تھی۔ جو نہایت خوش آوازی اور خوش اخلاقی سے بیچ رہے تھے۔ چاء اور شربت خاص طور سے بک رہا تھا۔

بسکٹ ڈبل روٹی۔ طرح طرح کے پھل رات آنکھ جھپکتے ہی ختم ہو گئی صبح سویرے نماز سے فراغت ہو کر کھانا پکانے کے دھندے میں لگ گئے دس بجے کے قریب قطاروں میں کھڑے ہونیکا حکم ہوا مرد اور عورتیں الگ الگ کھڑے ہو گئے۔ کھڑے کھڑے تھک گئے یہانتک کہ دھوپ آگئی گیارہ کے قریب مردوں کو ڈاکٹر نے اور عورتوں کو انہیں کی والی صاحبہ نے بطور سابق نبض دیکھی۔ پھر سب کو عام اجازت ہو گئی کہ سوار ہو۔ دو ہی دو کشتیاں اور اٹھارہ آدمی خالدہ کے والد نے کہا کہ ہم سب کے بعد جائیں گے۔ دو گھنٹہ میں تمام کیمپ خالی تھا میری والدہ میرے عزیزوں کے ساتھ پہلے چلی گئی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جہاز نے بڑے زور سے سیٹی دی تو خدا خدا کر کے انکا روانہ ہونے کا ارادہ ہوا

کامران ایک جزیرہ ہے یہاں اس واسطے جہاز والوں کو ٹھہرا کر دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بیمار نہ ہو اور خاص کر متعدی مرض میں مثلاً طاعون ہیضہ چیچک وغیرہ پہلے یہ مقام اس کے واسطے وقف نہ تھا سیدھے جدہ پہنچتے تھے اب جب سے نیا زمانہ نئی روشنی کے لوگ دنیا میں پیدا ہوئے ہیں. قرنطینہ نکلا ہے وہ تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس وقت ہم گئے ہیں کوئی مرض ہندوستان میں نہ تھا ورنہ بڑی مصیبت ہوتی بیچارے حاجیوں کو آٹھ آٹھ روز پندرہ پندرہ روز ٹھہرایا جاتا ہے اگر کسی کو کوئی معمولی بیماری بھی ہوئی تو اسے روک لیا جاتا ہے۔ کامران میں پائخانے بہت صاف ملتے ہیں۔ مسجد بھی ہے مگر پکی نہیں وہ ہی پھونس کی۔ شفاخانہ بھی سُنا کہ ہے مگر خدا نہ دکھائے۔ میری بہنوں جب بیچارہ گھر میں گھسو تو ایک آدہ روپیہ ضرور لیلو ہر جگہ رشوت کام آتی ہے سچ کہا ہے کسی نے ؎

اے زر تو خدا نہ' ولیکن بخدا　　　ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

چار بجے ہمارے جہاز نے لنگر اُٹھایا اور روانہ ہوا۔ وہ آنی جو ہم سے کئی روز پہلے چلے تھے ساحل کامران پر آکر کھڑے ہوئے۔ ہمارا جہاز بہت بڑا اور بہت عمدہ تھا جو لوگ اس میں بیٹھے تھے وہ ہی خوب اسکا اندازہ کر سکتے ہیں مگر اس جہاز کا انجام کیا ہوا دوسرے ہی سال ۴ اپریل کو جدہ کے قریب حاجیوں کو لیجا رہا تھا کچھ روئی کے گھٹے بھی تھے آگ لگ گئی اور غرق ہو گیا بہت مضبوط بہت بھاری اور بہت بڑا تھا۔ جب ہم اس میں تھے تو ایک رات کچھ طوفان کی سی حالت ہوئی جہاز بڑے زور سے ہل رہا تھا رات کا وقت تھا اور لوگ تو خیر مگر میں نے اس سے پہلے کبھی ایسی حالت نہ دیکھی تھی یہ سمجھ رہی تھی کہ اب غرق ہونے سے نہ بچونگی پریشانی کی حالت میں اوپر گئی تو دیکھا کچھ لوگ نعتیں پڑھ رہے ہیں اور آگے بڑھی تو ایک صاحب نقشہ بدر منیر زبانی الاپ رہے تھے انکی بیوی بھی ساتھ تھیں وہاں

بیٹھ کر میں نے اُن سے کہا کہ منع کر دسمندر میں تو فضول گوئی سے باز رہنا چاہیئے اللہ تعالیٰ کو غصہ آئے اور ہم سب کو ڈبو دے۔ تو وہ اللہ کی بندی کہنے لگیں پھر اس میں کیا ہے سب ہی ڈوبیں گے مرگ انبوہ جشنِ دارد۔ یہ سُنتے ہی میں تو وہاں سے روانہ ہوئی۔ کرانی جہاز کھڑے تھے میں نے ملازم سے کہوایا کہ یہ جہاز کی کیا حالت ہے اُنھوں نے کہا طوفان میں ہے۔ دارا ادہ زبانی تو چوبیس گھنٹہ سے طوفان میں ہیں ہم نے وہ راستہ چھوڑ دیا پھر بھی ہمکو طوفان ملا جو چار پانچ گھنٹہ رہیگا اور کچھ خوف نہیں یہ جہاز ہرگز ڈوب نہیں سکتا کسی طرح یہ ڈوبنے والا نہیں۔ بہاری بہت ہے۔ ایسے الفاظ سُنکر میں ڈر رہی تھی کہ خداوندکریم کو اس کہنے سے غصہ نہ آئے اور یہیں کھڑے کھڑے ہمکو ڈبو دے۔ مگر پھر بھی خدائے تعالیٰ نے دس مہینہ بعد اسکو دکھا دیا کہ دیکھو ہم یوں ڈبو سکتے ہیں۔ جس طرح امریکہ کی کسی کمپنی نے ایک بہت بڑا جہاز بنایا تھا اور یہ دعوےٰ کیا تھا کہ یہ جہاز کسی صورت میں ڈوب ہی نہیں سکتا خدا کو یہ غرور کے الفاظ پسند نہیں آئے اور پہلی مرتبہ جب اس میں آدمی سوار ہو کر چلے تو ایک برف کے تودے سے ٹکرا کر غرق ہو گیا ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ اب لوگ یلملم پہاڑ کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ یہاں سے اہل ہندوستان احرام باندھ لیتے ہیں ٭ (باقی آیندہ)

حامدہ بیگم خیری

تضمینِ دلسوز[۱]

(۱)

دشمنوں کی قوت و سطوت مٹانے کیلئے
مسلمِ خوابیدہ کی قسمت جگانے کیلئے
خواہرانِ علم جو کے دل بڑھانے کیلئے
آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کیلئے
بادلو! ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کیلئے

(۲)

ظلم حد سے بڑھ گئے اس چرخِ نیلی فام کے
چاک پہنچے تا گریباں دامنِ اسلام کے
خوں چکاں ہیں چشم و دل سے سرفروشِ اسلام کے
لے دعائیں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا اب پھیر دے دن گردشِ ایام کے

(۳)

جن کو سمجھے تھے مسیحا خود وہی بیمار ہیں
ہادیانِ دینِ حق منت کشِ زنار ہیں
کاخ ایوانِ قوم کے برباد ہیں مسمار ہیں
صلح تھی کل جن سے اب وہ برسرِ پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں برسرِ آزار ہیں

(۴)

گل ترستے ہیں چمن میں فیضِ شبنم کے لیے
بلبلِ شوریدہ سر سوزِ ترنم کے لیے
حامیانِ ملک و ملت حبِ باہم کے لیے
ڈھونڈتے ہیں سب مداوا سوزشِ غم کے لیے
کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کے لیے

(۵)

چرخِ نیلی فام اب جور و ستم کو بھول جا
اے دلِ شوریدہ تو درد و الم کو بھول جا
مسلم اندوہگیں ہر رنج و غم کو بھول جا
رحم کر! لیکن نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خیر النسا بیگم (نیلور)

[۱] ہندو مسلم جھگڑوں سے متاثر ہوکر

کوکوا

چائے۔ اور کافی کے حالات سے بہت سی عصمتی بہنیں واقف ہونگی لیکن شاید "کوکوا" کو زیادہ بہنیں نہ جانتی ہوں اس لیے عصمتی بہنوں کی دلچسپیوں کے لیے ایک انگریزی کتاب سے ترجمہ کرکے کوکوا کے حالات لکھتی ہوں:۔

گرم مشروبات میں "کوکوا" تیسرے درجہ پر ہے۔ سب سے پہلے چائے ہے اور اس کے پینے والے کروڑوں ہیں۔ دوسرے درجہ پر کافی کا نمبر ہے۔ اور تیسرے پہ "کوکوا" ہے۔ کوکوا دودھ پلانیوالی ماؤں کے لیئے نہایت مفید اور دودھ آور غذا ہے اسکا اصلی نام کاکاؤ ہے۔ اور یہ خاص امریکہ کا درخت ہے۔ چارسو سال ہوئے انگریزوں کو اسکا حال معلوم ہوا تھا۔ اب یہ درخت جزائر غرب الہند جنوبی امریکہ اور وسط امریکہ میں بھی ہوتا ہے اور چند صدیوں سے ایشیا اور افریقہ کے گرم ممالک میں بھی پایا جاتا ہے۔

کوکوا درخت "دمیرارا" کے جنگلوں میں قدرتی طور پر تیس فٹ تک اونچا ہوتا ہے مگر کھیتی کی حالت میں ڈالیوں کی تراش خراش ضروری ہے۔ اسلیئے صرف ایک معمولی درخت کے قد کا ہوتا ہے یہ ایک سدا بہار درخت ہے جس کے پتے صاف چمکیلے ہوتے ہیں۔ چھ سال تک اس پر فصل نہیں ہوتی۔ اس کے بعد بہت پھولتا ہے۔ اس کے پھول چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور خوشوں کی طرح ڈالیوں میں لٹکتے رہتے ہیں۔ اسکا پھل لمبا مستطیل قسم کا سات انچ سے نو انچ تک لمبا اور گولائی میں چار انچ ہوتا ہے اور اوپر کا پوست سخت رہتا ہے پختہ ہونے کے بعد اس کے کئی رنگ پیلا۔ ارغوانی۔ لال ہوتے ہیں۔

اس درخت کی پیداوار کافی چائے کے مانند ایک خاص موسم میں نہیں ہوتی ہمیشہ پھلتا پھولتا رہتا ہے۔ اس درخت میں ایک ہی موسم میں ہرے بھرے پتے۔ کلیاں پھول

پھل (کچے پکے) غرض سبھی کچھ ہوتے ہیں۔ اسکا پھل ایک مخست خانہ کے مانند ہوتا ہے۔ مگر اس کے اندر بیج قریب قریب جمے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان بیجوں کے مغز کا رنگ پھیکا گلابی ہوتا ہے۔ ہر ایک پھل کے اندر بیس سے لیکر چالیس تک بیج ہوتے ہیں۔ اور یہ "کوکوا" کے بیج کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اسی سے تمام قسم کا کوکوا بنتا ہے۔ پہلا طریقہ اس کے تیار کرنے کا یہ ہے۔ کہ نئے بیج گیلی زمین میں دو تین دن دبانے کے بعد باہر نکالکر دھوپ دیتے ہیں۔ پھر سوکھے ہوئے بیج کافی کے بیجوں کی طرح کڑاہی وغیرہ میں بھونے جاتے ہیں پھر کچل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنائے جاتے ہیں۔ جو "کوکوا نبس" کے نام سے مشہور ہیں اکثر آدمی ان ٹکڑوں (کوکوا نبس) کو ہی استعمال کرتے ہیں۔ جن سے بہت عمدہ کوکوا بنتا ہے۔ مگر ان ٹکڑوں کو ہوشیاری سے ابالنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ ان ٹکڑوں کے ابالنے کے درمیان ایک قسم کا تیل نکلتا ہے۔ جو برتن کے سطح پر تیرتا ہوا دکھائی دیگا۔

"کوکوا" اکثر پتلے نازک پیڑوں یا پوڈر (سفوف) دو قسموں سے بناکر فروخت کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم یعنی پیڑوں کو "فلیکڈ کوکوا" اور دوسری قسم "سالیوبل کوکوا" یعنے سفوف کے نام سے مشہور ہے۔ پہلی قسم کا "فلیکڈ کوکوا" اس طرح سے بناتے ہیں۔ کوکوا کے بیجوں کو مہین پیس کر نہایت باریک سفوف بنایا جاتا ہے جس میں پانی ملاکر نشاستہ کے مانند بنا لیتے ہیں۔ اس کے بعد پتلے تختوں پر فالودہ کے مانند پھیلا دیتے ہیں۔ جب وہ تیار شدہ نشاستہ سوکھ کر سخت ہو جاتا ہے تو کاٹ کر ٹکڑے بنا لیتے ہیں۔

دوسری قسم کا "سالیوبل کوکوا" اکثر اس طرح سے بناتے ہیں کہ کوکوا کے بیجوں کے ٹکڑوں کو بیلن وغیرہ میں ڈالکر تمام تیل نکلنے تک کچلتے اور پھر پیسکر سفوف بناتے ہیں۔ اس قسم کا کوکوا گرم اُبلتا ہوا پانی ڈالنے سے متذکرہ بالا دونوں قسموں سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے۔

کیونکہ اُس میں کوکو اسفوف (نشاستہ) ہوتا ہے *

یہانتک تو پینے کی ترکیب کا ذکر ہوا۔ بہت سی عصمتی بہنیں "چاکولیٹ" جانتی ہونگی۔ یہ بھی اسی مصالحہ سے بنتا ہے جسکا میں ذکر کر رہی ہوں۔ کوکو امیں جتنی قسمیں بنتی ہیں۔ چاکلیٹ اِن تمام میں قیمتی اور اعلیٰ ہے۔ وہ اسطرح سے بناتے ہیں:- کوکو اکے سفوف یعنے "سالیبل کوکوا" میں حسب مقدار شکر اور نشاستہ ملا دیتے ہیں۔ جب تینوں چیزیں ایکجان ہوجاتی ہیں تو دہات کی صاف ستھری میزوں پر پھیلا دیا جاتا ہے۔ اور وہ میزیں آگ سے گرم کرکے "چاکولیٹ" سُکھایئے جاتے ہیں *

غرض کوکوا کے بیجوں سے فلیکڈ کوکوا۔ سالیوبل کوکوا۔ چاکولیٹ۔ تین چیزیں بنتی ہیں۔ جنمیں سے چاکولیٹ بہت مزہ دار ہوتے ہیں۔ چونکہ ہر شخص کوکو سے واقف نہیں اور نہ یہاں اسکا رواج ہے۔ اسلیئے میں یہاں اسکے بنانیکا بھی تھوڑا سا حال لکھتی ہوں۔ تاکہ جنکو شوق ہو وہ آزمائیں۔ بازاروں میں اسکے چھوٹے چھوٹے ٹین ملتے ہیں۔ اسکے سفوف کا رنگ بادامی ہوتا ہے۔ چائے دان میں جتنی پیالیاں بنانی منظور ہوں۔ اسی حساب سے فی پیالی ایک چائے کا چمچہ پوڈر ڈالکر اوپر سے گرم اور اُبلتا ہوا پانی ڈالدو۔ چند منٹ کے وقفہ کے بعد خوشبو تیز ہوجائیگی۔ دودھ شکر حسب ذائقہ ملاکر استعمال کرو *

حالانکہ یہ بھی چائے اور کافی کے مانند ایک پینے کی چیز ہے۔ مگر در اصل یہ صرف گرم شربت ہی نہیں۔ بلکہ اپنے اندر خاصی غذائیت رکھتی ہے۔ اسکا عرق چائے کی مانند پتلا نہیں ہوتا۔ گاڑھا شوربے کی مانند ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں کسی قدر گوشت کا مادہ بھی ہوتا ہے اسی لیے یہ گرم مشروبات میں سب سے قیمتی ہے *

ایک پیالی گرم کوکوا چاء اور کافی سے بدرجہا خوشگوار ہوتی ہے۔ اور اکثر لوگ تبدیلِ ذائقہ اور خواہش سے کبھی کبھی استعمال کرتے ہیں۔ چائے کے کثرت استعمال سے بدہضمی کی شکایت ہوجاتی ہے۔ مگر کوکوا میں کوئی برائی نہیں *

فاطمہ بیگم بنت محمد حسین صاحب بنگلور

(ترجمہ از انگریزی)

خالدہ ادیب خانم کی زندگی کے چند اوراق

ننھی لڑکی کی کہانی اسی کی زبانی

ننھی لڑکی جب اپنے حافظہ پر زور ڈالتی ہے اور اپنے بچپن کی باتیں یاد کرتی ہے تو کئی واقعات اس کے پیش نظر ہو جاتے ہیں (ایک بیک گرونڈ) ایک عالیشان مکان پہاڑ پر واقع ہے جس میں ننھی لڑکی اپنی نانی کے ساتھ رہتی ہے۔ دُور سے امراکی سبز ہریں دکھائی دیتی ہیں اور قریب اطراف میں یلدیز کے پہاڑ نظر آتے ہیں پہاڑوں پر عظیم الشان عمارت واقع ہے جو سبز چنار کے درختوں سے گھری ہوئی ہے اور جسکو دکھا کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہز مجسٹی سلطان عبدالحمید کی جائے رہایش ہے ٭

لیکن ننھی لڑکی دُور کی چیزوں میں دلچسپی نہیں لیتی کیونکہ آجکل وہ اپنے قدیم مکان کے جس کی دیواروں پر سبز بلیں چڑھی ہوئی ہیں اور جس کی بیشمار کھڑکیاں عصر کے وقت جگمگاتی ہیں زیر اثر ہے۔ چبوتروں پر باغ لگا ہوا ہے۔ ایک پر ببول کے بلند درخت ہیں تو دوسرے پر میٹوں کے گنجان درخت انگور کا منڈوا بھی ہے۔ اسکی دلفریب چھاؤں میں ننھی لڑکی کھیلتی ہے۔ ایک چھوٹا سا حوض بنا ہوا ہے فوارہ کے دو شیروں کے منہ سے پانی چھوٹ چھوٹکر مغرب کے وقت کی خاموشی میں ایک دلفریب ترنم پیدا کرتا ہے ننھی لڑکی علی الصباح باغ میں جاتی ہے۔ اسوقت اسکے اردگرد ہزارہا کبوتر جمع ہو جاتے ہیں اور اس کی نانی انکو دانہ ڈالتی ہے۔ پھولوں کی خوشبو سے اور انکے گوناگوں رنگوں کی آمیزش دیکھکر دنیا میں پہلے قدم رکھنے کا نادر احساس ننھی لڑکی اس باغ میں محسوس کرتی ہے ٭

دوسری جھلک میں وہ اپنے آپکو ایک دوسرے مکان میں جو قریب ہی واقع ہے پاتی ہے۔ یہاں وہ خوش نہیں ہے۔ اسکے دلپر ایک عجیب غریب گھبراہٹ ہے۔ وہ عورت جسکو وہ "ماں" کہتی ہے ہمیشہ کوچ پر دراز رہتی ہے اسکی لمبی سیاہ پلکیں اس کے چہرہ کی سفیدی کو دوبالا کرتی ہیں اسکی دراز چوٹیاں دونوں طرف سیاہ ناگوں کی طرح پڑی رہتی ہیں۔ ننھی لڑکی اس "ماں" سے ڈرتی ہے۔ بعض وقت اسکا دل اس ماں کی طرف کھنچا جاتا لیکن ابھی وہ نہیں جانتی کہ محبت کیا چیز ہے اپنی ماں کا ایک کام وہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ وہ ننھی لڑکی کو اپنے زانو پر بٹھاکر اسکے ناخن کاٹتی۔ اسوقت اسکا زرد چہرہ ایک عجیب غریب روشنی سے چمکنے لگتا اور اسکی جلتی ہوئی سیاہ آنکھوں میں محبت جھلکتی ناخن وہ ذرا دباکر کاٹتی اور لڑکی تکلیف محسوس کرتی۔ لیکن رونا یاکسی قسم کی شکایت کرنا ناممکن تھا جبکہ اسکی ماں محبت بھرے لہجے میں یہ کہتی جاتی۔ "ایک چڑیا یہاں بیٹھی (ہتھیلی پر) اسنے پکڑ لیا (انگوٹھا) اسنے مار ڈالا (کلمے کی انگلی) اسنے پکایا۔ اسنے کھالیا۔ جب یہ چھوٹی لڑکی مدرسے سے آئی تو اسنے پوچھا کہاں ہے میری چڑیا؟" آہ وہ نرم انگلیوں کا لگاؤ اور وہ آواز میں چھپا ہوا پیار ننھی لڑکی تادم زیست نہ بھولے گی۔

ننھی لڑکی کی اوائل زندگی میں ایک اور غمناک واقعہ ہے۔ اسکی ماں کے پاس ایک ڈبے کا باجہ تھا جسے چابی دیکر وہ بجایا کرتی۔ اس میں سے کچھ ایسی بےسُر آوازیں نکلتیں جنکا سُننا وہ کسی صورت برداشت نہیں کرسکتی۔ وہ ابھی دنیا میں بھیانک آوازیں اور خراب صورتیں دیکھنے کی عادی نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن غریب ہمسائے کی لڑکی نے باجہ سُننے کی خواہش ظاہر کی۔ جب باجہ بجنے لگا تو ننھی لڑکی زمین پر لوٹنے لگی اور خوب چیخ چیخکر رونا شروع کیا۔ ماں نے ڈرایا بھی سمجھایا بھی لیکن ضدی لڑکی ایک منٹ کے لیئے بھی خاموش نہیں ہوئی۔ اسکو ابھی اس بات کا تجربہ

نہیں ہوا تھا کہ دنیا میں آدمی تنہا پیدا ہوا ہے اور تنہا جائیگا۔ جو باتیں اسکو پسند ہیں دوسرے کو ناپسند اور جن چیزوں سے اسکو نفرت ہے دوسروں کو انسے محبت ہے غرض دنیا کا دارومدار اسپر ہے کہ آدمی دوسروں کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھے۔ آخر کار اسکی ماں نے اسکو ایک کمرے میں بند کر دیا۔ اور جب اسکی نانی نے رہائی دلائی تو وہ روتے روتے تھک گئی تھی +

دوسری جھلک میں ننھی لڑکی ایک نیا سین دیکھتی ہے۔ اسکی ماں اب بہت دبلی ہو گئی ہے۔ اور اس کے زرد چہرے پر اسکی بڑی بڑی آنکھیں چراغوں کی طرح چمکتی ہیں۔ اسکی نانی پالکی میں بیٹھکر کسی جگہ جا رہی ہے اور ننھی لڑکی اپنے باپ کے دراز قد سائیس کا ہاتھ پکڑے پالکی کے ساتھ چل رہی ہے۔ جب کبھی ننھی لڑکی پالکی کا پردہ ہٹا کر جھانکتی ہے تو اسکو ایک ایسی غمزدہ اور افسردہ شکل نظر آتی ہے کہ وہ فوراً پردہ چھوڑ دیتی ہے۔ پالکی کے پردے زرد تھے۔ لڑکی ابتک زرد رنگ دیکھ نہیں سکتی اسکو ہمیشہ اس رنگ سے نفرت ہے +

واقعات نے پلٹا کھایا۔ اب اسکی ماں نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں وہ مر گئی۔ لڑکی تنہا ہے۔ اسکے دلمیں درد ہے اسکی کچھ سمجھ میں نہیں آتا اسے کچھ معلوم نہیں سا وہ دیوانہ وار ادھر ادھر پھرتی ہے۔ شام کو اسکا باپ ایک گول میز کے قریب بیٹھا ہوا ہے۔ تمام رات شمع کے نیچے بیٹھا ... کے ساتھ اسکے آنسو برابر میز پر گرتے ہیں۔ نوکر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب کبھی لڑکی اس طرف جھانکتی ہے تو اسکو وہاں سے کھینچکر لاتے ہیں +

اس کے باپ کے یہاں تین نوکر ہیں۔ علی، مصطفےٰ اور رحیم علی ننھی لڑکی کا "لالہ" ہے ہر شریف گھرانے میں "لالہ" ہونا ضروری ہے "لالہ" حرم میں جا سکتا ہے اور بچوں کی نگہداشت کرتا ہے۔ لڑکی علی سے بہت محبت کرتی ہے۔ اب وہ جانتی ہے کہ محبت کیا ہوتی ہے کاش کہ وہ اپنی ماں سے محبت کرتی!!! مصطفےٰ علی کا بھائی ہے اور اسکے ساتھ کام کرتا ہے ...

ایک کریہ منظر عورت بجاتی ہے۔ لڑکی سُنتی ہے کہ رسیم کی شادی علی سے ہونیوالی ہو۔ آجکل زیادہ وقت لڑکی نوکروں کے کمرے میں گزارتی ہے۔ جو باتیں رسیم علی اور مصطفےٰ کرتے ہیں وہ سب سنتی ہے لیکن انکا مفہوم بہت کم سمجھ میں آتا ہے۔

رسیم۔ بڑی بی رنج سے پڑگئی ہیں۔ میں اس لڑکی کا جو چاہے وہ کرسکتی ہوں۔

علی۔ اگر تو اسے ہاتھ لگائے گی تو خوب پیٹے گی۔

وسیم۔ کیا کروں یہ لڑکی بہت شریر ہے ہماری شکایتیں کرتی ہو اور ہماری نقل بھی کرتی ہو۔

علی۔ وہ بچہ کیا جانے یہ سب باتیں۔

وسیم۔ اچھا اچھا دیکھو میں بھی کیا مزہ چکھاتی ہوں کھیکرٹے جو باورچیخانہ میں رکھے ہیں اس لڑکی کے سر پر ڈالدونگی +

علی۔ کھیکرٹے کیوں منگائے انکی کیا ضرورت تھی؟

وسیم۔ دق کی دوا ہے۔ پولٹیس لگانیکا ارادہ تھا لیکن اسکے پیشتر ہی کام تمام ہوگیا۔ بے آفندی کو خانم آفندی کی موت سے زیادہ انکے پہلے شوہر کی تصویر برآمد ہونے کا رنج ہے۔

اس کے بعد رسیم نے گانا شروع کیا اور پھر ننھی لڑکی کے قریب آکر آنکھوں میں آنکھ ملاکر کہا "خالدہ خانم یہ باتیں کسی سے نہ کہنا" لڑکی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات چھپائی جائے لیکن وہ چیخکر جواب دیتی ہے "میں ضرور کہوں گی۔ رسیم دادی" ترکی میں بچے نوکروں کو دادی وغیرہ کہکر پکارتے ہیں۔ اس پر رسیم اور علی کی خوب لڑائی ہوتی ہے +

(باقی آئندہ)

(ترجمہ از میموز سارت خالدہ ادیب) عظمت النساء بنت ڈاکٹر محمد اشرف صاحب حیدرآباد دکن

عصمت کی سچی قدر دان بہنوں کو اس مہینہ میں ایک دو خریدار عصمت کو دیدینے چاہئیں +

منیجر

ترکی جدید کی عورت

ترکوں کا ملک جغرافی حیثیت سے یورپ اور ایشیا کے وسط میں واقع ہے اور اسطرح پر ترکی عورتوں کے تمدن اور عادات وخصائل پر دونوں براعظموں کا اثر ہے۔

جنگ عظیم کے بعد جو انقلاب قیام جمہوریت کے بعد رونما ہوا ہے۔ اس نے ترکی خواتین کی زندگی میں بھی ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے۔ نسبتاً دوسرے ایشیائی ممالک کے ترکی خواتین میں تعلیم کی کمی اتنی نہ تھی۔ لیکن اس انقلاب کے بعد وہاں کی موجودہ حکومت نے عورتوں کی تعلیم زندگی میں ایک نئی روح پھونکدی ہے۔ ترکوں کا نظام تعلیم نسواں دنیا بھر کی ممالک سے صرف جرمنی اور جاپان کو چھوڑ کر اسوقت بہترین ہے۔ ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تعلیم کا شعبہ ایک تعلیم یافتہ ترک خاتون کی نگرانی میں ہے۔ یہ خاتون علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے مختلف ممالک کی سیاحت کر چکی ہیں اور مسئلہ تعلیم پر انکی رائے ماہرانہ سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے زمانہ وزارت تعلیم میں عورتوں کی تعلیم کو مقدم قرار دیا ہے۔ اور انکا یہ خیال یقیناً بالکل صحیح ہے کہ آئندہ آنیوالی نسل اور قوم کی ترقی کے لیئے مردوں سے بھی زیادہ عورتوں کی تعلیم ضروری اور اہم ہے۔ چنانچہ خاتون موصوف نے عورتوں کی جبریہ تعلیم کی ایک اسکیم مرتب کی تھی جس کی رو سے قانوناً لازمی کیا گیا تھا کہ آٹھ برس کی عمر کی لڑکیاں مدرسے میں داخل کی جائیں۔ اس اسکیم پر عمل درآمد کرنے سے صرف چار برس کے قلیل عرصے میں وہاں کی تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد میں اسقدر ترقی ہوگئی ہے کہ گذشتہ پوری صدی میں بھی نہ ہو سکی تھی۔ نصاب تعلیم اس طرح طیار کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کی عملی زندگی کے لیئے مفید وکار آمد ہو۔ ان مدارس میں صرف یہی نہیں ہوتا کہ لڑکیوں کو معمولی لکھنا پڑھنا سکھایا جائے جیسا کہ ہندوستان اور دیگر ملکوں میں ہے۔ بلکہ انتظام خانہ داری عملی طور پر بتایا اور سکھایا

جاتا ہے۔ لڑکیوں کے ہر اسکول میں ایک چھوٹا سا مکمل مکان ہوتا ہے۔ جو لڑکیوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور تعلیم کے اوقات سے فرصت پا کر انکو بہ حیثیت منتظمہ کے اس مکان میں رہنا پڑتا ہے۔ مدرسہ کی ایک معلمہ اپنی نگرانی میں اسی طرح کام لیتی ہے۔ اور جو غلطیاں انتظام کے متعلق لڑکیوں سے واقع ہوتی ہیں ان کی اصلاح کرتی رہتی ہے۔ اس عملی تعلیم کے بہت سے حصے ہیں۔ مثلاً کھانا پکانا۔ مہمانوں کے لیے ضیافت کا انتظام کرنا۔ بیماروں کی تیمارداری۔ بچوں کی نگہداشت۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہر شعبے میں کیوں کو مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔ تاکہ اسکول کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کسی تعلیم کی محتاج نہ رہیں ؎

یہ طریقہ تعلیم اسقدر مفید اور کامیاب ثابت ہوا ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ ترک ایسی لڑکی سے شادی کرنا پسند نہیں کرتا جو اسی قسم کے کسی مدرسے میں تعلیم نہ پا چکی ہو۔ وہاں کی طرز تعلیم کے متعلق ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ کا خیال ہے کہ اس قسم کی تعلیم نے ترکی عورتوں میں بے جا آزادی اور بے باکی پیدا کر دی ہے۔ اور یہ خیال کسی حد تک درست بھی ہے۔ کیونکہ تعلیم کا یہ لازمی خاصہ ہے کہ انسان آزادی کی قدر و قیمت کو سمجھے جس طرح ہیں دوا ہر شخص پر یکساں اثر کرتی ہے۔ اسی طرح تعلیم بھی عورتوں میں وہی کیفیات پیدا کر دیتی ہے جو مردوں میں اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تعلیم یافتہ مرد بمقابلہ جاہل مردوں کے زیادہ آزاد خیال اور روشن دماغ ہوتے ہیں پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ تعلیم عورتوں میں وہ اثر پیدا نہ کرے جو مردوں میں کرتی ہے لیکن اس آزادی اور بیباکی کا اثر بجائے مفید ہونے کے مضر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ترکوں نے پردہ کے رسم و رواج کو قطعاً اڑا دیا ہے۔ انقلاب سے قبل ترکی خواتین اپنے معمولی لباس کے اوپر برقع و نقاب کے ساتھ باہر نکلتی تھیں۔ اب پردہ صرف اس قدر رہ گیا ہے کہ ایک بہت ہلکی سی نقاب چہرہ پر دکھائی دیتی ہے۔ برقع کا رواج جاتا رہا۔ طرز

جدید کے لباس نے نقاب کے استعمال کو بھی بیکار کر دیا ہے۔ اور اسکا استعمال محض رسمی اور فیشن کے طور پر کیا جاتا ہے نہ کہ اس لیئے کہ چہرہ ڈھکا رہے۔ اس نئے فیشن نے ترکی خواتین کی زندگی میں بھی نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ وہ اب نہایت آزادی کے ساتھ باغات و تفریح گاہوں میں جاتی ہیں۔ تھیٹر اور سینما میں عورتوں کے لیئے علیحدہ اور مخصوص درجے نہیں رکھے گئے۔ ان میں بلا تکلف مردوں کے ساتھ شریک ہوتی ہیں۔ صرف عورتوں کے لیئے بال روم (ناچ گھر) علیحدہ بنائے گئے ہیں۔ جہاں ان کو فن رقص کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ ترکی عورت کی زندگی یورپ اور ایشیائی تہذیب کے مجموعہ کا ایک مرقع ہے۔ جس میں یورپ کی تقلید کا رنگ صاف جھلکتا ہے۔ اور جو باتیں قدامت پسندی کی اب تک باقی ہیں وہ اس لیے باقی نہیں ہیں کہ ترکی خواتین ان کو اچھا خیال کرتی ہیں بلکہ اس لیے کہ ایک دم ترک کر دینا آسان نہیں ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ فرق بھی جاتا رہیگا۔ لیکن اب بھی یورپین ٹرکی کی خواتین اور ایشیائی ترکی کی مستورات میں ایک قابل تمیز فرق نظر آتا ہے ایشیائی ترکی کی عورتیں ویسی آزاد اور بے باک نہیں ہیں۔ جیسی یورپین ٹرکی کی۔ لیکن پردہ کا رواج ان میں بھی اتنا ہی کم ہو گیا ہے جتنا کہ یورپین ٹرکی میں۔ ترکی عورتیں ایسے مشاغل مثلاً۔ دفاتر تھیٹر و سینما کی ملازمت بھی اختیار کرتی جاتی ہیں۔ جن میں اب تک ایشیائی عورت نے قدم نہیں رکھا تھا۔ اسکا سبب ترکی کا نظام تعلیم نہیں بلکہ یورپ کی تقلید بیجا ہے۔ جہاں عورت کی زندگی کا معیار خود نمائی اور بالآخر خود فروشی ہے اور اس تقلید سے مسلمان عورت کی زندگی میں کوئی صورت فلاح اور ترقی کی نہیں ہو سکتی ہے اس میں شک نہیں کہ ترکی قوم ترقی کر رہی ہے۔ اور ترقی کے میدان میں ترکی عورتیں مردوں کے ساتھ ساتھ قدم بڑھا رہی ہیں لیکن انکی زندگی میں جو انقلاب خود ترکوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے اور ہوگا اسکا مضر اثر ترکی قوم کے سامنے کسی نہ کسی شکل میں آئیگا۔ اور اسوقت اسکی تلافی محال ہوگی۔

م۔ ب (راز جہانی)

جرمنی میں کپڑے کس طرح دُھلتے ہیں

یورپ میں ہر روز طرح طرح کی ایجادیں ہوتی ہیں تاکہ ہر قسم کے کام عمدگی اور آسانی سے ہوسکیں اور ساتھ ہی زیادہ ہوسکیں۔ ہر قوم دوسری قوم سے بڑھ جانے کے فکر میں ہے۔ نئی نئی کلیں اور مشینیں آئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہیں جو دس دس بیس بیس کیا سو سو اور ہزار ہزار آدمیوں سے زیادہ کام کرسکتی ہیں ادنیٰ مثال ریل کا انجن ہے جو اتنی ساری گاڑیوں کو ہزارہا میل کھینچے لئے چلا جاتا ہے اور پھر کسقدر جلدی! زندگی کے ہر شعبے میں مشینیں استعمال ہوتی ہیں کپڑا بننے کی مشینیں جوتے بنانے کی مشینیں، گہنے بنانے کی مشینیں، ہوا میں اڑنے کی مشینیں، آسمان کے تارے گننے کی مشینیں، یہ معلوم کرنے کی مشینیں کہ سورج کا وزن کتنا ہے ہزار ہا کوس پر باتیں کرنے کی مشینیں۔ غرض یہ کہ کوئی مد نہیں جس کے لیے مشینیں نہ ایجاد ہوتی ہوں۔ جہاں ہر قسم کی تجارتی، زراعتی، فوجی مشینیں ہیں وہاں گھر کے کام کاج کے لیے مشینوں کا نہ ہونا تعجب کی بات ہوتا۔ چنانچہ مکان صاف کرنے کی مشینیں، خاک چوسنے کی مشینیں، ہوا تازہ کرنے کی مشینیں، ملائی کی برف بنانے کی کلیں، قیمہ بنانے کی مشینیں، آلو چھیلنے کی مشینیں، پیاز کترنے کی مشینیں، مصالحہ پیسنے کی مشینیں۔ کپڑے دھونے کی مشینیں غرض گھر کے ہر کام کاج کو آسان بنانے کی مشینیں موجود ہیں +

میں اس مضمون میں جرمن گھروں میں کپڑے دھونے کے متعلق کچھ لکھونگا۔ جرمن عورتیں گھر میں بہت کام کرتی ہیں۔ نوکر ما مئیں یہاں یورپ میں بہت ہی امیر لوگوں میں ہوتی ہیں نوے فی صدی لوگ گھر میں کپڑے دھوتے ہیں۔ اور کپڑے دھونا گھر کے مشکل ترین کاموں میں سے ہے۔ پلنگ کی دو چار دریں ہی نچوڑنے سے آدمیوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ گھر بھر کے کپڑے دھونا کس قدر محنت کا کام ہے +

چنانچہ طرح طرح کی مشینیں کپڑے دھونے کی یہاں مستعمل ہیں اور نئی نئی ایجاد ہو رہی ہیں۔ میرے گھر میں بھی چھ سال سے مشین ہی سے کپڑے دھوتے جاتے ہیں۔ اور میری بیوی خود ہی دھوتی ہیں۔ باہر کی دھلائی انھیں پسند نہیں۔ باہر دُھلنے سے کپڑے کمزور ہو کر جلدی پھٹ جاتے ہیں اور ساتھ ہی خرچ بھی دگنا چوگنا ہوتا ہے +

جب سے مینے یہ کپڑے دھلنے کی مشین دیکھی ہے ہمیشہ یہ سوچتا ہوں کہ یہ ایک چیز ہے جو اگر ہمارے ہندوستانی گھروںمیں استعمال ہو تو کسقدر سہولت ہو جائے۔ دس دس پندرہ پندرہ دن اور برسات میں تو مہینہ ڈیڑھ مہینے دھوبی کے ہاں سے کپڑے آنیکا انتظار نہ کرنا پڑے اور نہ چھوا چھوٹ کی مارے تمام بٹن ٹوٹیں اور نہ اسقدر کپڑے پھٹیں۔ اور نہ یہ ڈر کہ دھوبی نے نہ معلوم کس بیمار کے کپڑوں کے ساتھ ہمارے کپڑے دھوئے ہیں۔ تین دن کے اندر کپڑے دُھل کر تیار۔

کچھ عرصہ ہوا میرے پرانے مہربان اور مشفق سید سجاد حیدر صاحب رجسٹرار علیگڈھ یونیورسٹی نے لندن سے ہندوستان کی واپسی پر غریب خانہ کو شرف بخشا اتفاق سے انکے دوران قیام میں میرے گھر میں کپڑے دُھلنے کا دن بھی آیا۔ مینے انکو مشین دکھائی۔ دیکھکر پھڑک گئے، کہنے لگے کہ یہ ایک مشین ضرور لیجاؤنگا یہ چیز ہے جسکا ہندوستان میں رواج دینا بہت مفید ثابت ہوگا۔ انکے خیالات نے میرے ارادہ کو کہ اسپر ایک مضمون لکھوں اور بھی قوی کر دیا مگر موقع نہ ہوا عرصہ گذر گیا۔ اب نیا سلسلہ پیدا ہوا ہے ارادہ ہے کہ وقتاً فوقتاً "عصمتی بہنوں" کے سامنے کچھ پیش کیا کروں۔ چنانچہ کپڑے دھونے کی مشین سے شروع کرتا ہوں

جرمنی گھروںمیں مختلف طرح سے کپڑے دھوئے جاتے ہیں تین چار روپے سے لیکر ساٹھ ستر روپے تک کی مشینیں مستعمل ہیں، مگر شفاخانوں، مدرسوں کے بورڈنگ ہاؤسوں، ہوٹلوں وغیرہ میں بجلی کی قوت سے کام کرنیوالی اور بڑی بڑی زیادہ قیمتی مشینیں بھی ہیں۔ میں اوس مشین کے متعلق مفصل لکھتا ہوں جو خود میرے گھر میں چھ سال سے مستعمل ہے اور جسکا خود مجکو ذاتی تجربہ ہے اور جسکو میں نے پانچ چھ سال کی جانچ پرتال اور نمائشوں اور دیگر گھرانوں میں دوسری مشینوں سے مقابلہ کرکے ابتک بہترین پایا ہے

اس مشین کا نام "سیجن فل ڈمف واش مشین" یعنی جرمن کی بھاپ بھری کپڑے دھونیکی کل جیسا کہ تصویر مثل سے معلوم ہوگا۔ اس مشین کے درصل صرف تین حصے ہیں ایک نیچے کا چوکور پتیلا دوسرا اسکے اندر رکھنے کا "ڈھولکا" اور تیسرا اٹھا ہوا ڈھکنا۔ اس مشین کیساتھ چولھا بھی خریدا جا سکتا ہے جس سے اور بھی سہولت ہوتی ہے گو میرے گھر میں اسکا خصوصی چولھا نہیں ہے کھانا پکانیکے چولھے پر ہی رکھدیجاتی ہے اسکے اصل چولھے کے استعمال سے ایندھن غالباً تہائی اور چوتھائی سے بھی کم صرف ہوگا کیونکہ گرمی ضائع نہیں ہونے پاتی۔ یورپ میں ایندھن مہنگا ہے لہٰذا یہاں اسکا بہت خیال کیا جاتا ہے۔ اس مشین کی خصوصیتیں یہ ہیں کہ علاوہ کپڑوں کو صاف کر دینے کے اسکے استعمال سے ہر قسم کی بیماری کے جراثیم مرجاتے ہیں اور کپڑوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہونچتا۔ اسکا چلانا بہت آسان ہے ایک بچہ بھی سہولت سے چلا سکتا ہے۔ کپڑے دھلنے کے بعد کپڑوں کا نچوڑنا ہے تو اسکے لیئے بھی یہاں مشینیں موجود ہیں گو میرے گھر میں نہیں۔ چھوٹی بڑی پانچ

5

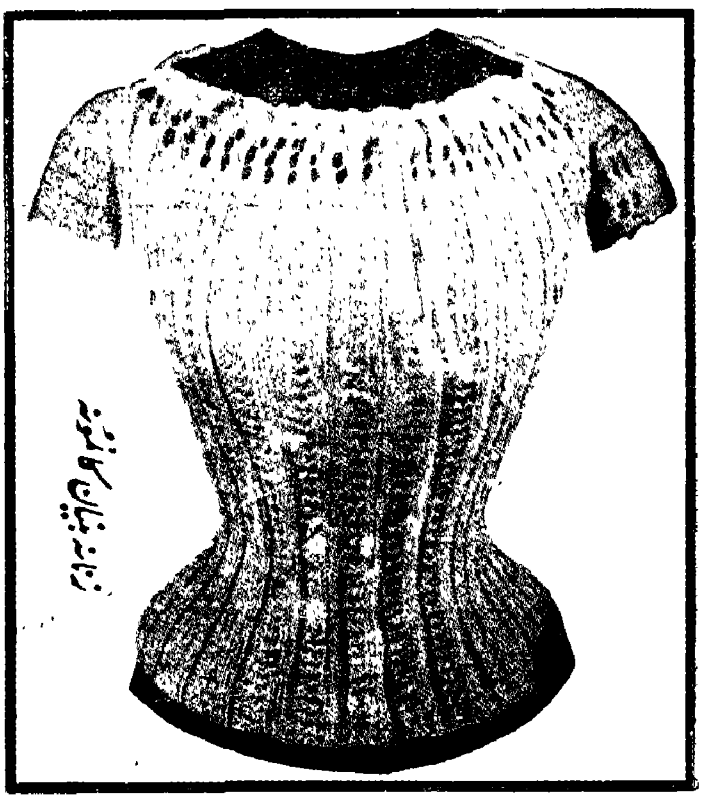


ڈھولک میں دوبارہ کپڑے ڈالے جارہے ہیں

6



کپڑے طیار ہوکر الماری میں چُنے جارہے ہیں



زنانہ بنیان کا نمونہ

THE ISMAT DELHI· JULY 1927
VOL.XXXIX NO. 1

1



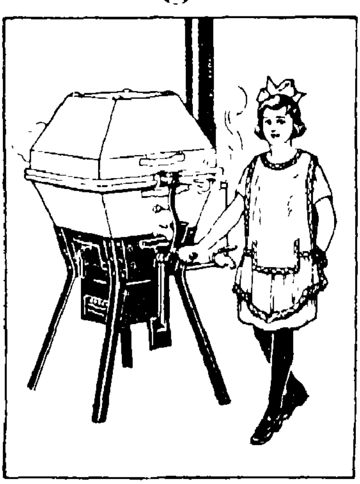
مشین کے پتیلے میں پانی ڈالا جارہا ہے

2



مشین کے ڈھولک میں بھگوئے ہوئے کپڑے ڈالے جارہے ہیں

3



چھوٹی سی لڑکی مشین کو چلارہی ہے پانی اُبلنے کے بعد

4



بیس منٹ مشین چلانے کے بعد ڈھولک میں سے
کپڑے نکالے جارہے ہیں

درجنکی مشینیں ہیں نمبر ۲ چار آدمیوں کے گھرانیکے لیے نمبر ۳ آٹھ آدمیوں کے گھرانیکے لیئے اور ساڑھے تین بڑے گھرانوں کیلیے، نمبر ۴ ہوٹلوں وغیرہ کیلئے اور ساڑھے چار اور بھی بڑے ہوٹلوں بورڈنگ ہاؤس وغیرہ کے لیے. نمبر ۳½ اور ۴ اور ۴½ بجلی کی قوت سے بھی استعمال کیجا سکتی ہیں. میرے گھر میں نمبر ۳ ہے جسمیں ایک دفعہ میں ۲۶ قمیضیں دھوئی جاسکتی ہیں۔

دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام میلے کپڑوں کو جمع کرکے ایک بڑے تشت، لگن یا اسی مشین کے ڈھکنے میں پانی میں تھوڑا سا سوڈا ڈالکر رات بھر بھیگنے دیا۔ دوسرے دن مشین کے پتیلے میں ایک خاص مقام تک پانی بھر دیا (تصویر) اور اس پانی میں معمولی صابن کتر کر (۰۰ ا گرام ڈھائی چھٹانک) اور تھوڑا سا سوڈا (ڈھائی چھٹانک ۰ ۵ ا گرام) ڈالدیا اور صابن اور سوڈے کو گھلا دیا۔ پھر مشین کے ڈھولک میں اتنے کپڑے بھرے جتنے کے ۲۴ قمیصیں ہوتی ہیں۔ کپڑوں کو دبانا نہیں چاہیئے بلکہ یونہیں ڈالدینا چاہیئے (تصویر) اس کے بعد ڈھولک کو بند کردیا اور پھر مشین کو ڈھکنے سے ڈھک دیا، جب پانی جوش کھانے لگے اور سوراخوں میں سے بھاپ نکلنے لگے تو مشین کے دستے کو پکڑ کر بیس منٹ تک ڈھولک کو چلانا چاہیئے (تصویر) اس طرح کہ دس دفعہ ایک طرف اور پھر دس دفعہ دوسری طرف یعنی ایک منٹ میں دس چکر ایک طرف اور دس چکر دوسری طرف جلدی جلدی نہیں اسطرح سے کپڑے برابر حرکت میں رہیں گے اور اوپر نیچے ہوتے رہینگے. کپڑوں کی صفائی بھاپ سے ہوگی۔ آگ برابر تیز رہنی چاہیئے تاکہ پانی اُبلتا رہے۔ ہر مشین کے ساتھ اوس کے متعلق پوری ہدایت ہوتی ہے ٭

بیس منٹ کے بعد ڈھکنا ہٹانا چاہیئے اور ڈھولک کھولکر کپڑوں کو ایک لکڑی سے ڈھکنے میں ڈالنا چاہیئے (تصویر) اور پہلے گرم پانی میں کھنگالنا چاہیئے اور پھر دوبارہ ٹھنڈے پانی میں (تصویر) پھر دوسرا گھان اور اگر بہت زیادہ کپڑے ہوں تو تیسرا چوتھا اور پانچواں گھان بھی اگر کپڑے بہت ہی میلے ہوں تو ہر گھان دو دفعہ ڈھولک میں ڈالنا چاہیئے۔ استعمال کے بعد مشین صاف کرکے فوراً رکھدینی چاہیئے۔ کپڑوں کو کھنگال کر نچوڑنا چاہیئے اور نچوڑ کر الگنی پر سکھانا چاہیئے۔ لیجیئے کپڑے تیار ہوگئے۔ سوکھنے کے بعد کپڑوں کو ہموار دبانے کی بھی مشین ہوتی ہے ان میں دو بیلوں کے درمیان میں ہوکر کپڑے گذرتے ہیں اور نہایت ہموار ہوجاتے ہیں گویا نیم استری ہوجاتی ہے اصل میں ایک دن میں کپڑے دُھلتے ہیں رات کو سوکھتے ہیں اور دوسرے دن تیار ہوکر الماری میں پہونچ جاتے ہیں (تصویر) اس طرح گھر والی کا سب سے مشکل کام ختم ہوجاتا اور پھر مہینہ بھر کی چھٹی ٭

محمد عبد الستار خیری از جرمنی

اندر پہننے کا زنانہ بنیان

(سلائیوں سے)

چیزیں مطلوبہ فیری ۴ پلائی ویسٹ وول Fairy 4 ply vest wool ۴ لچھیاں (پینیلوپ پرل وول Penelope pearl wool) نصف گرہ۔ چار عدد بڑی کی سلائیاں نمبر (7, S) ایک کروشیا۔ ڈیڑھ گز چھوٹا سا چوڑا (تقریباً چوتھائی انچ چوڑا) فیتہ

ترکیب۔ چار تار کا اون (فیری ۴ پلائی ویسٹ وول) لو اور اس سے ۲، خانے سلائی پر ڈالو +

پہلی قطار * چار خانے سیدھے۔ دو خانے اُلٹے * اسی طرح بنتے ہوئے قطار ختم کرو۔ اس قطار کی مانند ۹۹ قطاریں اور بن لیں اور پھر یہ اون توڑ کر عمدہ قسم کی اون (پینی لوپ پرل وول) جوڑیں۔ **۱۰۱ ویں قطار** * دو خانے اکٹھے سیدھے۔ ایک خانہ بڑھاؤ *۔ (الٹا خانہ بننے کی طرح اون کو سامنے کی طرف لا کر خانہ بڑھایا جائے) اس طرح تمام قطار بُن لو۔ ہاں آخری دو خانے اکٹھے بننے کے بعد خانہ نہیں بڑھایا جائیگا۔ **۱۰۲ ویں قطار**۔ پہلے خانہ کو دو دفعہ بنکر ایک خانہ بڑھالو۔ (یعنی ایک دفعہ خانہ بنکر بائیں ہاتھ کی سلائی سے خانہ گرانے کے بجائے اس خانے کو دوبارہ پچھلے تار میں سلائی ڈالکر سیدھا بُن لیا جائے) باقی قطار سیدھی بنو۔ قطار ختم ہونے پر حسب سابق قطار میں ۲، خانے ہونے چاہئیں۔ **۱۰۳ ویں قطار**۔ ۱۰۱ ویں قطار کی اور ۱۰۴ **ویں قطار**۔ ۱۰۲ ویں قطار کی مانند بنو اور پھر بہت کھلا کھلا بنتے ہوئے خانے بند کر دو +

بعد ازاں دوسرے حصے کیلئے ۲، خانے سلائی پر ڈالو اور اس حصے کو بھی بالکل پہلے حصے کیطرح بُن لو۔ اب ان دونوں حصوں کو آپس میں جوڑ کر اندر کی یعنی الٹی جانب سوئی کیساتھ اونی دھاگے سے سی لیں۔ مگر اوپر کی طرف ہر دو جانب ۲۱-۲۶ قطاروں جتنی جگہ آستینوں کے لگانے کیلئے بغیر سیئے چھوڑ دیں۔

آستین۔ چار تار کے اون سے ۱۸ خانے سلائی پر ڈالو۔ **پہلی قطار** * چار خانے سیدھے۔ دو خانے اُلٹے * اسی طریق سے بنتے ہوئے قطار ختم کریں۔ اس قطار کی مانند

۵۳ قطاریں اور بنکر اون توڑ لیں اور ایسے ہی دوسری آستین بھی بُن لیں اور پھر انہیں سی لیں ہاں آستین کو اس طرح سیا جائے کہ پہلے یعنی ۸ اخانوں والے اس کنارے کو جس سے آستین شروع کی تھی۔ دوسرے اس ۸ اخانوں والے کنارے کے ساتھ (جس کے خانے بند کیے گئے تھے) دھاری سے دھاری ملا کر اونی دھاگے سے سی لیں۔ اس کے بعد آستینوں کو بنیان میں لگا دیا جائے۔ اس طرح پر کہ آستین کو ناپ کر ٹھیک آستین کا آدھا حصہ بنیان کے ایک طرف کے حصے سے سی دیا جائے اور دوسرا نصف دوسری طرف کے حصے کیساتھ اس طرح پہلو کی سیون کے ساتھ آستین مل جائیگی۔ اور کندھے پر بنیان کے سامنے اور پشت کے حصے بھی آپس میں مل جیسے جائیں گے۔ دوسری آستین بھی اسی طرح دوسری طرف سی دیں اور پھر عُمدہ قسم کے اون سے دونوں آستین اور گردن کی جگہ کے گرد کروشیا کا کنارہ بُن لیں +

کنارہ۔ پہلی قطار۔ آستین کے کسی ایک خانہ کے ساتھ اون جوڑیں۔ تین چین چار ٹریبل پہلے خانے میں * چار ٹریبل نیچے کا ایک خانہ چھوڑ کر دوسرے خانہ میں * ہر دو نشانوں کے درمیانی طریقہ سے بنتے ہوئے قطار ختم کریں۔ پھر قطار کے شروع میں جو تین چین بنے گئے تھے ان میں سے تیسرے چین پر سلپ سٹیچ بنکر قطار جوڑ دیں +

دوسری قطار * گذشتہ قطار میں جو چار ٹریبل بنے گئے تھے ان چار ٹریبل کی درمیانی جگہ پر ایک ڈبل کروشیا۔ تین چین بنکر پھر اسی جگہ پر ڈبل کروشیا تین چین * دونوں نشانوں کے درمیانی طریق سے تمام قطار بن لیں اور پھر آخر میں اس قطار کے شروع کے ڈبل کروشیا پر ایک سلپ سٹیچ بنکر قطار جوڑ دیں اور اون توڑ لیں +

جب دوسری آستین کے گرد بھی کنارہ بُن چکو۔ تو پھر ایسا ہی کنارہ بنیان کے اوپر یعنی گردن والے حصے کے گرداگرد بھی بنو صرف فرق یہ ہے کہ آستین میں تو پہلی قطار میں نیچے کا ایک خانہ چھوڑ کر دوسرے خانے میں چار ٹریبل بنے گئے تھے۔ مگر گردن کے حصے میں دو خانے چھوڑ کر تیسرے خانے میں چار ٹریبل بنے جائیں۔ اس کے بعد گردن کے کروشیا کی پہلی قطار والے چھیدوں میں فیتہ پرو کر سامنے کی طرف باندھ دو۔ جیسا کہ تصویر سے ظاہر ہوتا ہے

لطیف بیگم

سیر بین

اندھیرے میں دیکھنے کا آلہ۔ ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے جسکی مدد سے اندھیرے میں آدمی دیکھ سکے گا۔ لڑائی میں اس سے بڑی مدد ملے گی۔ دشمن اندھیرے کا فائدہ نہ اُٹھا سکے گا۔ ہوائی جہاز رات کی حرکات وسکنات اندھیرے میں زمین سے دیکھی جا سکیں گی اس آلہ کی کرنیں دھند کے اور کہر میں خوب کام کرتی ہیں۔ سمندر میں جب کہر سے کچھ دکھائی نہیں دیتا اسوقت اسکی مدد سے سب کچھ نظر آ سکے گا۔ بڑے بڑے برف کے تودے جو اس دھند کے میں آ کے جہازوں سے ٹکرا جاتے ہیں دُور سے نظر آ جایا کرینگے۔ رات کو جن جانوروں کو نظر آتا ہے انکی عادات وخصائل کا مطالعہ اس خوبی سے ہو سکے گا کہ جانوروں کو ذرا بھی کھٹکا نہ ہوگا کہ اُنکو کوئی دیکھ رہا ہے ۔

بونوں کی کمپنی۔ بمبئی میں ایک کمپنی آئی تھی جس میں بونے ہی بونے ہیں۔ یہ تعداد میں بیس ہیں اور دُنیا بھر کے چھوٹے سے چھوٹے قد کے بونے اس میں لیے گئے ہیں یہ گاتے بجاتے نٹ بازی کُشتی کرتے۔ ناچتے ہنسلتے اور کھیل کرتب کے طرح طرح کے تماشے دکھاتے ہیں۔ سارے یورپ میں سے چھانٹ چھانٹ کے یہ بونے اکٹھے کیے گئے ہیں اور ان کے تماشوں نے پیرس جرمنی اور لندن کو محو حیرت بنا رکھا ہے ان میں ۱۹ برس سے ۴۰ برس تک کے بونے شامل ہیں اور قد میں صرف ایک ۳۲ انچ سے کچھ ہی نکلتا ہوا ہے۔ ان میں مرد بھی ہے اور عورتیں بھی۔ ۸ برس ہوئے جب یہ کمپنی بنی تھی یہ بونے معمولی انسانوں کی طرح رہتے سہتے ہیں اپنے قد و قامت کے مطابق انکی خوراک ہے۔ ہماری ہی جیسی عادتیں ہیں۔ ان میں سے بعض تمباکو اور شراب بھی پیتے ہیں۔ انکے درزی اور موچی بھی ساتھ ہیں ۔

انگریزوں کی وہم پرستی۔ انگریز بھی توہمات میں ہندوؤں سے کچھ کم نہیں ہیں بہت سے توہمات ہیں جن کے لیے ایک جداگانہ مضمون چاہیئے منجملہ انکے ایک وہم پرستی

پھولوں کے متعلق ان میں پہلی ہوئی ہے۔ بعض پھول مبارک سمجھے جاتے ہیں اور بعض منحوس۔ مثلاً مئی کے مہینے کے کھلے ہوئے پھول گھروں میں لائے جانے نہایت منحوس سمجھے جاتے ہیں برعکس اس کے بہار کے موسم میں جھاڑیوں اور خاردار پودوں کے پھول مبارک سمجھے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی کچھ اسی قسم کے خیالات ہیں۔ لیکن ان میں کچھ عقلمندی معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً ایک کانٹے دار گول پھل ہوتا ہے جسے چک موہلی کہتے ہیں اور جو پھوڑے پھنسیوں پر لگایا جاتا ہے اسکو گھروں میں رکھنا اچھا نہیں سمجھتے لیکن اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کانٹے ہاتھوں میں نہ لگ جائیں۔ بعض پھلوں کے کانٹوں میں زہر ہوتا ہے۔

دریائی آدمی۔ سمندروں میں بھی زمین کی طرح عجیب عجیب مخلوق رہتی ہے۔ دریائی آدمی بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ جنکو مردماہی اور نارماہی کہا جا سکتا ہے۔ مردماہی ذرا کم نظر آتا ہے کیونکہ گھبراتا بہت ہے۔ اسکی مادہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہے اور ایک وقت میں ایک ہی بچہ ہوتا ہے۔ مادہ اپنے بچہ کو گلپھڑوں کے نیچے اٹھائے اٹھائے لیئے پھرتی ہے۔ انکے چہروں پر بالکل انسانی جھلک پائی جاتی ہے انکی خوراک سمندر کے اندر کی سبزی ہے جسے بحری گھاس کہا جاتا ہے۔ ان کا طول ۸ اور ۲۰ فٹ کے درمیان ہوتا ہے اس قسم کی ایک مچھلی چند ماہ ہوئے جزیرہ زیلفنیہ سے پرے پکڑی گئی تھی ؞

سمندری عورت۔ حال ہی میں ایک نارماہی (بنت البحر) پکڑی گئی۔ اسکی ناک حبشیوں کی طرح چپٹی تھی۔ اس کے نہ زبان تھی نہ دانت۔ سر پر بالوں کے گچھے تھے۔ سینہ اور آنکھیں بالکل انسانی تھیں۔ ٹھوڑی بھاری اور بڑی تھی۔ بازو پھیلے ہوئے چپٹے تھے انگلیوں میں جھلی تھی اور ٹانگوں کی بجائے اس کے ایک لمبی چوڑی دم تھی۔ گیارہ فٹ لمبی اور دس من بھاری تھی اسکی کھال موٹی اور بھوری تھی اور نیچے کا حصہ سُرخ رنگ کا تھا اس کے باطنی اعضا انسانی تھے۔ اور خون انسان کی طرح گرم تھا۔ جب اُسے پکڑا تو وہ عورتوں کی طرح چیخ چیخ کے روئی اور تین گھنٹے کے بعد مرگئی ؞

سمندر کے نیچے خدا جانے اور کیسی کیسی دُنیا آباد ہے۔ سمندر کبھی کبھی اس قسم کی مخلوقات ہم لوگوں کو عاجز کرنے کے لیئے باہر پھینک دیا کرتا ہے تاکہ ہم یہ نہ سمجھیں کہ ہم ہی ہیں۔ بعض سمندری جانور بڑے بڑے عاقلانہ اور کارآمد کام کرتے ہیں۔ بحری شیر لڑائی کے زمانہ میں

آبدوز کشتیوں کا پتہ لگانے کے لیئے استعمال کیے گئے تھے۔ انکو لندن کے غسلخانے کے بڑے بڑے تالابوں میں سدھایا گیا تھا۔ انکی حس اسقدر تیز تھی کہ وہ میلوں پرے سے آنیوالی کشتی کی تھرتھراہٹ کو محسوس کر کے سمندر کی گہرائیوں سے نکل کے بھونکنے لگتے تھے اور وزارت بحری کو آبدوز کے آنے کا علم ہو جاتا تھا۔

نگمی قوم کے حالات ۔ جزائر غرب الہند کی ولندیزی حکومت نے ڈاکٹروں پیمائش کنندوں اور افسران وغیرہ کی ایک مہم نیو گانامیں تحقیق و تجسس کرنے کے لیئے بھیجی تھی۔ وہ واپس آگئی ہے۔ ان سے حالات معلوم ہوئے کہ پہلے انہیں ایسے علاقہ میں سے گزرنا پڑا جہاں کے آدمی لمبے تڑنگے سرکش لڑاکا بے اعتبار اور بے ایمان ہیں۔ یہ لوگ بیپوا والے کہلاتے ہیں۔ اس علاقہ سے آگے پہاڑی ملک آتا ہے اس میں ایک چھوٹی نہایت نسل آباد ہے جو نگمی کہلاتی ہے۔ یہ بیپوا والوں کے مقابلہ میں نہایت مہمان نواز اور یار دوست ہیں۔ ہماری صورت دیکھتے ہی انکے بڑے بوڑھے دوڑے گئے اور ہماری ضیافت کے لیے ایک سور کاٹ ڈالا اور بعد میں روزانہ آلو اور طرح طرح کی ترکاریوں سے ہماری دعوت کرتے رہے۔

ان محققوں کی رائے ہے کہ یہ نگمی قوم اس جزیرہ کی اصلی باشندہ ہے۔ ان میں کسی قسم کی کوئی تنظیمی حکومت قائم نہیں۔ ہر گاؤں کا سردار اسکا نمبردار یا اس کے بڑے بوڑھے ہیں۔ نگمی کا اوسط قد ۴ فٹ دو انچ ہے اور رنگ بالکل کالا ہے۔ اونکے جسم مضبوط گٹھے ہوئے ہیں اور خوش مزاج ہیں۔ گھٹنوں تک کی صرف ایک لنگوٹی باندھتے ہیں اور گلے میں تعویذوں کا ہار رہتا ہے اور بعض آدمیوں کے سروں پر بالوں کے موٹے موٹے جھنڈ ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی مذہب نہیں معلوم ہوتا کیونکہ کوئی مندر وغیرہ نظر نہیں آیا۔ البتہ دریاؤں درختوں اور پہاڑوں کے بھوت پریتوں پر ان کا بڑا اعتقاد ہے اور تعویذوں اور گاؤں کے بڑے بوڑھوں کی رائے کو خوب مانتے ہیں۔ تمباکو کاشت کرکے پینے کے شائق ہیں انکے اوزار مثلاً کلہاڑی ہتھوڑہ وغیرہ پتھر کے ہیں۔ شادی سے پہلے دولہا کو بہادری کا امتحان دینا پڑتا ہے۔ وہ کھڑا ہو جاتا ہے اور دو تیر انداز اسپر تیر چلاتے ہیں۔ وہ داؤ پیچ سے بچ کے انہی چلے ہوئے تیروں سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ دلیری کا زبردست امتحان سمجھا جاتا ہے۔

بیوی کو طلاق دیتے وقت کلمہ کی انگلی کا پورا پتھر کی کلہاڑی سے کاٹ دیا جاتا ہے۔

دوسری طلاق پر دوسری انگلی کا پورا۔ ایسی عورتیں بھی نظر آئیں جنکی تین تین چار چار انگلیوں کے پورے کٹے ہوئے تھے کثرت ازدواج کا ان میں رواج ہے اور بیوی کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ اُنکے اخلاق اچھے ہیں۔ جھونپڑے صاف ستھرے ہیں اور بچے خوب پرورش یافتہ اور تندرست ہیں +

انکی کوئی تحریری یا مقررہ زبان نہیں۔ اس لیے اس مہم کو سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی لیکن اس مہم نے مختلف طریقوں سے ان کی زبان سیکھ کے ایک لغت طیار کرلی ہے بعض بگمیوں نے اس کی طیاری میں بڑی دلچسپی لی اور بتایا کہ کن کن الفاظ کے مختلف معنی ہیں +

خرید و فروخت میں چیزیں بدل لی جاتی ہیں اور کوڑیاں چلتی ہیں۔ سب گھی نباتات پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور اِکا دُکا جنگلی سور کھاتا ہے۔ آلو کیلا لیموں وغیرہ کاشت کرتے ہیں اور مردم خوری نہیں کرتے +

ایک تارے کا ٹوٹنا۔ ۲۷ فروری کو ایک تارا ٹوٹا۔ ہمارے ملک کی تو خبر نہیں۔ انگلستان میں اس کی خوب روشنی ہوئی۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ ایک شخص بائیکل پر سوار جا رہا تھا کہ اسے خوفناک سیٹی کی آواز سنائی دی۔ فوراً ہی اسکی آنکھوں کے آگے نیلگوں سبز روشنی ظاہر ہوئی اور آواز کانوں کے پردے پھاڑنے لگی۔ ناریل (گولے) کے برابر آگ کی ایک گیند اس کے سامنے سات گز کے فاصلہ پر زمین پر آ کے پڑی۔ زمین پر اسکی سفید راکھ چاروں طرف بکھر گئی۔ یہ شخص بائیکل سے اتر پڑا اور چلتے وقت یہ راکھ اس کے جوتوں کے تلوؤں اور بائیکل کے پہیوں کے ربڑ میں لگ گئی۔ تعجب بات یہ بتائی جاتی ہے کہ اب تک جتنے ٹوٹے ہوئے تارے زمین پر گرے ہیں ان سے کوئی آدمی نہیں مرا +

امریکہ کے لکھ پتی امریکہ کے محکمہ خزانہ جات نے جو اعداد و شمار شائع کیے ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۳۵ء میں ۲۰۰ لکھ پتیوں نے انکم ٹیکس ادا کیا گویا ایک سال کے عرصہ میں ۱۳۲ لکھ پتیوں کا اضافہ ہوا۔ سات آدمیوں کی سالانہ آمدنی فی کس پچاس لاکھ ڈالر ہے۔ ایک ڈالر تین روپیہ دو آنے کے برابر ہوتا ہے +

محمد ظفر

بزمِ عصمت

میں اُن تمام بہنوں کا جو سالگرہ کی مبارکباد کے خطوط بھیج رہی ہیں شکرگذار تو ضرور ہوں لیکن عصمت کو اسوقت خالی خولی خطوط کی نسبت خریداروں کی تعداد میں اضافہ ہونے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ عصمت کا یہ پرچہ گو تین ہزار چھپ رہا ہے لیکن اشاعت ڈھائی ہزار سے زیادہ نہیں ہے اور گو پچھلے انیس سال میں عصمت کی کبھی اتنی اشاعت نہیں ہوئی اور اسوقت بھی للعہ چندہ کے اُردو کے ایک دو ہی ماہوار ادبی رسائل کی اشاعت عصمت سے زیادہ ہوگی لیکن عصمت جن اصولوں پر اسوقت شایع کیا جا رہا ہے انکے مقابلہ میں ڈھائی ہزار اشاعت بہت کم ہے۔ میں ابھی بعض دفعہ عصمت کو پندرہ روزہ کرنے یا تقطیع بدل کر ضخامت بڑھانے اور ہر اشاعت میں کئی تصویریں شایع کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں لیکن جب تک عصمتی بہنیں اشاعت پر پوری توجہ نہ فرمائیں اور اشاعت میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو جائے اس جولائی نمبر جیسا پرچہ ہر ماہ شایع کرنا ناممکن سا ہے اس لیے میں توقع کر سکتا ہوں کہ تمام بہنیں جو حقیقتاً عصمت کی سالگرہ کو مبارکباد کا مستحق سمجھتی ہیں کچھ نہ کچھ تحفہ بھی مبارکباد کے ساتھ عصمت کو عطا فرما کر سچی ہمدردی کا ثبوت دینگی۔ اور عصمت کو سوائے نئے خریدار دینے یا اپنی طرف سے غریب و نادار اور کم استطاعت بیبیوں کے نام رسالہ جاری کرانے کے اور کسی تحفہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایڈیٹر

لاہور سے رضیہ سلطان صاحبہ بنت خان سلطان احمد صاحب عہ روپیہ بھیجکر عصمتی بہنوں کے سامنے ایک قابل تقلید مثال پیش کرتی ہیں۔ یہ رقم انہوں نے اپنی والدہ صاحبہ کی صحت یابی کی خوشی میں بھیجکر تحریر فرمایا ہے کہ نادار اور غریب مستورات کے لیئے رسالہ جاری کر دیا جائے۔ ہم اپنی بہن کی اس عنایت کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے اعلان کرتے ہیں ۲۵ کم استطاعت بیبیوں کے نام نصف چندہ یعنی (محصولڈاک کے ۲ کے علاوہ) صرف عا میں رضیہ سلطان صاحبہ کی طرف سے رسالہ جاری کیا جائے گا۔ درخواستیں جلد آجانی چاہئیں۔ منیجر

عزیزہ نورچشمی ایس کے۔ صغرا بیگم سبزواریہ کی شادی سید صفدر حسن رضوی بی۔ اے کے ساتھ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء کو بفضلہ حق تعالیٰ ہوگئی۔ آپ اور سب بہنوں سے استدعا ہے کہ دونو دولہا دولہن کے حق میں دُعا فرماویں کہ دونو کی عیش و آرام سے آیندہ زندگی بسر ہو۔ اس خوشی میں ساڑھے آٹھ روپیہ روانہ کرتی ہوں مہربانی فرما کر غریب بہنوں کے نام رسالہ جاری کر دیجئے گا۔ ممنون و مشکور ہونگی

والدہ ایس۔ کے۔ صغرا بیگم سبزواریہ کلکتہ۔

مجھے عصمت سے جتنی محبت ہے احاطہ تحریر سے باہر ہے مگر مجبوری یہ ہے کہ ہم ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتے ہیں جہاں تعلیم کا ایسا چرچا نہیں تاہم دو خریدار پیارے عصمت کو دیتی ہوں قبول فرمایئے۔　　خواہر اوسط محمد مسیح الزماں دھولیہ ضلع ایٹہ۔

مئی کے عصمت میں جناب اڈیٹر صاحب کا مضمون پیارے رسالہ عصمت کے متعلق پڑھ کر اپنی قوم کی کمی احساس اور لاپرواہی کا بہت صدمہ ہوا۔ پانچ بہنوں کے نام لکھتی ہوں انکے پتوں پر ایک سال کے لیے رسالہ جاری کر دیجئے۔ میں اب عصمت کی اشاعت کی برابر کوشش کرتی رہونگی۔ رابعہ خاتون صدر بازار لکھنؤ۔

انور منزل نئی کوٹھی کی بُنیاد جناب والد صاحب نے ڈلوائی ہے اس خوشی میں دو خریدار پیارے عصمت کو دیتی ہوں انشاء اللہ آیندہ مہینہ میں بھی دو ایک خریدار دونگی۔

صدیق النسا بیگم فیض آباد

عصمت کی سالگرہ آپ کو اور تمام بہنوں کو مُبارک ہو۔ اس خوشی میں ایک حقیر تحفہ تین خریدار میں بھی پیش کرتی ہوں۔　　عابدہ اسمٰعیل امرتسر

عصمت کی سالگرہ کی خوشی میں چار خریدار میری طرف سے بھی قبُول فرمایئے۔

شیخ منیر احمد دہلوی کورو ٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

تبادلہ خیالات

(۱) نئی فیشن کی بیبیاں آجکل کس طرح ساڑی باندھتی ہیں؟

(۲) ساڑی کے ساتھ قمیص پہنی جاتی ہے یا بلادس یا جمپر اُن کی تراش کیسی ہونی چاہیے۔

(۳) فیشن ایبل بیبیاں چار سال سے دس سال تک کے لڑکوں کو کیا لباس پہناتی ہیں؟ قمیص کوٹ ہاف کوٹ؟ (۴) نیز دو سال سے آٹھ سال کی لڑکی کا لباس کس طرح کا پسند کرتی

ہیں۔ فراک۔ چڈی۔ پیٹی کوٹ؟ نیز انکے بال کیونکر بنائے جاتے ہیں؟ (۵) کاشغری سفیدہ کیسا ہوتا ہے اور کہاں ملتا ہے؟ (۶) بہن نذر سجاد حیدر صاحبہ سے عرض ہے کہ انکے دو قصے مغرور امیرزادی اور اس نے کیا کیا کیا۔ نا تمام کیوں رہ گئے؟ انھیں پورا کر دیجیے یا کتابی صورت میں شایع کرا دیجیے (۷) محترمہ بہن مسز خدیو جنگ صاحبہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنا مشہور فسانہ بیاری تیمارداری کو تمام کر کے رسالہ میں کتاب کی صورت میں شایع کرا دیں (۸) حور صحرائی ختم ہو گیا یا نہیں (۹) محترمہ خاتون اکرم کا عصمت سے کیا تعلق تھا؟ (۱۰) مسٹر و مسز اکرام آجکل کہاں ہیں (۱۱) آپ اپنے لڑکے لڑکیوں اور مسز راشد الخیری صاحبہ کے حالات سے مطلع کریں۔ عصمتی بہنوں کو تھوڑی بہت واقفیت ضرور ہونی چاہیے۔

مسز عبد القیوم سٹیلمنٹ افسر از بستر

اس پرچہ میں بالکل جگہ نہ ہونے کی وجہ سے آخری چار سوالوں کا جواب ہم آیندہ ماہ کے پرچہ میں دینگے۔ پہلے پانچ سوالوں کے جوابات عصمتی بہنیں لکھ کر ممنون کریں۔ ایڈیٹر

لڑکے کی شادی کے وقت لڑکی میں کیا کیا باتیں دیکھنی چاہئیں؟ لڑکی نہایت خوبصورت لیکن زیادہ پڑھی لکھی نہ ہو تو کیا شادی کر دینی چاہیے جبکہ لڑکا گریجویٹ اور بہت فیشن ایبل ہو؟

امتہ الفاطمہ آگرہ

معمے

معموں کے جوابات کے ساتھ ۴ر کے ڈاکخانہ کے ٹکٹ بھیجنے کی جو تجویز مئی کے رسالہ میں بلقیس جہاں صاحبہ جونپور نے کی تھی اس کی تائید میں بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں اس لیے اس مہینہ سے صرف انھیں بہنوں کے صحیح جوابات قرعہ میں شامل اور پھر ان کے نام رسالہ میں درج ہونگے جو نمبر خریداری لکھنے کے علاوہ ۴ر کے ٹکٹ بھی بھیجیں گی۔ جس جواب پر نمبر خریداری درج ہوگا اس کے ساتھ ۴ر کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔ جو حضرات عصمت کے خریدار نہیں ہیں ۶ر کے ٹکٹ بھیجکر اب وہ بھی اپنا جواب قرعہ میں شامل کرا سکینگے اور ان کا نام بھی رسالہ میں درج ہو سکے گا۔

پچھلے مہینہ کے معمے عام طور پر پسند کیے گئے۔ بعض بیبیوں نے اس طرز کے اور معمے بھی بھیجے ہیں لیکن سوائے ہمشیرہ احمد مبین صاحبہ کے معمہ کے جو آیندہ ماہ شایع ہوگا سب معمے بہت مشکل ہیں۔ **پچھلے مہینہ کے معمہ کا نتیجہ یہ ہے:-**

معمہ کا صحیح حل

ز	ا	ر			ر	ا	ت
ر		ع		ر	ا	ز	م
	م	د	آ		ی	ا	د
م	آ		ھ	ر		ل	ن
	ص			ت	ا	ھ	
م	ص	آ			ک		د
ل		س		ن	ل	ا	م

قرعہ ان بیبیوں کے نام نکلا ہے

۱۔ صدیق النسا فیض آباد

۲۔ رابعہ خانم صدر بازار لکھنؤ

۳۔ اہلیہ سید مظہر الدین صاحب چاندہ

ان بہنوں کو انعامات بھیجدیے گئے ہیں صحیح جوابات لکھنے والی باقی بیبیوں کے نام اس مہینے بس جگہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھے گئے آئندہ مہینے چھپ جائیں گے

اس مہینہ کا معمہ

۹	۸	۷		۶	۵	۴	۳	۲	۱
	۱۵		۱۴	۱۳	۱۲	۱۱			۱۰
	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰		۱۹	۱۸	۱۷	۱۶
۳۰			۲۹	۲۸		۲۷	۲۶	۲۵	۲۴
۳۸		۳۷	۳۶	۳۵	۳۴		۳۳	۳۲	۳۱
۴۵	۴۴	۴۳	۴۲		۴۱	۴۰	۳۹		
	۵۱		۵۰	۴۹	۴۸			۴۷	۴۶
۵۸	۵۷	۵۶				۵۵	۵۴	۵۳	۵۲
۶۵			۶۴	۶۳	۶۲	۶۱		۶۰	۵۹
۷۲	۷۱				۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶

دائیں سے بائیں

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ موجودات دنیا

۷، ۸، ۹ جنگ

۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، خبردار

۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، گھٹانا، اختلاط

۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، مغز انسان

۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ کثرت صحبت کیلئے حرکت حرف نما یعنی ہنسے

۳۱، ۳۲، ۳۳، چادر (فارسی لفظ ہے)

۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، سفید (چوتھا حرف ہے)

۳۹، ۴۰، ۴۱، سلطنتیں (آخری حرف گرا)

۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵ رخصت کرنا

۴۶، ۴۷ رات

۴۸، ۴۹، ۵۰ والدہ

۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، اردو کے ایک نامور مصنف کا نام

۵۶، ۵۷، ۵۸، خدا کی راہ میں مال دینا ۵۹، ۶۰ شوہر

۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴ ہندوستان کے ایک زنانہ رسالہ کے ایڈیٹر کے نام کا پہلا لفظ،

۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰ شمال ۷۱، ۷۲ جناب، جسم کا ایک حصہ،

اوپر سے نیچے

۹، ۱۰، ۱۶، ۲۴، ۳۱، نحیف، کم طاقت،

۴۶، ۵۲، ۵۹، ۶۶، بنایا ہوا میٹھا پانی،

۱۷، ۲۵، ۳۲، وظیفہ پڑھنا۔ ۴۷، ۵۳، ۶۰، ۶۷ سینہ

۱۸، ۲۶، ۳۳، ۳۹ Free ۴، ۱۱، ۱۹، ۲۷، فریاد کرلیا (عدالت میں) ۵۵، ۶۰، ۶۹ پلنگ و فرش کا کپڑا ۱۲۵ آتش

۳۴، ۴۱، ۴۸، رنج و غم، ۶۲ ہائے افسوس۔ ۶، ۱۳، ۲۰، ۲۸، ۳۵ اصل لفظ تادیب یعنی ادب کی تعلیم دینا

۱۴، ۲۱، ۲۹، ۳۶، ۴۲، ۵۰ مبارک۔ ایک بادشاہ کا نام جس کا مقبرہ دلی میں ہے ۳۰، ۳۸، ۴۳ ہستی، ۸، ۱۵، ۲۳ کرا

۴۲، ۵۱، ۵۷، مشکل ۳۰، ۳۸، ۴۵ پرہیزگاری، ۵۸، ۶۵، ۷۲ ایک انگریزی ہندسہ

مرسلہ **خواجہ نظام الدین**

اس معمہ کا جواب مطبوعہ فارم کی خانہ پری کرکے اور ۲ کے ٹکٹ لگاکے ۲۰ جولائی تک بھیج دینا چاہیے۔ صحیح جواب لکھنے والوں کو چار چار روپیوں کی کتابوں کے تین انعام بذریعہ قرعہ دئے جائیں گے باقی نام شائع ہونگے

تربیت گاہ بنات دہلی

دلی شکریہ کے مستحق ہیں وہ بہن اور بھائی جنہوں نے یتیم و نادار بچیوں کی عید منوائی خدائے بہتر و برتر انکی خدمت قبول کرے اور بلند رکھے وہ ہاتھ جنہوں نے بے وارثوں کے بدن ڈھانکے پیٹ بھرے اور آنسو پونچھے مجھے اُمید ہے مسلمان یہ بھی ملحوظ رکھیں گے کہ ان بچیوں کی ضرورتیں زندہ انسان کی ضرورتیں ہیں انکو بھی پیٹ بھرنا اور کپڑا پہننا ہے اور اس لیے یہ حق رکھتی ہیں کہ دل دردمند انکی یاد سے خالی نہ ہو اور انکی معصوم صورتیں گو نگاہ سے اوجھل ہیں مگر خیال سے اوجھل نہ ہوں +

بیگم صاحبہ میجر خلیفہ سید ہادی حسن جب دہلی تشریف لائیں تو انکو اپنی پیاری بچی ثریا بیگم کے واسطے کسی مدرسہ کی ضرورت ہوئی چنانچہ انہوں نے شہر کے عالیشان مدارس ملاحظہ فرمانے کے بعد خستہ دیواروں اور میلی چھتوں کی تربیت گاہ کو بھی ملاحظہ فرمایا اور اسقدر خوش ہوئیں کہ بچی کو اسی میں داخل فرمایا۔ بیگم صاحبہ تربیت گاہ کی بچیوں سے اسقدر متاثر ہوئیں کہ دہلی میں بھی پٹیالہ میں بھی اور آجکل کہ پہاڑ پر ہیں وہاں بھی ان بچیوں کو فراموش نہیں کرتیں، خدا بیگم صاحبہ موصوفہ کو خوش رکھے +

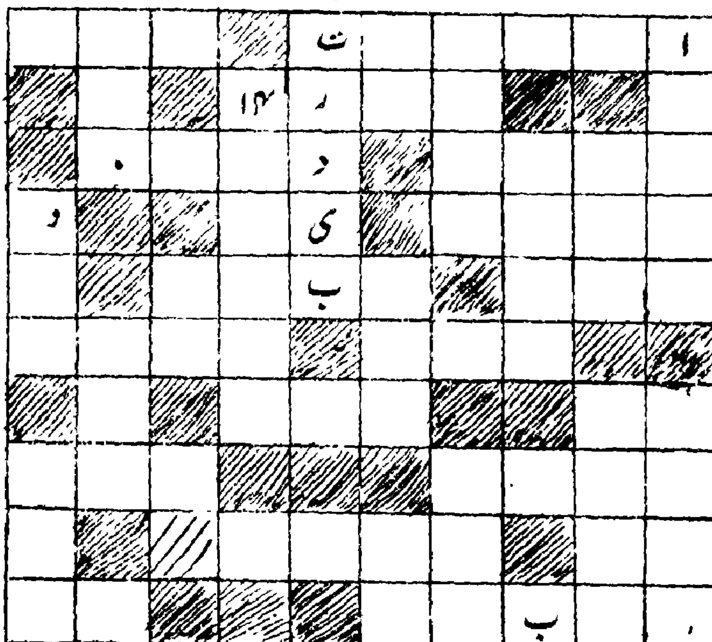
مولوی مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء نے باوجود شہر میں بیسیوں زنانہ درسگاہیں موجود ہونے کے اپنی بچی کے واسطے تربیت گاہ کو پسند فرمایا اور یہ عزیزہ بچی تعلیم پا رہی ہے +

تربیت گاہ کا بورڈنگ ۱۵ / جون سے آخر ستمبر تک کے واسطے بند ہو گیا لڑکیاں اپنے اپنے وطن روانہ ہو گئیں۔ ان یتیم بچیوں کے واسطے جنکا مفصل ذکر پچھلے پرچہ میں کر چکا ہوں اور جنکو آئندہ سشن میں لینے کا قصد مصمم ہے۔ میں ان چھٹیوں میں دورہ کرونگا یتیم بچیوں کی سترہ درخواستیں اسوقت موجود ہیں دورہ کے بعد روپیہ کی مقدار دیکھکر اعلان کرونگا کہ آئندہ سشن میں تربیت گاہ کتنی یتیم اور غریب بچیاں لے سکتی ہے +

راشد الخیری

حل معمہ رسالہ عصمت دہلی

بابت جولائی سنہ ۱۹۲۷ء



خریداری نمبر

ٹکٹ ۳ر

نام

مقام

رعایت

حضرت علامہ راشد الخیری کی جن کتابوں کے نام سامنے کی فہرست میں درج ہیں عصمت کی بیسویں سالگرہ کی خوشی میں ان پر ۲ ر فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا لیکن یہ رعایت صرف ایک مہینے کے لئے ۲۰ جولائی تک ہے اور صرف عصمتی بہنوں کے لئے ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ محض سالگرہ کی خوشی کی وجہ سے عصمت نے کتابوں کی قیمت رعایت کی ہے اسلئے عصمتی بہنوں کو فوراً اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے

بخدمت مینیجر صاحب عصمت دہلی

جناب من تسلیم :- مندرجہ ذیل کتب دیا جن کتابوں پر نشان کیا گیا ہے) اپنے رعایتی اعلان کے بموجب ۲ ر فی روپیہ کمیشن کاٹ کے بذریعہ وی پی روانہ فرماکر ممنون کریں۔

دستخط

نام

پتہ

تصانیف مصور غم علامہ راشد الخیری مدظلہ

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
روداد قفس	۱۲ ر	صبح زندگی	عمر
ستونتی	۸ ر	شام زندگی	عہ ر
منازل ترقی	۴ ر	شب زندگی	عمر
این کاظم و آمین	۶ ر	شب زندگی حصہ ۲	عمر
گلدستہ عید	۱۲ ر	منازل السائرہ حصہ ۱	عہ ر
لڑکیوں کی انشاء	۱۲ ر	" " حصہ ۲	عمر
بجوگ	۱۰ ر	جوہر عصمت	عمر
سراب مغرب	۸ ر	جوہر ندامت	عمر
بنت الوقت	۱۲ ر	امت کی مائیں	عمر
اعمالنامے	۸ ر	عروس کربلا	عمر
فسانہ سعید	۸ ر	محبوب خداوند	عار
انگوٹھی کا راز	۱۲ ر	یاسمین شام	عمر
مودّہ	۸ ر	تیغ کمان	عمر
گوہر مقصود	۶ ر	تائید غیبی	۸ ر
سوکن کا جلاپا	۶ ر	در شہوار	۱۰ ر
نوحہ زندگی	۱۲ ر		
الزہرا	۱۲ ر	میزان فیس جبری	
		محصولڈاک میزان کل	

مینیجر عصمت دہلی

مقام ______ ضلع

ڈاکخانہ

نمبر خریداری

جولائی ۲۶ء

یہ فارم بھیجنے سے پانچ روپیہ کے وی پی پر محصولڈاک بھی (فی بہا) ۸ ر معاف کر دیا جائیگا

بیگمات کیلئے لاجواب تحفہ

کشیدہ کاری کی اصلی مشین

یہ وہی بے نظیر مشین ہے جس کی نسبت ۲۱ مارچ کے تہذیب نسواں میں ایک محترم خاتون اپنے مضمون کے دوران میں فرماتی ہیں کہ سچ تو یہ ہے کہ اشتہار کی تعریف و توصیف بے بنیاد نہیں واقعی یہ ننھی سی چیز اپنی بساط سے زیادہ کارآمد ہی ہو بہنیں اسکے صحیح استعمال سے بخوبی واقف ہیں ضرور مجھ سے متفق ہونگی کہ آرائشی اشیا ایسی خوبصورت کاڑھی جاتی ہیں کہ کمرہ ملاقات گویا ایک خاصا سدا بہار باغیچہ بنجاتا ہے جہاں باد سموم کا خوف نہ خزاں کا اندیشہ پرنے۔ میزپوش گدیاں فوٹو فریم سلیپر وغیرہ کیلئے یہ کاریگری نہایت موزوں ہے اگر احتیاط سے زیر استعمال رکھیں تو سالہا سال تک یہ چیزیں خراب نہیں ہوتیں۔ بچوں کے کلوک اور فراک پر بھی خصوصاً گرم لباس پر ایک ایک چھوٹا سا پھول خوشنما معلوم ہوگا اور رنگدار ہوں تو عموماً بہت خوبصورت کاڑھے جاتے ہیں مخمل، دوسوتی، اور دوسرے مناسب کپڑوں پر نہایت عمدہ بیل بوٹے نکالنے کیلئے ہماری مشین نہایت کارآمد ثابت ہوئی ہے جو گھنٹوں کا کام منٹوں میں سرانجام دیتی ہے اسکا ابھرا ہوا کام فی الحقیقت بڑا دلفریب ہوتا ہے

قیمت مشین و سامان متعلقہ حسب ذیل ہے

مشین ساڑھے چار روپے کپڑا تاننے کا فریم مع ٹکس ایک روپیہ ۱۲ ریشم کی گچھیاں ایک روپیہ چار آنے درجن چھپے ہوئے نقشے درجہ اول ۸ درجہ دوم ۶ فی عدد سب چیزوں کا اکٹھا محصول ڈاک ۸ اگر آپ اون سے کام کرنا چاہتی ہیں تو اون منگائیے (اعلیٰ قسم کی ولایتی اون فی گچھا ایک روپیہ) اگر ریشم سے کام کرنا چاہتی ہیں تو ریشم منگائیے۔ ہر مشین کے ہمراہ کام کا نمونہ اور مفصل ترکیب استعمال اردو اور انگریزی میں بھی جاتی ہے نقلی مشینیں بازار میں بہت آگئی ہیں اصلی مشین کیلئے آپ صرف ہمارا پتہ یاد رکھیں ہماری فرم کی نسبت محترمہ جناب بنت ممتاز الحق صاحب سپرنٹنڈنٹ پبلک بھوپال فرماتی ہیں تصدیق کیجاتی ہے کہ ایس احمد صاحب کے یہاں کی کشیدہ کاری کی مشین کارآمد اور پایہ کی ہے ہر ایک بہن اس سے مستفید ہوں ریشم وغیرہ بھی اس کارخانہ سے اچھا دستیاب ہوا۔ عصمت کا حوالہ دینے سے پیکنگ کا خرچ نہیں لگے گا۔

ملنے کا پتہ ایس احمد اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۱۴۵/۱۶ لاہور

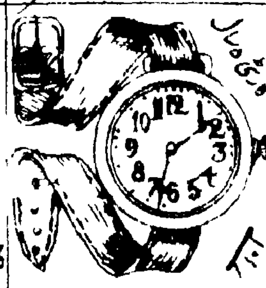
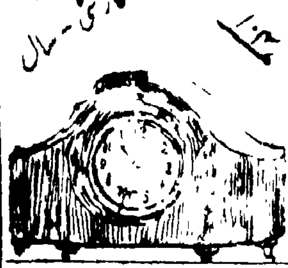
حیرت انگیز رعایت

پندرہ روپے کی تین گھڑیاں

صرف دس روپے میں

محصول ڈاک اور پیکنگ بھی معاف

آپ کے لئے - آپ کے کمرہ کے لئے - بیوی کے لئے

گولڈن کیس خوشنما کلائی کی گھڑی	ریکور ریگولیٹر پاکٹ واچ	فیشن ایبل خوشنما ٹیبل ٹائم پیس
		
نیو فیشن۔ قابل دید۔ نہایت نفیس پائدار وقت بتانے کی سچی۔ قیمت مع اسٹراپ صرف چھ روپے (ہے/) محصول ڈاک۔ پیکنگ فیس منی آرڈر ۸/	نکل سلور کیس خوبصورت مضبوط ٹائم نہایت صحیح بتانے والی قیمت مع چین پانچ روپے آٹھ آنے محصول ڈاک۔ پیکنگ منی آرڈر فیس	مختلف وضع کے خوبصورت مضبوط سچا ٹائم بتانیوالے کمرہ۔ مکان۔ ٹیبل وغیرہ کی زیب زینت۔ قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے محصول ڈاک پیکنگ۔ منی آرڈر فیس ۱۱/

تینوں گھڑیاں اگر آپ یکمشت طلب فرمائیں تو صرف **دس روپے** میں بھیجی جائیں گی یہ **رعایت محض مال کی نکاسی** اور فرم کی **شہرت** کی وجہ سے ہے اور یہ رعایت اُسی وقت تک رہے گی۔ جبتک گھڑیاں اسٹاک میں رہیں گی۔ اس کے بعد ہم تعمیل کے ذمہ دار نہ ہوں گے۔ **آپ فوراً ہی آرڈر بھیجدیں ایسا نہ ہو کہ اسٹاک** ختم ہوجائے اور آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ ہوسکے۔

نوٹ۔ ایک یا دو گھڑی کے خریدار کے لئے کوئی رعایت نہیں ہے۔ اُن سے پوری قیمت مع ... لی جاوے گی۔ اور محصول ڈاک و پیکنگ وغیرہ بھی اُن کو ادا کرنا ہوگا۔

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی **دوست پاکٹ واچ** چار یاقوت جو کل والی لیور مشین بیحد مضبوط۔ وقت بتانے کی سچی گارنٹی ۲ سال ۸/ سالہ قیمت بارہ روپے آٹھ آنہ۔

ملنے کا پتہ:- **امریکن واچ ہوس۔ اسٹاکسٹ ویسٹ اینڈ واچ کمپنی ۲۶ دہلی**



دنیا کی موجودہ ترقی دوسروں کے تجربوں سے فائدہ اٹھانے کا نتیجہ ہے

جھوجھو تکیہ دار نو ایجاد جھولہ

بچہ کتنا ہی اچھلے کودے گر نہیں سکتا نہ رسی پکڑنے کی ضرورت نہ کسی نگرانی کی حاجت۔ ہاتھ پاؤں ہلا کر قدرتی ورزش کرتا رہتا ہے جس سے ہاضمہ درست اور بچہ تندرست رہتا ہے اور دانت نکلنے کی تکلیفوں سے بچا رہتا ہے جو بات دایہ اور ماں کی گود میں بھی میسر نہیں ہو سکتی۔ بچہ آگ یا پانی میں گر نہیں سکتا گرم و سرد ہوا سے محفوظ رہتا ہے بچہ کو خوش محفوظ اور آرام سے دیکھ کر ماں کو فرصت رہتی ہے اور اطمینان سے گھر کے کاموں کی فرصت ملتی ہے۔ بچہ تہ ہو کر بستر میں لپیٹ سکتا ہے۔ ہر جگہ آسانی سے لایا جا سکتا ہے

معزز اور مستند ڈاکٹر جھوجھو پسند کرتے اور بچوں کیلئے تجویز کرتے ہیں

۱۔ دو اور بھیجئے میں جھوجھو کے مفید ہونے کی دل سے قدر کرتا ہوں کیپٹن ڈی بھوشن آئی ایم ایس ہیڈ اسمٰعیل خاں

۲۔ جھوجھو یہاں نہیں مل سکا اس لئے براہ راست آپ سے منگاتا ہوں ڈاکٹر اے ڈی واس آئی ایم ڈی میرٹھ چھاؤنی

۳۔ ڈاکٹر شاہ نے آپکا جھوجھو میرے بچہ کے لئے تجویز کیا ہے از جناب ایس احمد صاحب لیمبٹ نگر حیدرآباد دکن

آپکی سہیلیاں بھی جھوجھو پسند کرتی ہیں

۱۔ ایک سہیلی کے ہاں آپکا جھوجھو جھولہ دیکھکر جی خوش ہو گیا اور مجھے بہت پسند آیا میرے پیارے بچہ کیواسطے ایک جھوجھو فوراً بھیجدیجئے از محترمہ طاہرہ بیگم صاحبہ آرنیفا (۲) ایک جھوجھو لا منگوا چکی ہوں بہت اچھی چیز ہے براہ عنایت ایک عدد جھوجھو قسم اول مسز محمد اکبر صاحب نگی نیولا ٹیل پریس لاہور کو اور ایک عدد گنبد صحت مسری بچہ کے لئے بہت جلد روانہ کریں از محترمہ مسز فضل صاحبہ محمد منزل لاہور (۳) جھوجھو منگا چکی ہوں دو کی اور ضرورت ہے فوراً ارسال فرمائیں از جناب بیگم محمد احمد صاحب انصاری منصف۔

آپ بھی اپنے پیارے بچہ کو اس مفید اور آرام دہ چیز سے محروم نہ رکھیں آج ہی اپنی پسند یا واپسی کی شرط پر بذریعہ وی پی منگا لیں قیمت قسم اعلیٰ سٹیل فریم چھ روپے قسم اوسط آہنی فریم خاکی چین ہے محصولڈاک ۱۲ /

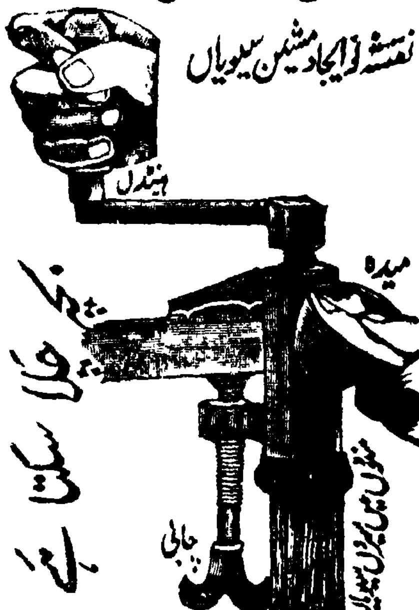
کے اینڈ کیز کمپنی نمبر ۳۹ فیض بازار۔ پوسٹ بکس نمبر ۳۲ دہلی

خلاف تحریر ہو تو واپس

ہندوستان کی حقیقی ترقی کے خواہشمند

ملکی صنعت کی قدر کریں!

پیتل کی خوبصورت پالش شدہ پائیدار منٹوں میں سیروں نفیس و لذیذ و مالی سیویاں تیار کرنے والی نو ایجاد



بچہ چلا سکتا ہے

پرزے مختصر و مضبوط ۔ وزن کم ۔ حجم معمولی

حوالہ اخبار ضرور دیں ۔ پتہ صاف و خوشخط

قیمت مشین پیتل مع چھلنی سوراخ ۱۷۲ دو عدد

مینجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان (پنجاب)

عصمت

دسمبر ۲۷ء

یعنی

[illegible]

اردو میں

پاکیزہ خیالات۔ علمی ادبی مضامین۔ اور مفید معلومات کا ذخیرہ

جو

[illegible]

کی

سرپرستی میں ہر انگریزی مہینہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے

اور ہر پرچہ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے طبع زاد

مضامین اور مشہور مقامات و مناظر کی تصاویر سے بھی مزین ہوتا ہے

ایڈیٹر۔ رازق الخیری

چندہ سالانہ [illegible]



مسلمان لڑکیوں کے لیئے ایک ماہوار مذہبی رسالہ

بنات

زیر سرپرستی

مصور غم حضرت علامہ راشد الخیری مد ظلہ

تربیت گاہ بنات دہلی سے یکم دسمبر سے جاری ہوگا

مسلمان لڑکیوں کے لیئے خالص مذہبی رسالہ آجتک اُردو میں شایع نہیں ہوا اور اس زمانہ میں تو شدت سے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ **بنات** انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمان لڑکیوں کے سینے زیور اسلام سے جگمگا دیگا۔ سالانہ چندہ بھی اس قدر کم کہ آپ حیران ہو جائیں گے یعنی صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) اگر آپ مسلمان ہیں تو نہ صرف آپ خود ہی بنات کو خریدیں بلکہ آپکے خاندان کی اور ملنے جلنے والی جس قدر بیبیاں ہیں ان سب کے نام اسکا پہلا پرچہ بھجوا دیجئے۔

منیجر بنات تربیت گاہ بنات دہلی

عصمت کا سالگرہ نمبر

جولائی ۱۹۲۸ء میں جو پرچہ آپ تک پہنچا شائع ہوا ہے اُردو کے کسی زنانہ پرچے کا کسی ایک مہینہ کا رسالہ آج تک ایسا نہیں چھپا۔ کیا بلحاظ اعلیٰ مضامین اور کیا بلحاظ تعداد تصاویر وغیرہ۔

اخبار اتحاد کی رائے "عصمت اپنے طرز کی پہلی کوشش ہے پابندی وقت کیساتھ ۲۰ سال سے مسلسل شایع ہو رہا ہے۔ نہایت قابلیت اور بصرف کثیر مرتب کیا جاتا ہے بیسیوں زنانہ رسالے عصمت کے بعد سے لیکر آئے دن نکل رہے ہیں لیکن جو خصوصیتیں اسکو حاصل ہیں اُن میں کہاں مثلاً مضمون نگاروں کو سالانہ انعامات اور حسین تصاویر وغیرہ۔ جولائی نمبر نہایت دلچسپ اور ہر طرح لایق ستایش ہے"

اخبار سیاست کی رائے "جولائی کا پرچہ ہر صورت میں مطالعہ کے قابل ہے علامہ راشد الخیری اور بعض افاضل قوم کے اعلیٰ پایہ کے مضامین لکھے ہوئے ہیں۔ تصاویر نہایت موزوں ہیں"

اخبار مدینہ کی رائے "عصمت اپنے وقت کا بہترین زنانہ رسالہ ہے۔ جولائی نمبر میں عورتوں کی زندگی کے مخصوص شعبوں کیلئے نہایت عمدہ مشورے درج ہیں عصمت بہت دلفریب رسالہ ہے کاغذ کتابت طباعت نفیس سرورق بہت خوبصورت"

اخبار اودھ پنچ کی رائے "عصمت عورتوں کا قابل اعتماد رسالہ ہے صورت سیرت ہر اعتبار سے درست ہے جب ہی ۱۹ سال سے برابر جاری ہے۔ اور نیک نامی کے ساتھ جاری ہے۔ اچھا لکھنے والیوں کو معقول انعام دیے جاتے ہیں۔ جولائی نمبر میں قصہ کہانیوں کے علاوہ تمام باتیں درج ہیں جنکا سیکھنا ایک شریف زادی کا جوہر ہے"

اودھ اخبار کی رائے "عصمت مسلمان مستورات کیلیے نایاب رسالہ ہے ہر مسلمان خاندان کو اسکی قدر کرنی چاہیے۔ مضامین سبق آموز دلچسپ اور اثر انداز"

رسالہ ہمایوں کی رائے "عصمت کے علمی ادبی مضامین کا معیار بلند ہوتا ہے۔ اس سال سترہ خواتین کو انعامات دیے گئے ہیں"

پرستار محبت اسی نمبر میں چھپا ہے اور علامہ راشد الخیری مدظلہٗ کا بے مثل باتصویر افسانہ ہے اس جولائی نمبر کے پرچے رہ گئے ہیں پھر اشرفیاں خرچ کرنے پر بھی یہ نمبر نہ مل سکیگا۔ قیمت صرف ۱۲

عصمت کی سینتیسویں جلد یعنی جولائی تا دسمبر ۱۹۲۸ء کے وہ چھ پرچے جن کے بیش بہا مضامین زنانہ لٹریچر کا گراں بہا اضافہ ہیں دلچسپ سبق آموز فسانے مؤثر نظمیں اور مستورات کے مطلب کے نہایت قیمتی مضامین جو نامور خواتین اور مشہور مردوں کے زور قلم کا نتیجہ ہیں قابل قدر قابل دید ہیں۔ کئی مضامین علامہ راشد الخیری قبلہ کے ہیں اور کئی اعلیٰ درجہ کی تصاویر فوراً منگائیے۔ قیمت ۱۲ علاوہ محصول ڈاک

پتہ۔ مینیجر عصمت دہلی

زمانہ حال کی الف لیلہ

اس میں پرانے قصہ نہیں ہیں بلکہ زمانہ حال کے واقعات ہیں نہایت دلچسپ سبق آموز اور عبرتناک مردوں اور عورتوں کے پڑھنے کے قابل

پانچ جلدوں میں

پہلی جلد درسِ عبرت گیارہ کہانیاں

(۱) ابنت الرشید (۲) انجام ہوس (۳) کرشمۂ تعلیم (۴) نیرنگیٔ تقدیر (۵) عروج زوال (۶) انتقام قدرت (۷) ترکی ٹوپی (۸) خونی کلوری (۹) صلۂ طاعت (۱۰) پاداش گناہ (۱۱) چاہ کندہ را چاہ درپیش۔ قیمت عہ/ +

دوسری جلد تصویرِ معاشرت نو کہانیاں

(۱) حسن اتفاق (۲) وقت کی نیرنگیاں (۳) کشتگان رسوم (۴) انجام بے احتیاطی (۵) گم شدہ فرزند (۶) بے گنہ گناہگار (۷) رنج و راحت (۸) لیلائے سخن کا دیوانہ (۹) پیکر وفا۔ قیمت صرف عہ/ +

تیسری جلد زندگی کی صبح و شام آٹھ کہانیاں

(۱) امرا کی دوستی (۲) ترک دنیا (۳) فہمیدہ (۴) پیکر وفا (۵) حق بحقدار (۶) امداد باہمی (۷) سود خوار کا حشر (۸) اُمید و بیم قیمت صرف ایک روپیہ (عہ/) +

چوتھی جلد طوفانِ زندگی دس کہانیاں

(۱) پیر فرتوت (۲) خواب پریشان (۳) تیر از کمان جستہ (۴) تازیانہ عبرت (۵) اشتہاری شادی (۶) بھائی بہن (۷) فریب دولت (۸) عیار طبیب (۹) ثمرہ محنت (۱۰) ایک دن چاندنی چوک میں۔ قیمت عہ/ +

پانچویں جلد عروجِ زندگی دس کہانیاں

(۱) تصویر عروج (۲) زور بازو (۳) زر از سر گشتہ (۴) پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ ہاؤس کا مالک (۵) فولاد کا شہزادہ (۶) نوجوان لکھ پتی (۷) گدڑی میں لعل (۸) قعر پستی (۹) العین بالعین (۱۰) دور اندیش قیمت عہ/

منیجر عصمت دہلی

عورتوں اور لڑکیوں کے لیے ان ہی کی زبان میں

خلافت صدیقی جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات پیدائش سے وفات تک مع اُن واقعات کے جو خلافت اسلامیہ کے قایم کرنے میں انکو پیش آئے قیمت ۵ر

خلافت فاروقی جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مقدس زندگی کے حالات اور اُن کے عہد خلافت کے کارنامے آپ کا عدل اور آپ کی حکومت آپ کی شجاعت اور آپ کی دیانتداری کا حال ایسی آسان اردو اور خاص مستورات کی زبان میں سوال و جواب کے طرز پر قیمت ۵ر

خلافت عثمانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی آپکے عہد کے واقعات و حالات و فتوحات خاص عورتوں کی زبان میں درج کیے گئے ہیں قیمت ۵ر

خلافت حیدری حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ چہارم کے حالات زندگی آپکے عہد کے واقعات حالات اور فتوحات خلافت صدیقی و فاروقی کی طرح سلیس قیمت ۵ر

جن خواتین نے خلفائے راشدین کے مفصل حالات نہیں پڑھے وہ اگر صرف یہ چاروں کتابیں ہی مطالعہ کریں تو تاریخ اسلام کی بہت کافی معلومات حاصل کریں گی۔

زنانہ اسلامی گیت لڑکیوں اور عورتوں کے لیے بہت سی دینی اور اخلاقی نظمیں زبان نہایت آسان

باورچیخانہ چار جلد سینکڑوں قسم کی کھانے پکانے کی صحیح ترکیبیں مرتبہ محترمہ عزیز بیگم گورولی بیبیوں کو ایک جلد اُس کتاب کی ضرور منگانی چاہیے۔ قیمت ۲ر

علامہ راشد الخیری مد ظلہ کے رنگ میں

دہلی کی ایک معزز خاتون کی لکھی ہوئی دو کتابیں

فریب زندگی ایک شریف خاندان کی داستان غم باپ کی بے پناہ محبت بیٹے کی موت اور ایک نوجوان کا عبرت انگیز انجام جس نے ایک جگہ شادی نہ ہونے پر لڑکی کو بدنام کیا تھا۔ قیمت ۱ر

مسرات زندگی ایک صابر و شاکر خاتون کی داستان جس نے بے کسی اور بے بسی کی حالت میں نامساعد حالات کا مردانگی سے مقابلہ کیا ایک شریف لڑکی کا افسانہ غم جس کی باپ نے لالچ میں آکر ایک بری جگہ بیاہ دیا اور عبرت انگیز نتایج نہایت دردناک اور پر اثر واقعہ قیمت ۵ر

پتہ منیجر عصمت دہلی

خاتونِ اکرم نمبر دسمبر ۱۹۲۴؁ء

یعنی عصمت کا وہ خاص نمبر جس میں اُردو کی نامور لوبیہ اور انشا پرداز محترمہ خاتونِ اکرم کی جوان موت پر آنسو بہائے گئے ہیں جس میں مرحومہ کے متعلق اُستعدے تمام اخبارات و رسائل کے مضامین اور ملک کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین اور مشہور مردوں کے ماتم ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کس قابلیت کی تھیں علامہ راشد الخیری قبلہ کا پہلا ہی مضمون دل کے ٹکڑے اُڑا دیتا ہے **قیمت** ۱۲؍ اس خاص نمبر کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے +

حلیمہ

عصمت کے نامہ نگار خصوصی جناب مولوی عبد الغفار صاحب الخیری دہلوی کی نہایت سلیس اور آسان زبان میں ایک نیک اور سمجھدار لڑکی کی زندگی کے حالات جس نے اچھی تعلیم و تربیت کی بدولت بگڑے ہوئے گھر کو بنا ڈالا میاں بیوی کے تعلقات بچوں کی تربیت حیات و ممات مذہبی اُصولوں وغیرہ پر عالمانہ بحث کی گئی ہے اور ایسے پیرایہ میں کہ بچیاں بھی سمجھ لیں قیمت ۶؍ خریداران عصمت سے ۴؍ ۱۰

آپ کا کمرہ منہ سے بول اُٹھیگا

اگر آپ اُن تصاویر و قطعات سجائیں گی جو اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ مذاق کی ہیں۔ اپنے مذاق کی بہترین تصاویر سے آپ اپنے کمرہ میں چار چاند لگانا چاہتی ہیں تو **عصمتی البم** منگائیے جو اُن سترہ تصاویر کا مجموعہ ہے جو رسالہ عصمت میں شائع ہو کر پسند کی گئی ہیں۔ خوابِ راحت۔ شمع یاس آدرہ بیوہ اور یتیم بچی عید کے دن۔ افرنگی دعا۔ بلوچن۔ طلاق کا سفید بال خاندان مغلیہ کی بارہ مشہور بیگمات۔ ملکہ الگزنڈرا۔ مسز سروجنی نائیڈو۔ محترمہ عطیہ بیگم۔ جنت نشان کشمیر کے ۶ نہایت دلآویز مناظر وغیرہ صرف ۱۲؍ میں آپ منگا سکتی ہیں +

تصانیف مصنوعہ مرغوب حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ

ٹائٹل کے صفحوں پر جن نئی تصانیف کا اشتہار ہے انکے علاوہ یہ ہیں۔

صبح زندگی	عہر؍
شام زندگی	عہ؍
شب زندگی	عہ؍
منازل السائرہ	عہ؍
الزہرا	۱۲؍
بنت الوقت	۸؍
سراب مغرب	۸؍
اعمالنامے	۸؍
جوہر قدامت	عہر؍
موؤدہ	۸؍
عروس کربلا	عہر؍
یاسمین شام	عہر؍
تیغ کمال	عہر؍
محبوبہ خداوند	۱۲؍
نوحہ زندگی	۱۲؍
امت کی مائیں	عہ؍
تائید غیبی	۸؍
فسانہ سعید	۸؍
در شہوار	۱۰

ملنے کا پتہ
مینیجر عصمت دہلی

کتب مصنفہ شمس العلماء ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور

حمائل شریف مترجم۔ ترجمہ بین السطور۔ سطور پر حنائی رنگ معہ فہرست مضامین و فرہنگ الفاظ
اور سفر و حضر میں ساتھ رکھنے کے قابل کاغذ سفید چکنا ولایتی قیمت للعہ

ہ سورہ فی احسن صورہ مترجم پنجسورہ کی جگہ وظیفہ پڑھنے والوں کیلئے بہت ضروری ہے قیمت ۱۰ار

ادعیۃ القرآن۔ قرآن شریف کی ساری دعائیں معہ ترجمہ و خواص ٹائٹل سادہ رنگین قیمت ۲ار

- - - - - - - - - -

ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس بے نظیر کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے اسلام اور
انسانیت پر اس سے بہتر کتاب اردو انگریزی زبان میں نہیں چھپی یعنی
الحقوق والفرائض مذہب اسلام کے سارے مسائل کا مجموعہ قرآن شریف کی آیات
اور احادیث کے ترجمہ کے ساتھ ہر مسلمان کے گھر میں جو مذہب سے واقفیت رکھنا چاہتا ہو۔
اس کتاب کا ہونا لازمات میں سے ہے۔ قیمت عہ

حصہ اول حقوق اللہ عہ حصہ دوم حقوق العباد ۲ار حصہ سوم اخلاق و آداب عہ

جہاد اسلام کی حقانیت کا دلائل و براہین قطعہ سے اثبات۔ جو مسلمان اپنے عقیدے میں
پکا ہونا چاہئے اس کتاب کو ضرور دیکھئے۔ قیمت عہ

یات النذیر۔ مولانائے مرحوم کی نہایت مفصل سوانحعمری معہ فوٹو اور دو عکسی خطوط
نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت صرف ۳ ر

نظم بے نظیر۔ مولانائے مرحوم کی کئی نظموں کا مجموعہ بہ صراحت اس امر کے کہ کہاں اور کس موقع پر پڑھی گئی۔ قیمت صرف عہ

مراۃ العروس اکبری اصغری کا مشہور قصہ قیمت عمہ **بنات النعش** دوسرا حصہ عمہ **توبۃ النصوح** نہایت دلچسپ قصہ قیمت ۸ر تینوں کتابیں اس کثرت سے مروج ہیں کہ کسی مزید تعریف کی ضرورت نہیں بازار میں کثرت سے سستی قیمت پر ملتی ہیں مگر نہ خط اچھا نہ کاغذ اچھا ڈپٹی صاحب کے صاحبزادے مولوی بشیر الدین صاحب نے اپنے اہتمام اور نگرانی میں یہ کتابیں چھپوائی ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی دیدہ زیب اور فٹ نوٹ میں تمام الفاظ کے معانی صفحات علی الترتیب۔ تینوں کتابوں کی قیمت ــــ۔ ان کتابوں کے بغیر زنانہ لٹریچر نامکمل ہے۔

محصنات تعدد ازدواج کے روح فرسا نتائج قیمت عہ

رویائے صادقہ مختلف مذاہب کا مقابلہ اسلام سے قیمت عہ **ایامیٰ** بیوہ عورتوں کی حالت کا درد ناک فوٹو قیمت عہ

ابن الوقت۔ انگریزی وضع کی کورانہ تقلید کے تباہ کن نتائج قیمت عہ

موعظۂ حسنہ۔ مولانا کے اعلیٰ نصیحت آمیز خطوط فرزند کے نام قیمت عہ

منتخب الحکایات۔ بچوں کیلئے چھوٹی چھوٹی دلچسپ نتیجہ خیز کہانیاں قیمت ۸ر

چند پند۔ مفید نصیحت آمیز مختلف مضامین کا مجموعہ بچوں کے لئے قیمت ۸ر

صرف صغیر اردو زبان میں فارسی گرامر قیمت [illegible] **نصاب خسرو** جدید طرز کی خالق باری قیمت [illegible]

رسم الخط املا نویسی کے قواعد لڑکیوں کے لئے قیمت ۶ر

لکچروں کا مجموعہ دو جلد [illegible] لکچر الگ الگ علیحدہ فروخت نہیں ہوں گے قیمت [illegible]

تصانیف مولوی بشیرالدین احمد مرحوم دہلوی

شمع ہدایت۔ مذہبی اور اخلاقی تعلیم کا بہترین مجموعہ تمثیلات اور مشاہدات کے ساتھ قیمت ۱۲؍

بچوں سے دو دو باتیں۔ لڑکیوں کیلئے بیش بہا معلومات کا ایک قابل قدر ذخیرہ قیمت صرف ۸؍

عزم بالجزم۔ استقامت ارادہ کا ایک دلچسپ چھوٹا سا قصہ۔ قیمت ۴؍

اقبال دلہن۔ شرفائے دہلی کی روزمرہ زندگی کے دلچسپ حالات قیمت ۱۲؍

حسن معاشرت یہ ایک اخلاقی ناول ہے جس میں پھوہڑ اور سلیقہ مند بیویوں کے مفصل حالات بیان کئے گئے ہیں قیمت صرف ۱۲؍

اصلاح معیشت اس کتاب میں قصے کے پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ عورتیں ہی مردوں کے بگاڑنے اور سنوارنے والیاں ہیں۔ گورنمنٹ سے تین سو روپیہ انعام مرحمت ہوا ہے قیمت ۱۲؍

لخت جگر۔ دو حصے۔ ایک شفیق اور تجربہ کار باپ نے اپنی کمسن اور ناتجربہ کار لڑکی کو پیار اور اخلاص سے ازدواجی زندگی کے فرائض بتائے ہیں کہ انسان خود کیونکر خوش رہ سکتا ہے اور دوسروں کو کیونکر خوش رکھ سکتا ہے حصہ اوّل اور حصہ دوم دونوں کی قیمت ۱۲؍ ہے۔ دونوں حصے ساتھ ملیں گے جدا جدا نہیں

فغان اشرف مصنفہ اشرف جہاں بیگم صاحبہ دہلی کی ایک شریف گھرانے کی مصیبت زدہ دردناک زندگی کا دل ہلا دینے والا سچا واقعہ دکھلایا گیا ہے۔ قیمت ۱۲؍ تین حصوں میں ظرافت آمیز دلچسپ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی حکایتوں کی دو کتابیں حکایات لطیفہ اور لطائف عجیبہ قیمت فی کتاب ۱۰؍

حرز طفلاں۔ لڑکوں کے لئے بیش بہا نصائح کے علاوہ اخلاقی تعلیم کا قابل قدر ذخیرہ قیمت ۸؍

نشاط عمر ناکتخدا اور نوجوان لڑکیوں کے لئے اخلاقی تعلیم کا قابل قدر ذخیرہ اور افعال قبیحہ و عادات ذمیمہ کے مضر ہونا کی نتائج دلچسپ پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں قیمت صرف ۱۲؍

عصائے پیری۔ عمر رسیدہ لوگوں کے لئے ایک بیش بہا اور قابل قدر ذخیرہ قیمت ۸؍

منیجر عصمت دہلی سے طلب فرمائیں

شمس العلما مولانا شبلی مرحوم کی مشہور کتابیں

الفاروق خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضؓ کی مستند و مفصل سوانحعمری جس میں آنحضرت صلعم کی زندگی اور غزوات کے مختصر حالات لکھنے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کی تاریخی فتوحات۔ ملکی انتظامات اور تحصیل وغیرہ امور کو نہایت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ خلیفہ دوم نے جو نظام حکومت قرار دیا تھا وہ ہر حیثیت سے مکمل اور بے مثل نظام تھا۔ اور آج کل کی ترقی یافتہ حکومتیں بھی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ مولانا مرحوم کی کتابوں میں یہ کتاب بے مثل تسلیم کی گئی ہے ہر مسلمان مرد و عورت کا فرض ہے کہ اس کو پڑھے۔ قیمت صرف عہ ر

المامون عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید کی مکمل و مفصل سوانحعمری جس میں عباسی خلافت کی ترقیات علمی طور پر خاص طور سے بحث کی گئی ہے اور ان امور پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے جو امین و مامون کے درمیان مایۂ النزاع تھے قابل دید کتاب ہے اور حق یہ ہے کہ نہایت تحقیق کے ساتھ واقعات کو لکھا گیا ہے قیمت عہ

الغزالی یعنی امام محمد الغزالی کی مفصل سوانحعمری جس میں امام ممدوح نے اپنی بیش بہا تصانیف سے اسلام اور مسلمانوں کو کس قدر فائدہ پہنچایا اور سائنس کے حملوں سے اسلام کو بچایا قیمت عہ

سوانح مولانا روم حضرت مولانا جلال الدین رومی مصنف مثنوی مولانا روم۔ آپ کی مفصل سوانحعمری جس میں مولانا شبلی نے مولانا پر ایک قابل دید تبصرہ لکھا ہے۔ اور مثنوی کے علاوہ دیگر مضامین پر دلنشین بحث کی ہے قیمت عہ

سفرنامہ روم و شام مولانا کا مشہور ممالک اسلامیہ کا سفرنامہ جس میں علاوہ ان دلچسپ واقعات کے جو سلسلہ بیان میں آگئے ہیں قسطنطنیہ۔ بیروت۔ بیت المقدس قاہرہ وغیرہ کے حالات و واقعات نہایت تفصیل سے لکھے ہیں تمام مشہور مقامات کی کیفیت بھی ہے ترک کے مشاہیر اخبارات کا بھی دلچسپ تذکرہ کیا گیا ہے عربوں اور ترکوں کے اخلاق و عادات کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے قیمت عہ

مجموعہ نظم شبلی مولانا کی تمام اردو نظموں کا مجموعہ جس میں دوسری نظموں کے تمام سیاسی اور مذہبی نظمیں بھی شامل قیمت عہ

برگ گل مولانا شبلی کی فارسی غزلوں کا مجموعہ قیمت ۸ر

صبح امید مولانا شبلی نعمانی کی ایک نہایت پر اثر مثنوی قیمت ۲ر

اسلامی حکومت قیمت ۲ر **رسائل شبلی** عہ ر

تمام کتابیں منیجر عصمت بک ایجنسی دہلی سے طلب کیجئے

عصمت دہلی

جلد ۳۹ بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء نمبر ۶

تصاویر (۱) فراک مع نقش کا نمونہ (۲) بالوں کا یورپین فیشن (۳) جرمنی کی جج عورت

فہرست مضامین

تربیت گاہ بنات دھلی

ہندوستان بھر کی خوشحال اور نادار وکم استطاعت گیارہ سال تک کی

(بچیوں کے لیے درسگاہ مع بورڈنگ ہاؤس)

تعطیل کلاں کے بعد یکم اکتوبر سے تربیت گاہ کھل گئی ہے ؛

ڈاکٹر محمد ... خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن کھنڈوہ (سی پی) کی بچی عزیزہ حلیمہ خانم۔ محمد عبد الغفور صاحب انسپکٹر پولیس سی آئی ڈی ناگپور کی بھتیجی عزیزہ کنیز خاتون اور محمد منیر الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر بھیا (صوبہ بہار) کی بچی عزیزہ حبیب النسا۔ یہ تینوں بچیاں بھی چھٹیاں اپنے مکان پر گذار کر واپس آگئی ہیں ؛

جو نئی بچیاں اسی سشن میں آرہی ہیں ان میں مولوی اکبر علی صاحب بی اے انسپکٹر مدارس مانگرول (کاٹھیاواڑ) کی دو بچیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں راجہ صالح محمد خاں صاحب انجنیر نواب شاہ (سندھ) اپنی چھوٹی بچی کو داخل کرنے کے لیے ۲۵ر اکتوبر کو تشریف لائے تھے مگر بچی کی زبان چونکہ سرحد کی ہے اور فی الحال کوئی ایسی استانی موجود نہیں جو اس کی زبان سمجھ سکے اس لیے بڑے دن کی چھٹیوں میں بچی کو داخل کرنے کا وعدہ فرما گئے ہیں ؛

یتیم و نادار بچیوں کی درخواستیں اس سال پھر غیر معمولی طور پر آگئی ہیں روپیہ کی مقدار دیکھ کر آئندہ ماہ اعلان ہو گا کہ کس قدر بچیاں لی جاسکیں گی

راشد الخیری

اطلاعیں

جمال ہمنشین جنت مکانی محترمہ خاتون اکرم کے گراں بہا ادبی مضامین کا دلاویز مجموعہ جمال ہمنشین چھپ کر طیار ہو چکا ہے اور ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے جن بہنوں نے ابھی تک فرمایش نہیں بھیجیں انھیں جلدی کرنی چاہیئے ورنہ بہت ممکن ہے کہ اس خوبصورت ایڈیشن سے وہ محروم رہ جائیں۔ حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ نے آجتک کسی کتاب کا دیباچہ تحریر نہیں فرمایا تھا لیکن جمال ہمنشیں جہاں اور بہت سی خوبیوں کی وجہ سے زنانہ لٹریچر میں بے مثل کتاب ہے وہاں اس کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ حضرت علامہ محترم نے اپنے مخصوص رنگ میں اسکا دیباچہ تحریر فرمایا ہے

تاریخی مضامین اور افسانے خاتون اکرم مرحومہ کے ادبی مضامین شائع کرنے کے بعد اب تاریخی مضامین اور افسانوں کی کتابت بھی شروع کرا دی گئی ہے اور اُمید ہے شروع فروری تک تاریخی مضامین بھی شائع ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے ۔۔۔ میں لکھا تھا اگر عصمتی بہنیں اپنے اپنے نام ابھی سے درج رجسٹر کرا دیں تو محترمہ خاتون اکرم کی دوسری کتابوں پر انھیں محصولڈاک معاف کر دیا جائیگا

نافی عشق حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے اس پُرلطف افسانہ کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ متعدد اخبارات و رسائل اسے نقل کر رہے ہیں اور ہر طرف نافی عشق کے آیندہ کے حالات پڑھنے کی بے چینی ہے۔ چونکہ یہ قصہ نامکمل تھا پچھلے پرچہ میں نہ چھپ سکا تو سینکڑوں عصمتی بہنوں نے اسکا تقاضہ شروع کر دیا آخر ہمنے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ علامہ محترم سے نظر ثانی کے بعد اسے پورا کر دا کے

اور اس کے ساتھ علامہ محترم کے ایسے ہی دلچسپ لیکن نتیجہ خیز اور ودتین مطبوعہ قصے مثلاً عرب اور گلشن، سفاعی وغیرہ شامل کرکے کتابی صورت میں شایع کر دیں۔ چنانچہ ان مضامین کی اب کتابت ہو رہی ہے اُمید ہے اس مہینہ میں شایع ہو جائینگے قیمت غالباً ۱۲ ہوگی

حضرت علامہ راشد الخیری کے باتصویر افسانے

نانی عشو اور دوسرے قصوں کے ساتھ ساتھ علامہ راشد الخیری مدظلہٗ کے معرکتہ الآرا موثر افسانے طلاق کا سفید بال، پرستار محبت، بلو چرن وغیرہ بھی عنقریب کتابی صورت میں شایع ہونے والے ہیں ہر افسانہ کے ساتھ مشہور مصور مسٹر سمیع کی بنائی ہوئی تصویریں ہیں۔ یہ مجموعہ علامہ محترم کی بے مثل فسانہ نگاری کا بہترین نمونہ ہوگا اور بہت آب و تاب سے شایع کیا جائے گا قیمت اندازاً عہ ہوگی۔

عصمت کا جوبلی نمبر

عصمتی بہنیں عرصہ دراز سے عصمت کا کوئی خاص نمبر شائع کرنے کا شدید تقاضہ کر رہی ہیں اور مئی ۲۸ء میں عصمت کو جاری ہوئے بھی پورے بیس سال ہو جائیں اس لیے جولائی ۲۸ء میں عصمت کا جوبلی نمبر شائع ہوگا۔

یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ جوبلی نمبر شائع کرنے میں میری کوشش کہاں تک بارآور ہونگی لیکن میری یہ انتہائی آرزو ہے کہ عصمت کا جوبلی نمبر اس شان سے شایع ہو کر ہندوستان کا کوئی رسالہ اس کی نظیر پیش نہ کر سکے۔ اس میں سو کے قریب تصویریں ہوں اور ضخامت ڈھائی تین سو صفحے۔ اور چوٹی کے تمام انشا پرداز مردوں اور ملک کی تمام بہترین لکھنے والی خواتین سے اس خاص نمبر کے لیے مضامین حاصل کیے جائیں عصمت کے جوبلی نمبر پر چونکہ روپیہ نہایت کثیر صرف ہوگا اس لیے قریباً آٹھ آنے ہر عصمتی بہن

کو بھی اس پرچہ کے لیے دینے ہونگے ۔

اس اعلان کے بعد سب سے پہلے میں نامہ نگاران عصمت کو متوجہ کرتا ہوں نبیشن لڑکیوں کے مضامین کے لیے تو اس پرچہ میں شاید گنجایش نہ نکل سکے۔ البتہ قدیم و جدید قابل لکھنے والی بیبیوں کو ضرور جوبلی نمبر کے لیے نہایت قابلیت سے مضامین یا نظمیں لکھنی چاہئیں لیکن ۳۱ مارچ تک تمام مضامین دفتر میں پہنچ جانے نہایت لازمی اور ضروری ہیں۔ مضمون سے اوپر دائیں کونے میں یہ بھی ضرور لکھدیا جائے "جوبلی نمبر کے لیے" جو بہنیں یا لڑکے دلچسپ دلکشتہ دار تصاویر، کارٹونز، معمے یا اور کسی طرح جوبلی نمبر کی دلچسپیاں بڑھانے میں ہمارا ہاتھ بٹانا چاہیں براہ مہربانی وسط مارچ تک ہمیں مطلع فرمادیں ۔

عصمت قسم خاص عصمت کی قدردان بعض محترم بہنیں سوا چار روپیہ زیادہ مرحمت فرماتی ہیں انکے لیے جنوری سے آرٹ پیپر پر (یعنی جس کاغذ پر تصویریں چھپتی ہیں یا جس پر جمال ہمنشیں چھپی ہے) قسم خاص کا پرچہ چھپا کریگا۔ جس کی قیمت للعہ سالانہ ہوگی۔ جن بیبیوں نے ابتک توسیع اشاعت میں حصہ نہیں لیا۔ قسم خاص اپنے نام جاری کرکے وہ بھی عصمت کی بڑی مدد کرسکتی ہیں۔ جو بہنیں جنوری سے عصمت قسم خاص منگانا چاہیں ۲۰ دسمبر تک منیجر کو مطلع کردیں ۔

جنوری نمبر جولائی نمبر کی طرح جنوری ۱۹۳۳ء کا پرچہ بھی غیر معمولی آب و تاب سے شائع ہوگا ضخامت ۸۰ صفحوں سے زیادہ ہوگی تصاویر بھی کم سے کم پانچ چھ ہونگی حضرت علامہ راشد الخیری قبلہ اس پرچہ کیلئے ایک نہایت دلآویز افسانہ تحریر فرماچکے ہیں انکی تصویر سہ رنگی طبع ہو رہی ہے۔ اس نمبر میں اور بھی بہت اچھے اچھے مضامین ہونگے جو بیبیاں خریدار نہیں ہیں ان سے اس کی قیمت ۱۰؍ لی جائے گی ۔

اختتام سال اس پرچہ کے ساتھ جن بہنوں کی میعاد خریداری ختم ہوچکی ہے انہیں ماہ گذشتہ میں وی پی کی اطلاع دیجاچکی ہے اب ۲ دسمبر سے وی پی روانہ ہونگے۔ وی پی کا واپس کرنا عصمت کو زبردست نقصان پہنچانا اور سنگین اخلاقی جرم کا مرتکب ہونا ہے اسلیے امید ہے بہنیں وی پی وصول فرماکر ممنون کرینگی اور ۱۹۳۳ء میں عصمت کو اور بھی زیادہ دلچسپ و مفید بنانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گی ۔

پچاس روپے کے انعامات

(متعلقہ بزم عصمت صفحہ ۲۸۷ آگے)

اس مہینہ بجائے کوئی معمہ درج کرنے کے عصمتی بہنوں سے دو سوال کیے جاتے ہیں:-

(۱) آپ عصمت کیوں خریدتی ہیں؟

(۲) عصمت کی اشاعت کس طرح بڑھ سکتی ہے؟

پہلے سوال کے جواب میں پچیس لفظوں سے زیادہ نہ لکھے جائیں۔ دوسرے سوال کے جواب میں زیادہ سے زیادہ دس سطریں ہوں۔ ہر سوال کا جواب علیحدہ علیحدہ کاغذ پر دو دو آنے کے ٹکٹوں کے ساتھ خریداری نمبر لکھ کر ۱۵ دسمبر تک بھیجدینا چاہیئے۔

انعام کی صورت یہ ہوگی کہ ایک ہی مضمون کے جوابات علیحدہ علیحدہ کر دیے جائیں گے ان میں سے پہلے پانچ جوابوں میں جو تعداد میں سب سے زیادہ ہونگے۔ علیحدہ علیحدہ قرعہ ڈالا جائے گا اور جن جن بہن کا نام نکلے گا انھیں پانچ پانچ روپیہ کی کتابیں دی جائیں گی باقی جوابوں میں بھی دو قرعے پانچ پانچ روپیہ کی کتابوں کے لیئے ڈالے جائیں گے گویا سات انعامات پینتیس روپے کے ہونگے۔ اس سوال کا جواب دینے والی بیبیوں کے نام گنجایش ہوئی تو رسالے میں درج ہونگے

دوسرے سوال کے جواب پر پانچ پانچ روپیہ کے تین انعامات ہیں جواب لکھنے والی تمام بیبیوں کے نام درج کیے جائیں گے۔

جو بہنیں اس مہینہ میں عصمت کو خریدار دینگی انھیں بذریعہ قرعہ پانچ پانچ روپے کے دو انعام دیے جائیں گے۔

منیجر

کتابوں کا اِنتخاب

مطالعہ کے وقت بہت کم بہنوں نے اس بات کا خیال کیا ہوگا کہ ان کو کونسی کونسی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔ مطالعہ کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ایسی ویسی کتابوں میں وقت خراب نہ کیا جاوے۔ محض چھٹی کی کتابیں پڑھی جائیں۔ اس خیال کو پیشِ نظر رکھ کر میں اپنی رائے عصمتی بہنوں کے سامنے پیش کرتی ہوں +

میں نے اس تحریر میں اول تو بڑی بڑی کتابوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ دوسرے ادنیٰ کتابوں کا یا ایسی کتابیں جنکا مطالعہ اخلاقی حیثیت سے خواتین کے واسطے موزوں نہیں ہے ترک کر دی ہیں +

تاریخ۔ اسلامی تاریخ کی کتابوں میں مولانا اسلم جیراجپوری کی کتاب "تاریخِ امت" کو میں بہت پسند کرتی ہوں اس میں تمام واقعات آسان زبان میں مختصر طور سے دیئے گئے ہیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے سے ایک نظر میں اسلامی تاریخ نظر کے سامنے آجاتی ہے۔ پہلے چار خلفاء کے حالات کی بابت چار چھوٹی چھوٹی کتابوں کا اشتہار عصمت میں شائع ہوتا ہے یہ بہت اچھی اور عام فہم کتابیں ہیں۔ مولانا راشد الخیری صاحب کی الزہرا اور اُمت کی مائیں ہر مسلمان خاتون کی میز پر ضرور رہنی چاہئیں +

مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی چند کتابیں پڑھنے کے لائق ہیں اور دلچسپ بھی ہیں۔ ان کے نام سکینہ بنت حسین، محذرات، اور محذراتِ تیموریہ ہیں۔ آخری دونوں کتابوں میں بکثرت خواتین کے سبق آموز اور دلچسپ حالات لکھے ہیں اور پہلی حضرت سکینہ کی غم بھری داستان ہے۔ مولانا نیاز فتحپوری کی صحابیات بھی قابلِ قدر کتاب ہے۔ جس میں تمام ان خواتین کے حالات درج ہیں جو حضرت رسول مقبولؐ کے زمانہ میں تھیں +

سیرۃ مصطفیٰ [illegible] بیگم صاحبہ بھوپال کی تصنیف ہے اور اُس بزرگ خاتون کی انشا کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ لکھائی چھپائی [illegible] ہے۔

فسانے۔ آج کل قصوں اور ناولوں کی وہ کثرت ہے کہ میں عصمتی بہنوں سے گزارش کرونگی کہ وہ آنکھ بند کر کے ہر ناول نہ پڑھا کریں۔ بہت سے فسانے اخلاق سے گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ بہت ضرورت سے زیادہ طویل اور کچھ ایسے بھی ہیں جو گو کچھ نقصان نہیں پہونچاتے لیکن فائدہ بھی نہیں پہونچاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ڈپٹی نذیر احمد مرحوم کی چند کتابیں قابل ذکر ہیں:۔ (۱) مراۃ العروس جو عام طور سے اصغری اکبری کی کتاب کے نام سے مشہور ہے (۲) بنات النعش۔ (۳) محصنات اور (۴) ایامیٰ۔ بہنیں ان کتابوں کے ناموں پر نہ جائیں۔ نام تو سمجھ میں نہیں آتے ہیں لیکن کتابیں خوب ہیں +

ڈپٹی صاحب کے بعد مولانا راشد الخیری کا نمبر ہے جس کثرت اور جس خوبی کے ساتھ زنانے ناول انہوں نے لکھے ہیں اس نے انکا درجہ ڈپٹی نذیر احمد سے بڑھا دیا ہے۔ انکی کتابیں اس قابل ہیں کہ بہنیں ضرور انکا مطالعہ کریں۔ لیکن اگر کوئی خاتون اتنا وقت نہیں نکال سکتی ہیں تو میں انسے عرض کرونگی کہ وہ صبح زندگی، شام زندگی، شب زندگی، اور منازل السائرہ کا تو ضرور ہی مطالعہ کریں۔ وہ کتابیں فریب زندگی اور سراب زندگی مولانا خیری صاحب کے طرز پر کسی خاتون نے لکھی ہیں یہ بھی خوب ہیں۔ جن بہنوں کو عبرت کے غمگین ترین قصے دیکھنے ہوں وہ خواجہ حسن نظامی کے غدر دہلی کے افسانے ملاحظہ کریں۔ اس سلسلہ میں دو کتابیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں: ایک گودڑ کالال" جو لاہور سے شائع ہوئی ہے اور جسکا ایک حصہ میں نے دیکھا ہے۔ نہایت پیاری کتاب ہے۔ دوسری کتاب لکھنؤ کی ایک خاتون کی تصنیف ہے اسکا نام شوکت آرا بیگم ہے۔ حکیم محمد علی کی تصنیفات میں گودڑ عقد بیوگان کی موافقت میں بہت خوبی سے لکھی گئی ہے۔ ایک بنگالی ناول کا ترجمہ کسی صاحب نے "اپورنا کے مندر" کے نام سے کیا ہے۔ یہ کتاب بھی بہت دلچسپ اور قابل مطالعہ ہے

مختصر فسانوں میں پریم چند کی پریم پچیسی اور پریم بتیسی اور مولانا راشد الخیری کی جوہر عصمت (جدید) عصمتی بہنوں کے مطالعہ کے قابل ہیں +

اخلاقی اور مذہبی کتابوں میں بہشتی جوہر، زنانہ بستہ، سابق فرمانروا سے بھوپال کی

چند کتابیں خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ بعض خاندانوں میں ان کتابوں کو جہیز میں دینے کا رواج ہے۔

نظم کے سلسلہ میں سب سے پہلے مولانا حالی کا نام لینا ضروری ہے سب سے پہلے انہوں نے خواتین کی فریاد اور ان کے مطالبات کو نظم کا لباس پہنایا۔ میں بہنوں سے عرض کرونگی کہ ان کی کتابوں کا ذخیرہ نامکمل ہوگا اگر اس میں حالی کی نظمیں نہیں ہیں۔

اقبال کے کلام کا بہت کم حصہ ہم لوگوں کے واسطے لکھا گیا ہے اس لیے ہمارے لیے بہت ادق ہے۔ البتہ ترانہ، شکوہ اور جواب شکوہ اس قابل ہیں کہ انکے بعض حصے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو زبانی یاد کرائے جائیں۔ ان کی "جگنو" کی نظم بہت پیاری ہے اور "نیا شوالہ" بھی بہت اچھی نظم ہے۔ احمد علی شوق لکھنوی نے عالمِ خیال اور بعض دیگر نظموں میں خواتین کے جذبات کا سچا فوٹو پیش کیا ہے۔ یہ بہت پیاری نظمیں ہیں بہنیں انکو پڑھ کر بہت خوش ہونگی۔

مولانا شبلی کی چند نظمیں جن میں اسلامی تاریخی واقعات نظم کیے گئے ہیں اچھی ہیں۔

سید راحت حسین کی نظموں کو عصمتی بہنوں نے بہت مطالعہ کیا ہے۔ رودادِ قفس مولانا راشد الخیری کی ان نظموں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے مختلف وقتوں میں نظم کی ہیں۔ اور ہمارے مطالبات کو مردوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

نظموں کے سلسلہ میں چکبست لکھنوی کا ذکر ضروری ہے انکی بعض نظمیں ضرور اس قابل ہیں کہ خواتین انکو ملاحظہ کریں۔

میرا یہ منشا نہیں ہے کہ اوپر کی ذکر کی ہوئی کتابوں کے علاوہ خواتین اور کوئی کتاب نہ پڑھیں۔ بلکہ میرا منشا محض اسقدر ہے کہ جو بہنیں مطالعہ شروع کرنا چاہیں تو انکو یہ چند سطریں کتابیں انتخاب کرنے میں مدد دیں۔ میں کسی دوسرے موقعہ پر ان کتابوں کا ذکر کرونگی جو امورِ خانہ داری، صفائی، بچوں کی پرورش وغیرہ پر لکھی گئی ہیں۔

مسز یوسف الزماں لکھنؤ

صحّت

(سلسلہ کے لئے اکتوبر کا پرچہ صفحہ ۲۰۸ ملاحظہ فرمائیے)

آنکھوں کی ورزش۔ اس ورزش سے بینائی بڑھ جاتی ہے یعنے اگر کوئی ۵۰ سال کا بڈھا اسکو شروع کرے تو عینک سے ایک حد تک آزاد ہو جاتا ہے۔ جو طریقہ میں ذیل میں لکھوں گی نہایت زُود اثر اور موثر ہے مگر پھر اس میں بھی اسی بات کا دخل ہے ارادہ دلی اور روزانہ بلاناغہ کرتے رہنا۔ ایک دن کیا ایک دن چھوڑ دیا اس سے کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ اگر بچوں کو کرایا جائے تو ازحد مفید ثابت ہوگا۔ اور عینک کی ممکن ہے کہ ضرورت نہ ہو۔ میں نے یہاں تک دیکھا ہے کہ بوڑھے آدمیوں کی عینک چھوٹ گئی ہے اور اچھی طرح بغیر عینک کے پڑھ لکھ سکتے ہیں۔

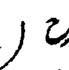
نمبر ۱۔ دونوں آنکھوں کو، آدھے چکر میں، اوپر کی طرف، پہلے سیدھی سے بائیں طرف اور بائیں سے سیدھی طرف اس طرح  پھرائیں۔ سیدھے سے بائیں اور بائیں سے داہنی طرف ایک ورزش ہوئی۔ اسی طرح پچاس دفعہ کرو۔ گردن اور سر کو نہ ہلاؤ۔ بالکل سیدھی کھڑی رہ کر کرو۔

نمبر ۲۔ جس کو ہماری طرف کان پٹی کہتے ہیں اور انگریزی زبان میں ٹمپل۔ وہاں پر چاروں انگلیاں جڑی ہوئی پچاس دفعہ بہت آہستہ آہستہ ماریں۔

نمبر ۳۔ سیدھی طرف سے پیچھے دیکھنے کی کوشش کرو۔ جتنا دیکھ سکو کوشش سے دیکھو۔ پھر اسیطرح بائیں طرف سے پیچھے دیکھو۔ خوب مشق کرنے سے بہت دور تک نظر آتا ہے۔ اگر گردن کو سخت رکھو نہ سر ہلاؤ نہ گردن بالکل سامنے دیکھتی رہو۔ پھر ورزش میں اسی طرح بغیر سر اور گردن ہلائے صرف آنکھوں کو حرکت دو۔

نمبر ۴۔ دونوں آنکھوں کو برابر گول چکر میں پھراؤ پچیس دفعہ بائیں سے سیدھی طرف اور پچیس دفعہ دائیں سے بائیں طرف دھیان سے پھراؤ اوپر سے شروع کرکے نیچے کی طرف سے چکر پھراکر اوپر آؤ۔ اور اس طرح  اچھا گول چکر پھراؤ +

نمبر ۵۔ گردن اور سر کو سخت رکھ کے سر کی طرف دونوں آنکھوں کو اوپر پھراؤ اور نیچے کی طرف سیدھا اپنے سینہ کی طرف دیکھو اس طرح پچاس دفعہ اوپر نیچے دیکھو +

نمبر ۶۔ جس طرح ورزش نمبر ا میں اوپر کی طرف آدھا چکر دیا تھا اسی طرح اب نیچے کی طرف گردن جھکاکر اس طرح 

دائیں سے بائیں اور بائیں سے سیدھی طرف برابر آدھا چکر دو۔ پچاس دفعہ +

نمبر ۷۔ اپنے سامنے، سیدھا، جتنی دور دیکھ سکو، غور سے دیکھ کر چیزیں پہچاننے کی کوشش کرو اور آہستہ آہستہ آنکھوں کو آسمان کی طرف پھراکر، بادل وغیرہ کی شکلیں اور پرندے تارے چاند وغیرہ وغیرہ جو کچھ درمیان میں نظر آئے دیکھتی ہوئی اپنے نزدیک کی چیزوں پر نگاہ غور ڈالو۔ اس طرح ۴ یا ۵ دفعہ کافی ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ آفتاب پر مطلق غور سے نہ دیکھو ورنہ آنکھیں خراب ہو جائیں گی۔ اس سے احتراز شرط ہے +

زہرا بیگم فیضی (بمبئی)

بیماریاں

اِن کے پیدا ہونے کے اسباب اور دُور کرنے کے طریقے

(گذشتہ اشاعت کے آگے)

چیچک SMALL POX جسکو سیتلا بھی کہتے ہیں۔ بڑی چھوت والی بیماری ہے۔ اسے ایک قسم کے زہریلے پھوڑوں کا بخار کہہ سکتے ہیں۔ **علامات۔** جسم میں زہر داخل ہونے سے دس یا بارہ دن کے بعد یہ بیماری ظاہر ہوتی ہے۔ درد سر تمام جسم اور خاص کر پیٹھ میں درد۔ کبھی کبھی گلے کا درد۔ زکام سے قے۔ زبان میلی قبض ہذیان بہت کمزوری یہ سب اس مرض کی علامتیں ہیں۔ تین دن کے تیز بخار کے بعد دانے نکل آتے ہیں۔ پہلے چہرے اور پیشانی پر پھر تمام جسم پر دو دن میں سارے دانے نکل آتے ہیں۔ پہلے صرف لال رنگ کے نشان سے نظر آتے ہیں۔ دبانے سے گم ہو جاتے ہیں پانچویں دن ابھر کر سخت ہو جاتے ہیں۔ ساتویں دن پیپ پڑ جاتی ہے۔ **روک۔** اس بیماری کا کوئی خاص علاج نہیں۔ مگر بچنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے۔ کہ بچپن ہی میں ٹیکا لگوا دیا جائے۔ جب سے اسکا ٹیکہ جاری ہوا ہے۔ بیماری بہت گھٹ گئی ہے۔ اگر ٹیکا لگنے پر چیچک نکل بھی آئے۔ تو چنداں خطرناک نہیں۔ مریض کو الگ اور اندھیرے کمرے میں رکھنا چاہیئے۔ دروازے اور کھڑکیوں پر پردے لگا دینے چاہئیں۔ داخلی دروازے پر جو پردہ لگایا جائے اُسے اسّی یا ساٹھ حصہ پانی اور ایک حصہ کاربالک ایسڈ ملا کر اس میں بھگو لیا جائے۔ جب دانے نکلیں۔ تو ڈاکٹر سے پوچھ کر میٹھا تیل اور چونے کا پانی ملا کر اچھی طرح لگا دیں۔ یا زنک آئنمنٹ لگانا چاہیئے۔ جب دانے سوکھنے لگیں۔ تو زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ اسوقت مریض کو باہر نہ جانے دو کیونکہ جب چھلکے اُترتے ہیں۔ تو بیماری پھیلنے کا ڈر ہے اسلئے جانے

چھلکے ادھر اُدھر نہ گریں۔ جو گریں۔ ان کو جلا دو۔ بیمار کے لیے دودھ۔ ساگودانہ۔ ڈبل روٹی اور پھلوں کا رس بہت بہتر ہے۔ بیمار کے برتن الگ رکھو۔ اور انہیں استعمال کرنے کے بعد پوٹاس پرمینگنیٹ سے دھو ڈالو۔ بیمار کے کپڑے دھوبی کو مت دو۔ اس سے بیماری پھیلتی ہے۔ بلکہ گھر میں ہی احتیاط سے کاربالک لوشن سے دھونے چاہئیں۔ آخر میں جلا دینے چاہئیں۔ اور مریض کے کمرے میں سفیدی کرائیں۔ گندھک جلائیں۔ اور فرش کو کاربالک لوشن سے دھوئیں۔ بیمار کو صحت یاب ہونے کے بعد دوسرے لوگوں سے ملنے سے پیشتر کسی کیڑے مارنے والی دوائی میں غسل کرنا چاہیے۔

خسرہ۔ MEASLES. یہ بیماری چھوٹے بچوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور اکثر موسم سرما میں۔ علامات۔ بخار کے ساتھ تمام جسم پر لال لال مچھر کے کاٹنے کی سی علامتیں نظر آتی ہیں۔ اگر اس مرض میں کان یا پیٹ کی خرابی ہو جائے۔ تو خطرناک ہے۔ ورنہ کوئی خوف نہیں۔ یہ چھوت کی بیماری ہے۔ گھر میں اگر ایک بچے کو ہو۔ تو دوسروں کو لگنے کا ڈر ہے۔ اس لیے مریض کو الگ رہنا چاہیے۔ کمرے میں صاف ہوا اور دھوپ کا انتظام کافی ہو۔ مگر بہت روشنی نہ آئے۔ کپڑے و بستر وغیرہ کو دھوپ میں ڈالیں۔ اور پانی میں کاربالک ایسڈ ملا کر اس میں بھگوئیں۔ بیمار کو دودھ پھلوں کا رس پانی پینے کو دینا چاہیے۔ تین ہفتے تک بیمار کو باہر نکلنے یا کسی کے گھر جانے نہ دیں۔

تپ دق۔ PHTHISIS. سب کو معلوم ہے۔ کہ یہ بیماری آجکل ہمارے ملک میں بہت بڑھ رہی ہے۔ یہ جوانی میں زیادہ لگتی ہے۔ ہیضہ اور انظرک کی طرح اسکا بھی چھوٹا سا کیڑا ہوتا ہے۔ جو دھول مٹی۔ میلی اشیاء سے سانس کے ذریعے آدمیوں کے جسم میں داخل ہو کر ستیاناس کرتا ہے۔ اس کیڑے کو انگریزی میں ٹیوبرکل بے سلائی کہتے ہیں TUBERCLE BACILLI. تنگ جگہ کی بود و باش۔ ہوا اور روشنی کی قلت خوراک کی خرابی یا کمی جسمانی کمزوری موروثی بیماری اور صحت کے قانون کی خلاف ورزی۔ اس بیماری کے اسباب ہیں۔

یہ بیماری متفرق قسموں کی۔ مثلاً پھیپھڑوں کی۔ پیٹ کی۔ ہڈیوں کی اور دوسری جگہ کی بھی ہوتی ہے۔ مگر پھیپھڑوں اور انتڑیوں کی تپ دق کی تعداد زیادہ ہے۔ علامات۔ بخار اکثر صبح کو نہیں ہوتا۔ بلکہ شام کو زیادہ ہوتا ہے۔ پھیپھڑوں اور پیٹھ میں درد۔ بھوک کی کمی۔ رات کو پسینہ آنا۔ اور کھانسی ہونا۔ اور اس کے ساتھ بلغم آنا۔ کبھی کبھی خون بھی آتا ہے جسم کا وزن دن بدن گھٹتا جاتا ہے۔ دست آتے ہیں۔ کبھی کبھی تے بھی آتی ہے۔ روک پھیپھڑوں کی تپ دق ابتدائی ہو تو خبرداری کریں۔ اور مندرجہ ذیل اُصولوں پر چلیں۔ تو بیماری دُور ہو سکتی ہے۔

مریض کو رات دن کھُلی جگہ رکھا جائے۔ جہاں وہ صاف ہوا میں سانس لے سکے۔ مکان کے سارے دروازے اور کھڑکیاں رات دن کھُلی رہیں۔ اگر ممکن ہو۔ تو بیمار کو رات کے وقت برامدے میں رکھیں۔ پہاڑ کی اور چیڑ کے درختوں کی ہوا اس مریض کی بڑی دوائی ہے۔ اس واسطے معالج بیمار کو پہاڑ جانے کو کہتے ہیں۔ عمدہ مقوی خوراک کھانی مفید ہے۔ جیسے دودھ۔ مکھن ملائی۔ انڈا۔ گوشت کا شوربا۔ پھل سبزی۔ روٹی۔ چاول۔ لیکن یاد رہے۔ کہ خوراک اسی قدر دی جائے۔ جو بیمار ہضم کر سکے۔ دودھ اُبال کر پینا چاہیئے۔ اور بخار کی حالت میں مریض کو لیٹے رہنا چاہیئے۔ کسی طرح کی اُمنگ طبیعت میں نہ آئے۔ رات کو جاگنے۔ نشہ اور بہت محنت سے بیماری بڑھتی ہے۔ بیمار جس کمرے میں رہے۔ رات کو اس میں اور کوئی نہ سوئے۔ بلکہ اُسکے نزدیک ہی دوسرے کمرے میں سوئے۔ بیمار کا بستر۔ خوراک اور برتن الگ رکھنے چاہئیں۔ ان کو کوئی دوسرا نہ استعمال کرے۔ مریض اِدھر اُدھر نہ تھوکے۔ کیونکہ اس بیماری کا زہر تھوک کے ذریعے دوسروں تک پہنچتا ہے۔ اس لیے مریض کو فنائل ڈال کر پیک دان دیدیا جائے۔ جس میں وہ تھوکے۔ پھر وہ تھوک لیجا کر گڑھے میں ڈال کر جلا دیا جائے۔ بیمار کے ٹھیک سامنے بیٹھنا نہیں چاہیئے۔ تاکہ اس کا سانس دوسروں کے اندر نہ چلا جائے۔ پیشاب اور پاخانہ بھی تھوک کی طرح زہریلا ہے۔ اس لیے اس کو بھی جلا دینا چاہیئے۔ دھول سے

بچنا چاہیئے۔ اور مریض کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بیماری کبھی کبھی اچھی ہوکر پھر ظاہر ہو پڑتی ہے۔ صحت یابی پر بھی دوسرے آدمیوں کے ساتھ ایک برتن میں کھاتا ایک کمرے میں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ پرانے ڈاکٹروں کا یہ خیال ہے کہ اگر یہ بیماری کسی آدمی کو ہو۔ تو اسکی نسل ہی میں چلی جاتی ہے۔ لیکن آجکل کے ڈاکٹروں کی رائے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ صرف نسل میں ہی ہونے سے یہ بیماری نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ کمزور آدمی جو خبرداری سے نہیں رہتے۔ مریض کے ساتھ رہتے اور کھانے کی حفاظت نہیں رکھتے۔ ان میں اس بیماری کا کیڑا جلدی اثر کرتا ہے۔ جس گھر میں کوئی تپ دق کا مریض رہ چکا ہو۔ اُس میں بغیر ڈس انفکٹ کیے دوسرے آدمی قیام نہ کریں۔ دیواروں کو کھرچ کر مرکری لوشن سے دھو کر سفیدی کرانی ضروری ہے۔ اگر فرش پکا ہو تو کاربالک لوشن سے دھونا چاہیئے۔ اگر کچا ہو۔ تو کھود کر نئی مٹی ڈال کر پھر لپائی کرانی چاہیئے ٭

کلثوم سعید خانم دینانگر

لڑکی کی نسبت

ایک عرصے سے شادی، بیاہ، منگنی یا منگیتر سے خط و کتابت پر متعدد مضامین "عصمت" میں شائع ہو رہے ہیں، موضوع اگرچہ نہایت اہم ہے مگر اکی نسبت میں اپنے ذاتی خیالات کی توضیح کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھتی ہوں، سردست میرے قلم کی جنبش اس قدیم و فرسودہ رسم کی بیخکنی پر آمادہ ہے جو خصوصاً برار میں (برار کے باہر کا مجھے علم نہیں) اپنی انتہائی سختی کی وجہ سے جہالت کی آئینہ بردار ہے۔ میرے خیال میں جب تک پہلے بے معنی اور مذموم مروجہ رسموں کا سد باب نہ ہو اسوقت تک ترقی کا ہر زینہ معرض بحث ہی میں رہیگا۔ ہر حال برار میں منجملہ دیگر رسوم قبیحہ کے ایک یہ ہے کہ جب والدین کو لڑکی کی نسبت مقصود ہو تو وہ تلاش بر میں خود کہیں باہر نہیں جا سکتے جب تک گھر بیٹھے ہی انکے ہاں خود کسی لڑکے کا پیغام نہ آجائے۔ یعنی لڑکی کے لیے تلاش بر میں نکلنا انکے لیے غیرت و خودداری کے خلاف ہے۔ حالانکہ غیرت و خودداری کا دراصل اس میں کوئی سوال ہی نہیں مگر یہ ایک رسم ہے جس کی تقلید ضروری ہے ورنہ انگشت نمائی ہوگی کہ لڑکی کے بر کی تلاش ہو رہی ہے۔ نہ معلوم مسلمانوں میں یہ رسم کہاں سے منتقل ہوئی، ہندوؤں سے یقیناً نہیں آئی کہ انکے ہاں بالکل اس کے برعکس ہے اور نہایت اچھی رسم ہے کہ خود لڑکی والے تلاش بر میں نکلتے ہیں اور اپنی لڑکی کی مرضی کے موافق کسی بر کا انتخاب کر لیتے ہیں اور اس طرح تبادلۂ خیالات کے بعد وہ ایک فیصلہ کن نتیجہ پہ پہنچ جاتے ہیں لڑکے والوں کی طرف سے نسبت کی نامنظوری ہمیشہ کسی عذر ہی پر پیش کیجاتی ہے چنانچہ لڑکی کے والدین کو برا معلوم ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اور نہ برا معلوم ہونا چاہیئے بھی، کیا خود لڑکی کے والدین بعض اوقات لڑکے کا پیغام بیدردی سے نہیں ٹھکرا دیتے؟ پھر نہ معلوم لڑکی والا

ہی کی غیرت وخودداری کیونکر مجروح ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ رسم عملاً عام ہے کہ ہمیشہ لڑکی کے والدین بغیر کسی جدوجہد کے اچھا سا بر حاصل کریں چنانچہ وہ اس کے منتظر رہتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کبھی کسی بر کی نہیں آتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کی عمر بہت زیادہ ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ تجاوز عمر لڑکی کے حق میں ظلم اور والدین کے حق میں سنگین جرم ہے دوسرے بالفرض اتفاقاً کسی بر کے آجانے سے بعد منظوری شادی ہو بھی گئی تو وہ بصورت مجبوری ہوگی جس میں بڑا اچھا ہوگا اگر صورت حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور لڑکی کے تجاوز عمر کا خیال کرتے ہوئے اسکو قبول کرنا ہی پڑیگا جسکا نتیجہ لڑکی کے حق میں صریحاً ظلم ہے کہ مدت دراز میں بھی اسے بر ٹھیک نہ ملا ۔

میں تو کہتی ہوں کہ لڑکی کے والدین آخر بر کا انتظار ہی کیوں کرتے ہیں چاہیے تو یہ کہ جہاں لڑکی عمر کو پہنچی فوراً تلاش بر کے لیے سلسلۂ جنبانی شروع ہو جانی چاہیے انتظار کے تو یہ معنی ہوئے کہ لڑکی نہ ہوئی کوئی بڑی شہزادی ہوئی جس کے حسن، اخلاق، صورت، سیرت، علم و عمل، سلوک و برتاؤ کا ایک دنیا میں چرچا ہے کہ انکے ہاں اب شہزادوں کا ایک ہجوم ہوگا اور ان میں سے جسکو چاہیں گے چن لیں گے۔ ممکن ہے کہ یہ صورت بھی بعض حالتوں میں جہاں لڑکی بے حد تعلیم یافتہ ہو حقیقت کی حد تک پیدا ہو مگر تاہم بھی مشکل ہی سے ایکا دھ مثال مل سکے ہاں برعکس ضرور ہے کہ سوائے چند خویش و اقارب یا دوستوں کے کوئی جانتا بھی نہیں کہ انکے گھر لڑکی بھی ہے یا نہیں چہ جائیکہ تعلیم یافتہ ہو، سن شعور کو پہنچ چکی ہو، سلیقہ شعار ہو ایسی ہمدردی ہو اسے ہو کچھ بھی نہیں۔ لڑکا اپنی نسبت کے لیے آزاد ہے وہ جہاں چاہیگا اپنی شریک زندگی ڈھونڈھ سکتا ہے۔ اب لڑکی کے والدین کا انتظار آخر کس امید پر جبکہ امید خود بھی یاس بن جاتی ہو ۔

لڑکی کے انتظار بر کی یہ خود ساختہ غیرت و برخود غلط خودداری میرے خیال میں اب بالائے طاق رکھدی جائے تو بہتر ہے کہ اس میں نقصان ہی نقصان

ہے اور نفع خاک نہیں، اگر یہ بے بنیاد اور سراپا ظلم رواج ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں بھی رائج ہے تو میں اُمید کرتی ہوں کہ شریف و تعلیم یافتہ خواتین اس کے سدباب میں میری ہم آہنگ ہوں گی اور خصوصیت کے ساتھ برار کی خاندہ خواتین اس کی بیخکنی پر آمادہ عمل +

نواب بیگم مرزا غلام علی بیگ دے پا پور دربار)

لڑکیوں سے اجازت شادی

زیادہ آزادی کو اگرچہ میں پسند نہیں کرتی لیکن میری رائے میں بَر کے انتخاب میں لڑکیوں کی پسندیدگی اور رائے کو نظر انداز کر دینا زیادتی کہا جاسکتا ہے میرے خیال میں اس میں کوئی ہرج نہیں کہ لڑکیوں کو اختیار دے دیا جائے کہ بر کے انتخاب میں اپنا خیال صاف ظاہر کر دیں۔ والدین کو چاہئے کہ لڑکے کے متعلق جس قدر حالات بھی معلوم ہوں بلا کم و کاست لڑکی پر ظاہر کر دیے جائیں تاکہ لڑکی تمام حالات پر غور کر کے اپنے مستقبل کے لئے فیصلہ کر سکے۔ اچھی سمجھدار تعلیم یافتہ و تربیت یافتہ شریف لڑکی والدین کو انتخاب پر ادب سے سر جھکا دیتی ہے اور کوئی ایسی بات نہیں کرتی جو خلاف تہذیب و باعث بدنامی ہو +

بنت شمس الہدیٰ صاحب بھاگلپور

اگر

آپ بھی عصمت کی ترقی چاہتی ہیں تو اپنے حلقۂ اثر میں عصمت کے خریدار پیدا کیجے +

منیجر

نعتیہ سلام

(از محترمہ زہرہ نقی الحسن صاحبہ کھام گاؤں برار)

محبوبِ حق سے کہدے کوئی سلام میرا — حاضر ہوں در پہ مولا لیجے سلام میرا
عزت ملی ہے تمکو قربِ خدائے تعالیٰ — خالق سے میرے کہدیں مولا سلام میرا
احمد کے بعد حیدرؑ حسنینؑ و فاطمہؑ سے — بادِ صبا تو کہیو سب سے سلام میرا
فرمان ہے خدا کا جن و ملک بشر پہ — احمد کی بات سمجھو گویا کلام میرا
منکر جو ان سے ہوگا اُمت میں وہ نہ ہوگا — ہوگا عتاب اُس پہ ہر صبح و شام میرا
اَے احمدِ کرم! مالک ہو دو جہاں کے — بھیجوں درود تم پر ہے فرض عام میرا
ہے آرزو یہ میری دیکھوں مزار تیرا — مکہ کی سرزمیں پر آخر ہو کام میرا
میں کلمہ گو ہوں تیری عاشق ہوں مرتضیٰؑ کی — شیدائے پنجتن میں لکھا ہے نام میرا
بہرِ حسینؑ مولا کوثر کا جام دینا — لکھ لیں حضور دارالجنت میں نام میرا
اے ساکنانِ جنت احسان ہوگا مجھپر — حضرت سے جا کے کہدے کوئی پیام میرا

رنجیدہ کیوں ہے زہرؔہ اب خوش ہو حبیبِ حق تک
حوروں نے جا سُنایا شہ کو سلام میرا

مرسلہ ا۔ص بنت نقی الحسن صاحب

ویڈیا کی سرگذشت حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہٗ کا یہ مختصر ناول اسی مہینہ میں چھپا ہے۔ فیشن اور جدت کی دلدادہ ایک انگریزی خاتون کی زندگی کے نتیجہ خیز و عبرتناک حالات اُسی کی زبانی۔ مغربی معاشرت کا ایک نہایت کامیاب مرقع یورپین میاں بیوی کے تعلقات کا ہو بہو فوٹو قیمت صرف ۴ر

منیجر عصمت دہلی

سفرنامہ حج

(سلسلہ کیلئے ستمبر ۱۹۳۷ء کا رسالہ ملاحظہ فرمائیے)

ہمکو اس گندگی سے سخت تکلیف تھی۔ خیر لشتم پشتم رات گذاری میرے سب عزیز آرام سے سوگئے میں بڑی مشکل سے سب سے آخری منزل پر چڑھی۔ جدہ کی بندرگاہ کا عجیب نظارہ تھا کئی جہاز برابر برابر کھڑے تھے اُنکی روشنی سے سمندر جگمگا رہا تھا۔ ہمارے مکان سے بہت قریب مسجد تھی آدھی رات کے بعد ترحیم شروع ہوئی۔ ہمارے ہندوستان میں قاعدہ ہے مؤذن ایک جگہ رو بہ قبلہ کھڑے ہوکر اذان دیتا ہے عرب میں یہ دستور نہیں بلکہ بجائے اسکے مینار کے چاروں طرف پھرتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں دو قدم آگے بڑھے پھر ٹھہر گئے پھر دو قدم آگے بڑھے کہدیا ترحیم کے الفاظ میں انشاء اللہ آگے لکھوں گی اسوقت میری آنکھ کھل گئی۔ بہت خوش آوازی سے وہ صاحب پڑھ رہے تھے ابتک ہمکو یہ سوچنے کا بھی موقعہ نہیں ملا کہ ہم کہاں آ گئے۔ خیال آتے ہی دل باغ باغ ہوگیا۔ سبحان اللہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں۔ ہمارا قدم آج اُس ملک پر ہے جسکا نام عرب شریف ہے اور جس کی تعریف میں خدا نے فرمایا ہے اِنَّا اَنزَلنٰهُ قُرآنًا عَرَبِیًّا یعنے ہمنے قرآن کو عربی زبان میں اُتارا یہی وہ ملک ہے جس میں خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اسی میں مکہ شریف اور مدینہ شریف ہے اسی ملک سے اسلام نکلا سوائے اس ملک کے کسی میں یہ تخصیص نہیں کہ سوائے اسلام کے کوئی دوسرا مذہب ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے ہمکو اس مبارک ملک میں پہونچایا۔ الحمد للہ الذی مَنَّ عَلَینا وبشرنا بهٰذهِ السَّعَادَةِ ۔
صبح ہونے پر جلدی جلدی کھانے سے فارغ ہوئے۔ ہمارے وکیل نے ہمکو اونٹ

کرایہ پر کر کے دیئے اور شغدف شبریان خرید کر دیں ہمنے چار شغدف اور دو شبریان خرید لیا
ایک اونٹ سامان کا کیا۔ پانچ بجے کے قریب ہمکو آواز پڑی کر سوار ہو جاؤ۔ تمام دن میں
اصرار کرتی رہی کہ حضرت حوا کی قبر شریف دکھا دو۔ بدقسمتی سے جتنے میرے ہمسفر تھے سب
مُردہ دل اور بدشوق۔ سوائے میرے کہ دل چاہتا تھا کوئی چیز نہ چھوڑوں۔ خالدہ کے
والد نے کہا انشاء اللہ واپسی پر دکھائیں گے غرض ہمارے وکیل صاحب نے جو اس قدر
نام عزیز تھے بڑی بدمزاجی سے پکارنا شروع کیا۔ غصہ کے مارے انکا یہ حال تھا بس نہیں
چلتا تھا کہ حاجیوں کو کچا کھا جائیں۔ میری جٹھانی کا نام انکو معلوم ہو گیا اسواسطے کہ شریف
کا حکم تھا سب حاجیوں کے نام لکھ لیے جائیں غرض خالد صاحب کو انکا نام ازبر یاد ہو گیا
اونٹوں پر سوار ہوتے وقت انہوں نے اس بُری طرح پکارنا شروع کیا اری او حسینہ
کہاں مر گئی۔ کبھی کہیں نامراد حسینہ جلدی آچک غرض ہم جب اونٹوں کے قریب پہنچے
تو خدا یاد آ گیا۔ اوسان باختہ ہو گئے۔ یہ سمندر سے بھی زیادہ وحشت کی سواری ہے۔ لیکن
کیا کر سکتے تھے بیٹھنا ہی پڑا۔ خشکی کی بسم اللہ مجریہا پڑھ کر سوار ہو گئے اُسی وقت ایک روپیہ
کی سیڑھی خریدی۔ سیڑھی اونٹ کی گردن پر لگتی ہے عجب بیچارا سخت جان ہوتا ہے۔
میرے اونٹ کو چار آدمیوں نے پکڑا۔ یہ میرا صرف خوف تھا وہ بیچارا بڑا محنتی جفاکش
غریب جانور ہے۔ ہماری رات کیونکر گذری اسکا علم خدا ہی کو ہے ہوا میں معلق اُڑتے
جا رہے تھے میرا اور خالدہ کا خوف کے مارے عجب حال تھا خالدہ کے والد کو جوں جوں
تکلیف پہنچتی تھی غصہ آتا تھا۔ میری والدہ ضعیفہ بڑی بُردبار اور غریب تھیں۔ وہ اپنے
داماد کے ساتھ شغدف میں بیٹھی تھیں جو اُنکے سگے بھانجے بھی تھے۔ میں اور خالدہ ایک
شغدف میں زاہدہ بیگم خیریہ اور انکا لڑکا ایک شغدف میں۔ ایک میں میری جٹھانی اور حج بدل
کرنے گئی تھیں وہ تین۔ شبری میں ملازم اور ایک عورت۔ شغدف کی عجیب بندش ہوتی
ہے اور عجب طرز کا بنا ہوا ہوتا ہے جو دیکھے وہی سمجھ سکتا ہے۔ جس نے نہیں دیکھا اسکی سمجھ سے

باہر ہے۔ رات بھر ہم چلتے رہے اونٹ کی چال کے ساتھہ اعضار کا ایک ایک جوڑ ہلتا تھا۔ میری بچی کا روتے روتے عجب حال تھا بچارا ہارا بد وسعید بہلاتے سمجھاتے حیران ہوگیا ایکدم سے جاتا تھا اُسکی خوف لا۔ اخی خوف لا۔ تمام راستے آواز چلی آرہی تھی مویا یعنی پانی ٹھنڈا۔ خرید و تو گرم اور بُودار +

صبح کے قریب ہم حدیبیہ پہنچے جسکو اب بحیرہ کہتے ہیں۔ میری بہت سی بہنیں یہ نہ جانتی ہونگی کہ یہ کیا جگہ ہے بظاہر تو یہ ایک منزل کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور جدہ کے درمیان واقع ہے لیکن میری عزیز بہنوں یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ حج کے ارادہ سے تشریف لائے تھے تو ٹھہرے تھے اور کفار قریش نے مکہ سے آکر آپ کے قافلہ کو یہیں روکدیا تھا اور آگے نہ بڑھنے دیا تھا۔ جہاں ایک کیکر کے درخت کے تلے آنحضرت نے بیعت لی تھی یعنے مسلمانوں سے اقرار لیا تھا کہ جہاد میں شریک ہونگے اور جس کی بابت قرآن شریف میں ایک سورت چھبیسویں پارے میں تمام وکمال اس واقعہ سے بھری پڑی ہے جسکا نام سورہ الفتح ہے کیکر کے کچھہ درخت اب بھی باقی ہیں مگر وہ خاص درخت حضرت عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ خلافت میں کٹوا دیا گیا۔ کیونکہ اس کی تعظیم بڑھتے بڑھتے لوگ اسپر چلہ کرنے لگے تھے اور منتوں کے ڈورڈے باندھنے لگے تھے ہم نے جلدی سے کھانا پکایا۔ دھوپ تیز ہوچلی تھی اور لُو چلنی شروع ہوگئی تھی۔ کبر غضب کی لپٹ تھی آدمی جلے جارہے تھے۔ یہاں ایک چھوٹی صراحی پانی کی چار ملل کی مل رہی تھی تھوڑی دیر میں دو ڈاکٹر آئے سب کی نبض دیکھی خالدہ کے والد نے بھی دکھائی اور کچھہ دوا بھی لیکر کھالی۔ گرمی بیحد بڑھ رہی تھی مردوں کی بڑی وقت تھی حالت احرام میں صرف دو چادریں تقریباً بالکل ننگے صرف ستر پوشی سمجھہ لینی چاہیئے۔ اسی حالت میں بڑی دور چلے گئے وہاں سے واپس آئے تو لُو لگ چکی تھی عجب کیفیت تھی +

بعد عصر ہم پھر اونٹوں پر سوار ہوئے اور اپنی جان خدا کے حوالے کرکے ہوا میں اڑنے لگے۔ صبح آٹھ بجے کے قریب مکہ معظمہ پہونچے۔ سبحان اللہ ہم کہاں آ گئے۔ کعبۃ اللہ کی طرح طرح کی صورتیں آنکھوں میں پھر رہی تھیں اور آنکھیں ہمہ تن شوق بنی ہوئی تھیں تمام قافلے کی نگاہ اُدھر ہی کی طرف جمی ہوئی تھی۔ اسوقت ہم وادی مکہ میں تھے۔ وادی اُس مقام کو کہتے ہیں جو دو پہاڑوں کے بیچ میں میدان ہوتا ہے۔ خالہ کے والد بڑی مشکل سے ملازم کی مدد سے اُترے اور تھوڑی دور چلکر بیٹھ گئے طبیعت بہت خراب تھی چل نہ سکے۔ میں گھورتے گھورتے تھک گئی اور یہ خیال کرتے کرتے تھک گئی کہ ایسا بنا ہوا ہوگا اور ایسا بنا ہوا ہوگا چلتے چلتے آمدہ آ گئی کسی طرح راستہ ختم نہ ہوتا تھا شہر کو میں گھسنے کے بعد یہی خیال رہا آخر بہت سی تپلی تپلی اور چوڑی چوڑی گلیوں کے بعد ایک جگہ قافلہ ٹھیرا۔ سامنے سے سفید براق کپڑوں والے عربوں نے آکر پوچھا معلم کون؟ ہمنے حسب ہدایت اپنے معلموں کا نام بتا دیا تھوڑی دیر کے بعد قافلہ منتشر ہوگیا۔ جسوقت ہمارا قافلہ ٹھیرا تھا تو سامنے ایک بڑے پہاڑ پر چند سپاہی بڑی خوش آوازی سے انگریزی بینڈ بجا رہے تھے معلوم نہیں وہ ہمارے آنے کی وجہ سے بجا رہے تھے یا کچھ اور بات تھی انکی وردی دیکھکر ہنسی آتی تھی۔ جس طرح ہمارے ملک ہندوستان میں بندر نچانے والے گھٹنوں تک کا بندریا کو لہنگا پہناتے ہیں اسی طرح گھٹنوں تک وہ ڈھیلے ڈھیلے کرتے پہنکر کمر سے باندھ لیتے ہیں۔ غرض ہم اپنے رب کی مہربانی سے گلِ مقصود کے قریب پہونچے۔ کہتے ہیں سب سے پہلے جو نظر پڑے تو جو دعا مانگو قبول ہوتی ہے۔ اُسوقت میں نے بہت ساری دعائیں مانگیں۔ جن بہنوں سے میری خط وکتابت ہے اور جن بہنوں نے مسجد سرریہ میں چندہ دیکر مجھکو ممنون کیا اُن سب کے واسطے دعائیں مانگیں اللہ قبول کرے +

پھر ہم معلم صاحب کے گھر پہونچے وہ ہمکو اسی وقت طواف کعبہ کے واسطے لیگئے

تاکہ ہم احرام اتار کر فراغت ہوں۔ معلم صاحب پوچھتے تھے۔ عذر تو نہیں۔ حرم شریف میں آکر ہمنے سات چکر کعبہ شریف کے گرد لگائے۔ ہمارے معلم صاحب اپنی زبان سے ایک ایک حرف کہتے جاتے تھے اور ہم تمام اسکو حرف بہ حرف ادا کرتے جاتے تھے میری ٹانگوں سے چلا نہ جاتا تھا مگر چلتی تھی۔ طواف کعبہ سے فراغت پاکر اب صفا مروہ گئے جو حرم شریف کے بالکل قریب ہے۔ سعی کرنے کے واسطے یہاں بھی سات پھیرے کرتے ہیں۔ (باقی آیندہ)

حامدہ بیگم خیری

سیتا

رب العزت نے اِنسانی ہستی پر اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ دُنیا پر بھی متفرق گروہوں کو مختلف خدمات کے لیئے مامور کیا ہے۔ فرض منصبی جو ایک اعلیٰ درجہ کے فرائض میں سے ہے۔ اُس کی ادائیگی ہر شخص کے ساتھ جُدا ہے۔ ایک بادشاہ کا فرض ہے کہ رعایا کی خوشنودی میں اپنی دولت و زندگی کو گذار دے۔ ایک غلام کا فرض ہے کہ اپنے آقا کی خدمت دیانت داری سے کرے۔ اسی طرح ایک عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی ہستی کو مٹا دے۔ اگر تعصب کے پردہ کو نگاہوں سے ہٹا دیا جائے تو مُسلمان خواتین کے لب سے بھی سیتا کی سوانح عمری کے مطالعہ کے بعد تحسین و آفرین نکلے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نیک عورت نے اطاعت شوہر میں جسقدر قربانیاں کیں آج وہ دُنیا کی نگاہوں میں کندن بنکر چمک رہی ہیں۔ فرض کی انجام دہی اُس نے جس حُسن و خوبی کے ساتھ کی۔ اس کی یادگار آسوقت سے اسوقت تک ہر ہندو عورت کے دل میں ستیا دیوی کی طرح اس کی پرستش کی جا رہی ہے۔ ہندو عورت میں اسکا نام صرف قابل عزت ہی نہیں ہے بلکہ مذہب بنکر جاگزین ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ سیتا کی زندگی ایک ایسی مثال پردہ دُنیا پر قایم کرتی ہے کہ ہر عورت کو اسکا نمونہ بننا چاہیئے۔ خدا کا حکم رسول کا فرمان کھلے لفظوں میں پکار پکار کر کہہ اور بتا رہا ہے کہ عورتوں کی زندگی شوہر کے اطاعت سے وابستہ اور پیوستہ ہو۔ دُنیا کی ہر مصیبت اور زمانہ کی ہر کلفت خاوند کی خوشنودی کے لیئے برداشت کرنا نیک بیبیوں کی نشانی ہے۔ تکمیل فرائض نسوانی جو ایک اہم مسئلہ ہے اسے آج سے ہزاروں برس قبل پیدایش حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیتا جیسی زبردست ہستی نے حل کر دیا ہے۔ سیتا

راجہ جنک کی لڑکی اجودھیا کے راجہ کے بیٹے رام کے جسمانی آزمائش میں فتح پاکر زوجیت میں آئی۔ رام کے باپ دسرتھ نے اپنی دوسری بیوی کیکئی کے کسی قول کی پابندی سے مجبور ہوکر اپنے بیٹے رام کو چودہ برس کی صحرا نوردی جلاوطنی کا حکم دیا۔ شاہی محل کی پروردہ اور حسن و نزاکت کی مجسمہ تصویر سیتا نے اپنا آرام عیش۔ لطف۔ خویش و اقارب اپنے اور پرائے سب کو چھوڑ کر شوہر کے ساتھ جنگل کی راہ لی۔ جانتی تھی کہ صحرائی درندوں کا ساتھ ہوگا۔ معلوم تھا کہ فاقہ کشی کی ناقابل برداشت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اور جنگل کی سخت ترین تکلیف کا مقابلہ۔ لیکن اس نے رام کی صحبت پر رام کی صورت پر خار مغیلاں کو گلاب کے پھولوں پر۔ درندوں کی خوفناک آوازوں کو محل کے بانگ سرود پر اور رفاہ شاہی کے پرتکلف عیش و آرام کو جنگل کی تکالیف و مصیبت پر ترجیح دی۔ اسکا ایمان تھا کہ شوہر کی صورت بیری تمنکھوں میں تمام مصیبتوں کے برداشت کے لئے کافی ہے۔ بہرکیف چودہ برس کا زمانہ کوئی معمولی عرصہ نہ تھا کہ فوراً گزر جاتا۔ تکالیف کا سامنا ہوا مشکلوں کا مقابلہ ہوا۔ دشمنوں سے جنگ چھڑی اور راستی کی فتح ہوئی ؛

سیلون کا راجہ راون سیتا کی خوبصورتی پر فریفتہ ہوکر تنہائی میں موقع پاکر فریب سے لے بھاگا۔ یہ سچ ہے کہ ایک بدکار کے ہاتھوں اُس نیک عورت کی زندگی کچھ مدت تک بسر ہوئی لیکن پھر بھی یقین اور کامل یقین ہے کہ وہ مجبور ہستی اُس مقید حالت میں بھی شوہر کی تسبیح لب پر اور اُس کی نمازوں میں ادا کرتی رہی۔ یہاں تک کہ رام اور راون کا مقابلہ ہوا جو راستی اور حق کی کسوٹی تھی۔ سچ کی ہمیشہ فتح ہے۔ راون کو شکست فاش ملی اور وہ جلا کر خاک کر دیا گیا ؛

سیتا اپنے شوہر کے پاس آئی۔ محبت کی جھلک اُس کی صورت سے۔ وفاداری کی روشنی اس کے چہرہ سے اور پارسائی کی ضیا اس کی آنکھوں سے روشن تھی۔

میعاد جلاوطنی بھی اسی جنگ و جدل میں تمام ہو گئی۔ اُمید تھی کہ اب سیتا کی مصیبت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور عیش و عشرت دوبارہ اسے میسر ہو گا۔ قیاس کہتا تھا کہ جنگل کی مصیبت کاٹکر پھر ملک کی رانی بنکر حکومت کرے گی اور امتحان کی گھڑی اور آزمایش کا وقت پورا ہو چکا۔ اور اب وہ اجودھیا کی رانی ہے۔ مگر نہیں قسمت کی گردش نے اُب تک پیچھا نہ چھوڑا۔ ادائگی فرض کی جانچ اتنی مصیبت کے بعد بھی باقی رہی۔ تحمل اور صبر کی آزمایش میں پورا اُترنے کے لیے ابھی اُسے اور بھی زیادہ سخت ترین منزل میں قدم رکھنا ہے۔ الغرض یہ بیابانی قافلہ چودہ سال کی میعاد تمام کرکے اجودھیا پہونچا۔ اجودھیا کا ہر فرد بشر رام کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ خبر آمد نے ایک ہلچل مچا دی۔ ارکان سلطنت اور رعایائے ملک نے ایک ایسی شورش پیدا کی کہ بادشاہ نے اپنے فرض کو مقدم سمجھکر۔ غریب اور مجبور سیتا کو دوبارہ بیس سال کی خاموش جلاوطنی کا حکم دیا۔ کتابیں آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اور تواریخ کے اوراق نگاہوں کے روبرو کھلے ہوئے ہیں اس بیکس کا صبر اور فرض کی آزمایش اپنی حد سے بھی تجاوز ہو رہی ہے۔ لیکن یہ ایک قناعت کی دیوی۔ فرمانبرداری کا مجسمہ تھی۔ خدمت میں کوئی کسر نہ رکھی۔ خودغرضی کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا اور نہایت استقلال اور تحمل کے ساتھ تعمیل حکم شوہر بجالانے کے لیے تنہا جنگل کی راہ لی۔ اس سے زیادہ صبر اس سے بڑھکر سخت امتحان اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ عورت جسکا دم رام کے دم سے ملحق تھا۔ جسکا نام اس کے لیے ورد زبان تھا اور جس کی صورت اس کی پرستش گاہ تھی۔ جسکو شوہر کی جدائی ایسی شاق تھی کہ جنگل میں بھی ساتھ ہی رہنا پسند کیا۔ اسوقت تن بتقدیر صرف حق زوجیت ادا کرنے کے خیال سے جنگل کی خاک چھاننے گئی۔ دوران صحرانوردی میں ایک تارک الدنیا بزرگ والمیکی کی داسی بنکر زندگی کے کٹھن منزلوں کو یاد شوہر میں گذارنا شروع کیا۔ وقت کا کافی حصہ اور سال میعاد کے اختتام کے قبل سلطنت میں ایک عام دعوت کی منادی ہوئی کہ روز مقررہ پر سیتا اپنے

گرد مالیکی کے ساتھ دربار شاہی میں نقاب دار ہیئت سے حاضر ہوئی۔ محبت کی چنگاری رام اور سیتا دونوں کے دلوں میں شعلہ زن تھی۔ تنائے دید نے سیتا کی دبی ہوئی آتش محبت کو اسقدر بھڑکا دیا کہ وہ بے نقاب ہوگئی۔ اور سیتا کی موہنی صورت رام کی نگاہوں کی پرستش کے لیئے نگون ہوگئیں *

سیتا کی آمد ارکان حاضرین کے لیئے ایک سخت توہین دربار خیال کی گئی۔ رسوائی اور ملامت کے طعن ہر طرف سے آنے لگے۔ بے عصمتی کی تہمت اور بے عزتی کے بیجا الزام سے اُس کے کانوں کو بھر اگیا۔ لیکن یہ دونوں محبت کے مجسمے محو سکوت ہو کر سُنتے اور سہتے رہے آخر ایک پارسا کی اسقدر بے حرمتی ایک عصمت دار کی اتنی بے قدری۔ اور ایک نیک خاتون کی ایسی سخت بے عزتی کے تحمل کی آواز خاموش نہ رہ سکی۔ دریائے رحمت جوش میں آیا۔ آسمان تھرا اُٹھا اور سادرگیتی نے اپنے آغوش میں لینے کے لیئے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اپنی آنکھوں پر بٹھا کر دُنیا سے معدوم کر دیا *

صادقہ خاتون (مونگیر)

دلِ درد آشنا

اگر تمہارے پہلو میں ہے تو اُن مُسلمان عورتوں کے حالات کا مطالعہ کرو جنہوں نے عید کے دن مُسلمانوں کو عبرت کا دردانگیز پیام پہنچایا ہے فلسفہ مسرت کا راز اگر معلوم کرنا ہے اور دُنیا کی کٹھن منزلوں کو سچی خوشی گزارنا چاہو تو گلدستہ عید کو منگالو۔ جو اُم جعفر کی عید۔ ترکن ماما۔ عید کی خوشی۔ عید کا دن۔ چہار عالم۔ عید کی مُبارکباد۔ عید کا چاند۔ عید کی دُعا وغیرہ وغیرہ حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ کے چودہ سبق آموز مضامین اور افسانوں کا دلآویز مجموعہ ہے گلدستہ عید کی قیمت بھی زیادہ نہیں صرف ۱۲؍ ہے *

منیجر عصمت دہلی

ہماری ملکہ

عصمتی بہنوں کی معلومات کے لیئے ملکہ معظمہ کے چند دلچسپ حالات مختلف انگریزی اخبارات سے منتخب کرکے درج ذیل کرتی ہوں!

آپ شاہِ انگلستان کے قریبی عزیزوں یعنے "ٹیک" کے نواب کی اکلوتی لڑکی ہیں۔ آپکے تین بھائی اور تھے۔ خرچ کی کمی کی وجہ سے گو آپکی تعلیم بحیثیت ایک شہزادی ہونے والی کے نہایت محدود تھی۔ تاہم اُنھوں نے ذاتی کوشش سے نہایت اعلیٰ قابلیت پیدا کرلی تھی۔ جب آپ شہزادی ہوگئیں تو علم کی نہایت قدر داں بنگئیں۔ اور اچھے اچھے مصنفین کی تصانیف کا مطالعہ کرنے لگیں۔ چنانچہ چند سال میں وہ اعلیٰ درجہ کی عالمہ بنگئیں۔ اب وہ علم کی بہت بڑی قدر دان ہیں۔ چنانچہ انکا قول ہے:-

"کتابیں میری نہایت عزیز دوست ہیں۔ وہ گو مجھ سے بات کرنے کی خواہش نہیں کرتیں۔ مگر ہمیشہ میرے دل بہلاؤ کا شغل ہیں"

اِن کی میز و بستر پر ہمیشہ انجیل۔ گیتا۔ اور مشہور مصنفین شلاً شکسپیر۔ ملٹن۔ لیم۔ میکالے ٹینی سن اور براؤننگ وغیرہ کی کتابیں رکھی رہتی ہیں۔ آپ کے والدین ڈیوک اور ڈچس آف ٹیک نہایت تنگ دست تھے اس لیے آپکو کنوارپن میں گھر کے بہت سے کام خود اپنے ہاتھوں کرنے ہوتے تھے۔ خود ہی جھاڑو دیتیں اور برتن صاف کرتی تھیں۔ آپکو حصول علم کے لیئے بالکل کم وقت ملتا تھا۔ پھر بھی آپ آئندہ زندگی کے خیال سے تحصیل علم میں نہایت کوشاں ہوتی تھیں۔ جب آپکی شادی ہوئی تو آپ چوبیس سال کی تھیں۔ اور ملک معظم چھبیس سال کے۔ آپکی منگنی پہلے پہل ملک معظم کے بڑے بھائی سے ہوئی تھی۔ جب یکایک نہری بخار سے انکی وفات ہوگئی تو آپکی شادی پارلیمنٹ والوں نے ملک معظم جارج پنجم سے کرادی اس وقت

شہزادہ ویلز تھے ادا کرادی۔ جب آپ بیاہ کر پہلے پہل شاہی قصر "بکنگھم" میں آئیں تو یہاں کے لاتعداد نوکروں کو دیکھ کر آپکا دل نہایت کڑھا۔ کیونکہ آپ بچپن ہی سے نہایت کفایت شعار تھیں۔ جب مناسب موقع آیا اور عنانِ خانہ داری آپ کے ہاتھوں میں آئی تو سب سے پہلے آپ نے کئی سو نوکروں کو رخصت کر دیا۔ اور کئی سو کو پنشن دیدی۔ اور باقی نوکروں کو فضول خرچی سے سختی کے ساتھ منع کر دیا نوکروں کے متعلق وہ فرماتی ہیں "میں سمجھتی ہوں کہ نوکر رکھنے والے اشخاص اہم فرائض کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نوکروں سے پوری ہمدردی کریں۔ تاکہ وہ خوش رہیں" آپ ہر ماہ خود اپنی آنکھوں سے خانہ داری کی چیزوں کا معائنہ کرتی رہتی ہیں۔ ان مثالوں سے ہماری ہندوستانی خواتین کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ ہماری ملکہ صرف ملکہ ہی نہیں۔ ایک خانہ دار منتظم وفادار بی بی ہیں اور ساتھ ہی بچوں کی بے جانثار شفیق مادر مہربان بھی ۔

ملکہ کے کُل چھ اولادیں ہوئیں۔ جن میں پانچ زندہ ہیں۔ اور چھوٹے شہزادے کا کم عمری میں انتقال ہو گیا۔ جب بادشاہ اور شہزادوں میں باہم کچھ شکر رنجی ہو جاتی ہے۔ تو یہ بیچ بچاؤ کر کے باپ بچوں کو ملا دیتی ہیں۔ شہزادے اکثر اپنی ضروریات پر بہت خرچ کر دیتے ہیں تو بادشاہ بچوں کی فضول خرچی سے سخت ناراض و خفا ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات تو ملکہ بادشاہ کو مطلع کیے بغیر ہی انکے اخراجات اپنی فراخ دلی و خوش خلقی سے پورے کر دیتی ہیں۔ جب تک بچے بالغ نہیں ہوئے تھے بادشاہ انہیں ناچ وغیرہ میں جانے سے سختی کے ساتھ منع کرتے تھے۔ ملکہ بچپن ہی میں مناسب موقعوں پر اجازت دیدیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک موقع پر ملکہ معظمہ کی ایک عزیزہ سہیلی نے بچوں کی "ٹی پارٹی" دی۔ جس میں بچوں کو ناچنا بھی ضروری تھا۔ اس کے لیے سہیلی نے ملکہ کی اجازت طلب کی تو ملکہ نے یوں جواب دیا "

"میری پیاری سہیلی! میں بچوں کو رقص کرانے اور دل بہلانے سے نہایت خوش

ہونگی۔ مگر بادشاہ کے خیالات مجھ سے بالکل مختلف ہیں۔ میں بچوں کو منع نہیں کرتی انہیں اجازت ہے۔ مگر انکو کہہ دیں کہ گھر آکر بادشاہ کو نہ بتائیں۔ کیونکہ وہ خفا ہونگے۔ مجھے تکرار سے نفرت ہے۔"

اپنے بچوں کی چند ایک بچپن کی یادگاریں۔ مثلاً شہزادی میری، کے بچپن کے بال۔ شہزادہ ویلز کا پہلا دانت۔ دوسرے شہزادے کی چھوٹی سی جوتی۔ سب سے چھوٹے مرحوم شہزادے کا چھوٹا سا فراک اور کھلونے وغیرہ۔ اپنی خاص الماری میں محفوظ رکھی ہیں۔ اور کسی نوکر وغیرہ کو چھونے کی بالکل اجازت نہیں۔ کبھی کبھی گذشتہ واقعات کی تازگی کے لیے دیکھا کرتی ہیں *

ملکہ کا قد لمبا اور جسم مضبوط ہے۔ صورت سے شاہانہ رعب نمایاں ہے۔ نہایت بلند پرواز دماغ رکھتی ہیں۔ انکا چہرہ بے عیب سرخ و سپید گلاب کی پتی کی مانند ہے آواز نیچی اور نرم ہے۔ بات بہت سوچ کر اور کم کرتی ہے۔ الغرض آپکی گفتگو حاکمانہ سنجیدگی کا نمونہ ہوتی ہے۔ ملکہ کی طبیعت بچپن ہی سے نہایت شرمگین واقع ہوئی ہے۔ کنوار پن میں وہ اسقدر شرمیلی تھیں۔ کہ غیروں سے ملنا اور بات چیت کرنا انھیں سخت دشوار معلوم ہوتا تھا *

ملکہ نے شادی کے بعد اپنی اس عادت پر غالب آنے کی بہت کوشش کی۔ مگر ابتک پورا قابو نہ پا سکیں۔ پانچ سال پہلے آپ بادشاہ کے ساتھ "پارلیمنٹ ہاؤس" کی رسم افتتاحیہ کو گئی تھیں۔ تو ملکہ اس رسم کے ادا کرنے کے لیے منتخب کی گئیں۔ جب آپ درباری گاڑی میں سوار ہوئیں تو نہایت متین و سنجیدہ تھیں لیکن جب [illegible] داخل ہوئے کا وقت آیا تو آپ کے ہاتھ نے پسینہ میں شرابور [illegible] [illegible] دیکھ [illegible] [illegible] [illegible] انکی [illegible] عادت [illegible] غالب [illegible] انکو [illegible]

گانے بہت اچھی طرح گا سکتی ہیں۔ طالسطائی کی غزلیں انھیں بہت پسند ہیں۔ کیونکہ یہ شخص کسی زمانے میں انکا موسیقی کا استاد تہا۔ انہوں نے اپنی اکلوتی شہزادی کو بھی نہایت اچھا گانا سکھایا ہے۔ ہماری ملکہ شہزادی دوسری یورپین خواتین کی مانند سر کے بال نہیں کترتیں۔ کیونکہ بادشاہ کو عورتوں کا بال کترنا بالکل پسند نہیں۔ ملکہ نہایت زندہ دل ظریف الطبع ہیں۔ آپ پرانے عیسائیوں کی طرح بہت پابند مذہب ہیں۔ اپنے بچوں کو بچپن میں مذہبی طریق پر عبادت سکھلاتی تھیں ۔

ملکہ کہتی ہیں کہ ماں بننے کا درجہ ایک عورت کے لیے سب سے بڑا درجہ ہے وہ انگلستان کی بڑی بڑی امیر گھرانے کی خواتین کو یتیموں کی پرورش و دلجوئی کی طرف مائل کرتی رہتی ہیں۔ ملکہ ایک خوش سلیقہ مہذب منتظم ماں کی بیٹی تھیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے وہ ایسی منتظم ملکہ بنی ہیں ۔

اب ملکہ تقریباً ساٹھ سال کی ہونے آئی ہیں۔ اور بفضل خدا دو لڑکوں کی نانی۔ اور ایک لڑکی کی دادی بھی ہیں۔ آپ ہمیشہ بیٹی اور بہو کو بچوں کی پرورش اور تربیت کے بارے میں ہدایات کرتی رہتی ہیں۔ انھیں اپنے نواسوں سے حد درجہ الفت ہے۔ اس لیے انھیں ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے تربیت دیتی رہتی ہیں۔ لڑکی اور بہو کو انکے پرورش کے بارے میں ہدایات۔ بچوں کے لطائف و ظرائف اور چھوٹے چھوٹے باتوں سے نہایت محظوظ ہوتی ہیں۔ خصوصاً نواسوں کا نہایت خیال رکھتی ہیں ۔

فاطمہ بیگم بنت تحسین صاحب لیقی بنگلور سٹی

آپ کے خط کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ آپ اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں ۔

مدیرہ

عمائد شہر

میں نے جناب سعادت منہاس کا یہ مختصر افسانہ عالمگیر میں دیکھا جو مجھے بے حد پسند آیا عصمتی بہنوں کی تفریح طبع کے لیے یہاں نقل کرتی ہوں " و - ا

وحید اپنی نکٹائی کی گرہ درست کر رہا تھا۔ لیکن اس کی نگاہیں بجائے آئینہ کے اخبار ......کے تازہ پرچہ کے ایک اعلان پر جمی ہوئی تھیں۔ گرہ درست کر چکنے کے بعد اُس نے پرچہ ہاتھ میں لے لیا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر وہی اعلان جسے خدا جانے کتنی دفعہ پیشتر بھی پڑھ چکا تھا پڑھنے لگا۔

"آج شام کو آٹھ بجے موچی دروازہ کے باہر باغ میں عمائد شہر کا ایک نہایت اہم جلسہ ہوگا معزز پبلک سے درخواست کی جاتی ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر عمائد شہر کے قیمتی خیالات سے مستفیض ہوں "

سکرٹری انجمن.....!"

وحید نے اعلان مذکور کو اتنی دفعہ پڑھا اور دیکھا اکتا گیا۔ اعلان میں بظاہر کوئی بات ایسی نہ معلوم ہوتی تھی جو تشریح طلب ہو لیکن پھر بھی وحید نے بار بار پڑھتا جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا۔ کیونکہ ایسا خیال جو شاذ ہی کسی دماغ میں آتا ہوگا۔ وحید کے دماغ میں گردش کر رہا تھا۔ وہ بہت دیر تک اسی خاص عقدہ کو حل کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف رہا....

ٹن ٹن۔ ٹن۔ ٹن ٹن۔ ٹن ٹن۔ ٹن ....

وحید نے سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک کی طرف دیکھا آٹھ بج چکے تھے۔ وہ بڑبڑاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا "لاحول ولا قوۃ ...... عمائد شہر ... عمائد شہر...... آخر یہ ہیں کون لوگ"

اس نے کوٹ پہنا اور فلٹ سر پر رکھی۔ اور چشمہ لگایا۔ پھر قد آدم آئینہ کے سامنے جا کر اپنے لباس کی نفاست اور اس کے استعمال کی خوش سلیقگی کا معائنہ کرنے لگا۔ سوٹ

وہ پورا پورا "ڈنیڈی" اناہوا تھا +

اس دوران میں اُس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا، کہ آج وہ یہ دریافت کرکے ہی رہیگا کہ آخر وہ کون لوگ ہیں۔ جنھیں عائدِ شہر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے +

جب وہ اچھی طرح مطمئن ہو چکا کہ اب وہ ہر طرح آراستہ ہے تو جلسہ مذکور میں شرکت کرنے کی غرض سے گھر سے چل کھڑا ہوا +

(۲)

وحید جب جلسہ گاہ میں پہونچا۔ اسوقت جلسہ کا شباب تھا لوگوں کا ایک اژدہام اسٹیج کے اردگرد سبز گھاس کے مخملین فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ چند حضرات اسٹیج کے قریب کرسیوں پر متمکن تھے اور بعض "ناچے گائے" سامنے کے اونچے اونچے درختوں سے کرسیوں کا کام لے رہے تھے بعض دفعہ وہ اپنی جبلی طبیعت سے مجبور ہو کر ہو۔ حق کا نعرہ بھی لگا دیتے تھے +

لہذا وحید کی نگاہ سب سے پہلے انہیں لوگوں پر پڑی۔ جو اپنے خوفناک نعرہ ہائے مسرت سے اپنی خوشنودی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس نے سوچا۔ کیا یہ عمائدِ شہر میں سے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اگر ہیں تو کیوں۔ اور نہیں تو کیوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ بات وحید کی سمجھ میں نہ آئی۔ پھر اُس نے ان لوگوں کی طرف دیکھنا شروع کیا جو فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن ان میں سے کسی ایک کے سر پر بھی عائدِ شہر کا طُغرائے امتیاز نظر نہ آیا۔ اب وہ ٹہلتے ٹہلتے اسٹیج کے قریب پہنچ گیا ایک صاحب نے جو غالباً منتظم معلوم ہوتے تھے ایک کرسی پیش کرتے ہوئے کہا "آئیے۔ مولانا تشریف رکھیئے"

لیکن وحید نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور اُن حضرات کو گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا جو کرسیوں پر نہایت شان سے جلوہ افروز تھے۔ بعض حضرات کو اُسکا یہ طرزِ عمل بہت ہی برا معلوم ہوا آخر ایک مولوی صاحب نے اپنی لانبی ڈاڑھی کو اپنی موٹی موٹی انگلیوں سے گردش دیتے ہوئے کہہ ہی تو دیا "کیوں صاحب آپ میرے چہرہ کی طرف اس قدر

خوفناک نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

وحید جو اپنے شغل میں مست تھا۔ اس اچانک حملہ سے گھبرا اُٹھا۔ پھر اس نے عذر خواہی کے لہجے میں کہا۔" اوہ معاف کیجئے گا۔ میں ایک ایسے شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں جسے یقیناً آپ نہیں جانتے ہونگے۔" یہ کہکر وہ آگے بڑھ گیا۔ اور وہ مولوی صاحب کچھ بڑبڑا کے چُپ ہو رہے۔

اب وحید ٹہلتے ٹہلتے عین مقرر کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس کی تمام تر توجہ مقرر کے چہرے پر مرکوز ہو کر رہ گئی۔ مقرر صاحب اسوقت اپنی دھواں دھار تقریر سے سامعین کو وجد میں لا رہے تھے۔ انداز تقریر میں تفاخر کا ایسا عنصر متمیز تھا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے سوا۔ ہر اس شخص کو جو انکی تقریر سے متاثر ہو رہا تھا۔ محض جاہل مطلق سمجھے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر انہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ انہیں لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی ہے جو اُن کے سراپا کو تیکھی چتونوں سے گھور رہا ہے۔ تو سٹی بھول جاتے۔

وحید کافی دیر تک مقرر کے سراپا کو حیرت سے دیکھتا رہا۔ لیکن اُس میں بھی اُسے عائد شہر کا کوئی خاص امتیازی نشان نظر نہ آیا۔

آخر کار جلسہ ختم ہوا۔ تمام لوگ منتشر ہو گئے۔ لیکن وحید وہیں کھڑا اعائد شہر کی جستجو میں مصروف تھا۔

(۳)

چند لمحوں کے بعد وحید نے اپنی بے معنی تنہائی کو محسوس کیا۔ اُسے اپنی ناکامی پر سخت غصہ آ رہا تھا پھر اپنی جیب سے سونے کی گھڑی نکال کر دیکھی دس بج چکے تھے معاً اُسے ایک اور ترکیب اپنی تمنا کو شاد کام بنانے کی سوجھی۔ ...... الگزینڈرا تھیٹریکل کمپنی کا جو حال ہی میں وارد لاہور ہوئی تھی تماشہ دیکھنے جائے اور تماشائیوں میں سے عائد شہر کی شناخت کرے .... دوسرے لمحے میں وہ ٹانگے پر سوار ہو کر تھیٹر ہال کی طرف جاتا نظر آیا۔

جس وقت وحید نے تھیٹر ہال کے اندر قدم رکھا۔ اسوقت پردہ اُٹھ چکا تھا اور سٹیج پر

ایک حسین و جمیل ایکٹرس انگریزی طرز کا لباس زیب تن کیے رقص کر رہی تھی لیکن وحید نے اُس کی طرف مطلقاً توجہ نہ کی تماشائی اس کثرت سے موجود تھے کہ تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی وحید کی نگاہیں فرداً فرداً ہر ایک تماشائی کا جائزہ لینے لگیں۔ چھن...... چھن...... چھن...... چھن کی موسیقی نواز آواز نے جو رقاصہ کے گھنگروؤں سے آرہی تھی وحید کو اپنا شغل جاری رکھنے نہ دیا۔ اس نے اپنی نگاہیں اس متحرک جادو کی طرف پھرائیں۔ اب وہ دوسرے تماشائیوں کی طرح مبہوت و حیران اُس رنگین تیتری کی سحر طرازیوں سے مسحور ہو رہا تھا۔ رقاصہ نے رقص کرتے ہوئے بہت سُرعت سے ایک چکر کاٹا۔ اور یکدم کھڑی ہو گئی پھر اپنے دائیں کو ایک عجیب انداز سے حرکت دیتے ہوئے بوسہ دیگر تماشائیوں کی طرف بڑھایا گویا یہ اُسکا الوداعی سلام تھا...... ہر دل نے حرکت کرنی بند کر دی...... ہر متنفس کا سانس رک گیا...... "کیا اب یہ رنگین تیتری پردوں کی آڑ میں غایب ہو جائے گی" اُف کس قدر روح فرسا خیال تھا۔

لیکن چند لمحوں بعد رقاصہ نے اپنا دایاں ہاتھ پھر بلند کیا۔ زندگی کی ایک لہر ازسرِ نو تماشائیوں میں دوڑ گئی چھن...... چھن...... چھن...... چھن رقص پھر شروع ہو گیا تالیوں کی آواز سے تمام ہال گونج اٹھا۔ فوکس FOCOUS کے ذریعے سے اُس مختلف اللون رنگ پھینکے جا رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندر کے اکھاڑے میں سبز پری اور لال پری رقص کر رہی ہیں۔ چند منٹ کے بعد اس موجہ رنگ و بو نے پھر ایک چکر سُرعت برق کے ساتھ پورا کیا اور الوداعی سلام تماشائیوں کو کرتے ہوئے رنگین پردوں کی آڑ میں غایب ہو گئی۔ تماشائی حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

دوبارہ بلانے کے لیے تالیاں پیٹی گئیں۔ تماشائی کامیاب ہو گئے۔ رقاصہ تیتری کی طرح اُڑتی ہوئی اسٹیج پر آموجود ہوئی۔ لیکن چند منٹ کے مختصر رقص کے بعد پھر سائے کی طرح غائب اسی طرح سات دفعہ اس نے اپنے رقص پیہم سے تماشائیوں کو مسرور کیا۔ لیکن تماشا

اس کیفیت عارضی کو کیفیت جاودانی بنانا چاہتے تھے۔ جو قطعاً ناممکن تھا *

وحید اس وقت یوں محسوس کر رہا تھا کہ وہ کوئی رنگین خواب دیکھ رہا ہے۔ عمائدِ شہر کی شناخت کا خبط اُس کے دماغ سے حرف غلط کی طرح مٹ چکا تھا۔ تماشہ ہوتا رہا۔ لیکن اُسکا خیال تماشے کی طرف نہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اُس نے جو کچھ ابھی ابھی دیکھا۔ وہ صرف فریب نگاہ کا عطیہ تھا یا ایک نہ بھولنے والی کیفیت پر درحقیقت *

تماشہ اختتام تک پہونچا۔ تماشائی گھروں کو جا رہے تھے۔ ان میں وحید بھی تھا۔ لیکن بدستور ناکام۔ عمائدِ شہر کی شناخت نہ کر سکا۔ حالانکہ اُس نے باہر نکل کر اس امر کی کافی کوشش کی تھی *

(۴)

وحید عمائدِ شہر کی شناخت کے خیال میں کھویا ہوا اہل سے قطعاً بے نیاز چلا جا رہا تھا۔ رہ رہ کر اُسے اپنی ناکامی پر غصہ آتا۔ کبھی کبھی وہ حسرت آمیز لہجے میں سرگوشی کے انداز میں کہتا :-

"یا اللہ۔ آخر یہ عمائدِ شہر ہیں کس طرح کے لوگ۔ کیا میں انہیں کبھی ڈھونڈ سکوں گا" دفعتاً ایک جگہ دو زبر چیخ کے ساتھ سڑک پر لڑھکتا ہوا دُور جا پڑا۔ اور بیہوش ہو گیا۔ موٹر کا دھکا بہت زور سے لگا تھا۔ اگرچہ ڈرائیور نے ہارن بجا بجا کر اُسے ہوشیار کرنے کے علاوہ وحید کو موٹر کی زد سے بچانے میں ہر امکانی کوشش سے کام لیا تھا لیکن پھر بھی وہ موٹر کی لپیٹ میں آ ہی گیا *

چند آدمیوں نے اُسے اُٹھا کر میو ہسپتال میں پہنچا دیا۔ جہاں اُس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی گئی۔

(۵)

اگلے دن کوئی چار بجے کے قریب اُس کا دوست آیا۔ آدمی اخبار "زمیندار"

کا تازہ پرچہ ہاتھ میں لیے ہوئے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ وحید اسوقت ایک پلنگ پر آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹا تھا ہادی کے پاؤں کی چاپ سُنکر اس نے آنکھیں کھولکر سامنے دروازے کی طرف دیکھا۔ ہادی دروازے میں کھڑا حیرت اور افسوس کی نگاہوں سے وحید کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ہادی آگے بڑھا اور مصافحہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"وحید اب تمہاری طبیعت کا کیا حال ہے۔ یہ حادثہ کیونکر وقوع پذیر ہوا" وحید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "بہت اچھا ہوں رات تھیٹر سے واپس آتے ہوئے ایک شخص کی تلاش کر رہا تھا کہ اچانک موٹر کی لپیٹ میں آگیا۔ لیکن تمہیں اس حادثے کی کس نے خبر دی" ہادی نے زمیندار کا وہی پرچہ جسے وہ اپنے ہمراہ لایا تھا دکھلاتے ہوئے کہا "اسی پرچے میں اس افسوسناک واقعے کی خبر شایع ہوئی ہے" وحید نے سرسری طور پر پوچھا "آخر اس میں اخبارات کس طرح لکھے گئے ہیں" ہادی نے پڑھنا شروع کیا "کل مورخہ ۲۲ اگست کو رات کے ۲ بجے ایک نہایت افسوسناک حادثہ وقوع پذیر ہوا۔ عائد شہر کے ایک معزز رکن جناب پروفیسر محمد وحید صاحب جو تھیٹر دیکھکر واپس آ رہے تھے۔ اچانک موٹر کی لپیٹ میں آ گئے۔ چوٹیں اگرچہ سخت آئی ہیں لیکن اب حالت رو بصحت ہے۔

نامہ نگار"

ہادی نے ابھی بمشکل پڑھنا ختم ہی کیا تھا کہ وحید چارپائی سے اچھل کر ایک قد آدم آئینہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور اپنے عکس کو ان نظروں سے دیکھنے لگا گویا وہ کوئی بالکل نئی چیز دیکھ رہا ہے۔ ہادی اسکی یہ عجیب و غریب حرکت دیکھکر متحیر ہو گیا۔ پھر اس کے قریب جا کر اسکے کاندھے پر تھپکیاں دیتے ہوئے کہا "میرے دوست آئینے میں کیا دیکھ رہے ہو" وحید نے نہایت سنجیدگی سے بغیر اسکی طرف دیکھے ہوئے جواب دیا "وہی آدمی جسے تلاش کرتے ہوئے میں موٹر کی لپیٹ میں آگیا تھا" یہ جواب سُنکر ہادی کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی وہ سمجھا کہ وحید کا دماغ چل گیا ہے "آخر اسنے پوچھا "کیا نہیں ہے" کہ تمہارا کیا مطلب ہے وہ آدمی آخر کون ہے" وحید نے ایک ... قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "وہ عائد شہر میرے دوست عائد شہر کا ایک معزز رکن ہے ہادی ..."

[illegible]

بچوں کی ابتدائی پرائیویٹ تعلیم

چھوٹے بچے کھیل کود شور وغوغا وغیرہ سے اکثر ماؤں کو تنگ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر وقت کا رونا اور بار بار کھانا۔ ضد کرنی۔ پیسے مانگنا اُنکا کام ہوجاتا ہے۔ جو بچے ضدی نہیں وہ کمروں میں کھیلتے کودتے چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بگاڑتے توڑتے پھرتے ہیں اور پھر مار پیٹ وغیرہ سے ڈھیٹ ہوجاتے ہیں +

مناسب یہ ہے کہ بچے کی تعلیم ساڑھے تین سال کی عمر میں شروع کردینی چاہئے۔ دراصل بچوں کا پہلا مکتب ماں کی گود ہے۔ اگر ماں گود کے مکتب میں آغازِ تعلیم وتربیت اچھی طرح کرے تو ناممکن ہے۔ کہ بچے کم فہم۔ کاہل جاہل ہوں +

میرا مطلب یہ نہیں کہ آپ لوگ ساڑھے تین سال کے بچے کو تختی لکھنے دیدیں الف ب۔ پڑھانا شروع کرادیں۔ تعلیم کا یہ مطلب ہے کہ علمی کھیلوں کے ذریعے بچے کی ذہنیت کا خیال رکھیں۔ جب بچہ تھوڑی تھوڑی بات چیت کرنے لگے اور اپنا مطلب بخوبی ظاہر کرسکے تو وہ وقت تعلیم کے آغاز کا ہے۔ چھوٹے بچے کی تعلیم وتربیت کا مادہ قدرت نے ماں میں خود ہی پیدا کردیا ہے۔ بشرطیکہ ماں کو یہ شوق ہو کہ میرا بچہ بچپن سے ہی علم حاصل کرنے کا عادی ہوجائے۔ مثلاً کسی ماں کو خیال ہے کہ میرا بچہ چھوٹا سا ہی ۱۰ چیزیں گن لے تو ماں اپنے شوق سے ہر ایک چیز اس کے ہاتھ میں دیکر ساتھ ہی گنتی بتاوے گی تو چند دن میں بچہ ۱۰ تک بلکہ ۱۰۰ تک آسانی سے سیکھ سکے گا +

گنتی سکھانے کا طریقہ۔ بچوں کو بچپن سے موتی پرونے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ خاص کر لڑکیاں گڑیوں کے لیے ہار وغیرہ پروتی رہتی ہیں۔ ننھے ننھے بچے جہاں موتی پڑے ہیں خوش ہوکر اُٹھا لاتے ہیں۔ اس رغبت کے بموجب ساڑھے تین سال کے بچے کو

۱۰۰ موتی رنگ برنگ موٹے موٹے منگوا دیں۔ پہلے بچہ موتی سے شوق میں کھیلتا پھرے گا پھر اسکو خود بخود پرونے کا شوق ہوگا دو تین دن اس کی مرضی پر ہی پرونے دیویں۔ وہ خود ہی رنگ برنگ کی لڑیاں پروتا رہے ۔

(الف) ماں بچے کے ساتھ کسی کام کے سکھاتے وقت بچوں کی طرح گفتگو کرے اور بچے اسکو بھی اپنے ہمراہ بچہ ہی جانے۔

پہلے سوئی میں ڈورہ پروکر گرہ لگا دیں اور کہیں کہ ایک موتی ڈالو ساتھ ہی اس کے اس موتی کا رنگ بھی بتا دیں۔ یعنی لال۔

رنگ کو یاد کرنے کے لیے کہیں کہ سب لال موتی پرو۔ سب لال لال پرو لیوے اور بار بار بتا دیوے کہ یہ لال موتی ہیں تو بچہ لال رنگ کے نام پر پہچان سیکھ لیوے گا۔

اکثر بچے ابتدا میں ایک کو جگہ جگہ شمار کر لیتے ہیں مگر دو اشیا کا پہچاننا دیر میں سیکھتے ہیں۔ سوئی میں ایک موتی پرو کر بچے سے پوچھیں کہ کتنے ہیں۔ کہیگا ایک۔ ایک اور پرو دیں اب کتنے ہوئے۔ نہ بولے تو بتائیں کہ ایک پر ایک اور پرو دیا تو دو ہو گئے۔ ایک کے ساتھ ایک اور ملائیں تو دو ہو جاتے ہیں۔ بار بار مشق کروانے سے بچہ موتی کی گنتی بخوبی سمجھ جاوے گا اب لال موتی کے ساتھ ایک سبز اور ملا لیویں اور بتا دیں کہ اس رنگ کا نام سبز ہے۔ دو موتی پرو دو۔ ایک لال اور ایک سبز۔ ساتھ ساتھ رنگوں کے نام بھی بتاتے جاویں اور ایک دن میں ایک ایک گنتی کو بھی بڑھاتے جاویں تو اس طریقہ سے بچہ دس دن میں دس تک گنتی اور دس رنگوں کے نام سیکھ سکتا ہے۔

ایسے پیار محبت اور کھیلوں سے گنتی سکھا دیں کہ اسے بوجھ نہ معلوم ہو۔ رات کو چارپائی پر لیٹے تو چارپائی کے پائے موٹے موٹے ستارے۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں گنوائیں سوئی پیسے۔ آلو وغیرہ ہر ایک پیسہ گاہے گاہے گنتی کے نام بتاتی رہیں تو بچہ کو بوجھ نہ معلوم ہوگا اور باتوں باتوں میں گنتی سیکھ لیگا ۔

ب۔ جب بچہ دس تک گنتی بخوبی جان لے تو پھر جمع کا قاعدہ بھی انگلیوں اور موتیوں پر ہی سکھا سکتی ہیں پہلے بچے کے یہ پہاڑے ذہن نشین کروادیں۔

اسی طرح ایک ایک پہاڑہ زبانی سکھادیں مگر دس تک گنتی محدود ہو۔ اب آپ دیکھیں گی کہ جب یہ پہاڑہ بچہ خود بخود روزانہ گیت کے طور پر کہتا پھرے گا

١ + ٢ = ٣	١ + ١ = ٢
٢ + ٢ ۔ ۴	٢ + ١ = ٣
١ + ٣ = ۴	٣ + ١ ۴
٢ + ٣ = ۵	٩ × ١ = ١٠

تو جمع جلدی سیکھ لیوے گا اب اسکو معلوم ہوگیا کہ ایک عدد کے ساتھ ایک اور کئی چیزیں ملائیں تو بہت ساری ہو جاتی ہیں ان بہت ساری اکٹھا کرنے کو جمع کہتے ہیں۔

گنتی اور جمع کے قاعدے - (١) چار سبز موتی لاؤ۔ دو سفید موتی لاؤ دو لال موتیوں میں سے لاؤ۔ اب انھیں ملا کر گنو۔

(٢) چھ نیلے موتی لاؤ۔ ٣ کالے نکال لو۔ اب ملا کر گنو کتنے ہوئے؟

(٣) تمہیں چار دن برابر دو دو پیسے ملتے رہے تو کتنے ملے۔

اگر بچہ زبانی نہ کر سکے تو اس کے سامنے ایک ایک دن کے علحدہ علحدہ پیسے رکھدو اور کہو گنو

(۴) اس موتیوں کی لڑی میں کتنے رنگ ہیں؟

(۵) تمہاری میز کے کتنے پاؤں ہیں؟ تمہارے سامنے یہ کتنی چیزیں ہیں؟

ایسے ایسے سوالات بچوں سے بار بار کرتے رہیں تو گنتی میں پختہ ہو جاوینگے۔ مگر ساڑھے تین سال کے بچے کو۔ ابتک کی گنتی رنگوں کے ناموں کے سیکھنے پر ہی اکتفا کرنی چاہیئے۔ زیادہ بوجھ نہ ڈالا جاوے۔ دو چار ماہ بعد نفی وغیرہ کے سوالات شروع کر دیئے جائیں

منفی کے سوالات (١) تمہاری کرسی کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اب کتنی موجود ہیں

(٢) تمہارے ۴ پیسے تھے دو کی مٹھائی لے لی اب کتنے رہے؟

(٣) یہ چار روٹیاں ہیں ایک تم نے کھائی تو کتنی بچیں؟

ایسے ایسے چھوٹے چھوٹے سوالات کرنے سے بچہ خود بخود سیکھ جاتا ہے۔
اب ۱۰ سے زیادہ بھی اسیطرح بچہ سیکھ سکتا ہے۔ جب بچہ چار سال کا ہو تو دہائی سے زیادہ گنتی شروع کروائیں +

سو کی گنتی۔ یہ کتنے موتی ہیں ۱۰۔ اب دیکھو تم نے ایک ایک کر کے ۱۰ موتی اکھٹے کیے بچہ کو بتایا جاوے۔ اسیطرح ہم ۱۰ چیزیں کئی دس کی صورت میں اکھٹی ہیں۔ مثلاً دس موتی۔ دس کوڑیاں۔ دس پیسے۔ دس روپے۔ دس روٹیاں۔ اسیطرح دس اشیا علیحدہ علیحدہ۔ دس دس کے شمار میں اکھٹی کر کے بتا دیں +

پھر بچہ کو بتائیں۔ کہ اس دس کا نام دہائی بھی ہے +
یعنی یہ دیکھو۔ ایک دہائی پیسے موجود ہیں۔ ایک دہائی کوڑیاں۔ دو نیاں چونیاں وغیرہ وغیرہ پھر علیحدہ علیحدہ اشیا دکھا کر یہ پہاڑے ذہن نشین کروائیں۔ مگر اشیا ضروری سامنے بچے کے ہونی چاہئیں +

دہائی		عدد		
۱۰	+	۱	=	۱۱
۱۰	+	۲	=	۱۲

جب بچہ انیس تک گن لیوے تو چھوڑ دیں۔
پھر دو دہائی اکھٹا کر کے بتا دیں کہ دیکھو اب دو دہائی جب لیں تو اسکا نام ۲۰ ہوتا ہے یعنی دو دہائی بیس ہوتا ہے۔ اب ہم دو دہائی کے عدد کو اس طرح لکھتے ہیں کہ دو تو گنتی کا شماری عدد ہے ۵ دہائی کا نشان ہے۔ اب دو دہائی یعنی بیس میں ملانا شروع کرتے ہیں +

یعنی =

دہائی		عدد		
۲۰	+	۱	=	۲۱
۲۰	+	۲	=	۲۲

اسی طرح تیس سکھا دیں۔ علیحدہ علیحدہ جب دہائیاں بچہ سیکھ جاوے تو ۱۰۰ چیزیں اکھٹی کر کے رکھ دیں۔ ۱۰ دہائی علیحدہ علیحدہ رکھ کر اسے بتا دیں کہ ۱۰ دہائی۔ دیکھو اب اس طرح ۱۰۰ لکھا کرتے ہیں ۱۰ کا نام دہائی = اور ۱۰ دہائیوں کو اس میں ملانے سے سیکڑہ بنتا ہے۔ اب بچہ کو ۱۰۰ کے اندر اندر چیزیں اکھٹی کر کے سامنے تین۔

منفی۔ ضرب تقسیم وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے ابتدائی قاعدے جن کے سیکھنے میں بچے پورے دو سال لگاتے ہیں چھ ماہ میں گھر پر سکھا سکتے ہیں۔

اسی طرح مائیں بچہ کو کھیل کھیل میں۔ الف۔ ب وغیرہ پڑھنا۔ لکھنا بھی سکھا سکتی ہیں۔

عایشہ بیگم (لاہور)

اخلاقی غزل

یہی سر تمدن ہے خیال اسکا بشر رکھے
کسی کا ہو رہے خود یا کسی کو اپنا کر رکھے

نہ تو کچھ سیم و زر رکھے نہ کچھ لعل و گہر رکھے
کرے دل میں ہر اک کے گھر بشر ایسا ہنر رکھے

نہ بڑھنے پائینگے عیب اور نہ عیبِ ہنر ہوگی
بشر اپنی خطاؤں پر اگر ہر دم نظر رکھے

نہ دھوکہ دے کسی کو کوئی عزت اپنی گر چاہے
ہو جامہ پارسائی کا تو دل بھی صاف تر رکھے

اسی کا نام طاعت ہے یہی ہے کام بندے کا
زباں پہ ورد رکھے نام حق سجدہ میں سر رکھے

طریق ایثار کا آسان نہیں مشکل یہ جادہ ہے
قدم رکھے وہی اس میں جو پتھر کا جگر رکھے

زمانہ میں سدا تیغِ حوادث چلتی رہتی ہے
قضا سے کیا خطر اسکو رضا کی جو سپر رکھے

جو کوہِ حلم ہوگا کوئی اس کے منہ نہ آئیگا
وہ منہ کی کھائے گا ہر دم جو غصہ ناک پر رکھے

ذہین آتا ہے کوئی کام کب تکلیف و زحمت میں
بشر کو چاہیئے خالق کی رحمت پر نظر رکھے

مرسلہ اہلیہ محمد حسن بہادر خاں حیدرآباد دکن

اِصلاحِ رُسوم

شادی بیاہ خوشی و غم موت حیات اور بچہ کی ولادت وغیرہ میں جتنی رسمیں ہیں وہ سب قریب قریب فضول اور اسراف بیجا سمجھی جاتی ہیں۔ اور کوشش ہو رہی ہے کہ ان کو ترک کر دیا جائے۔ ایک لخت کل رسموں کا چھوڑ دینا مشکل اور وقت طلب ہے۔ اور ابھی اس کے لیے زمانہ درکار ہے۔ فی الحال بعض رسموں کو بعد اصلاح کار آمد بنانا چنداں دشوار نہ ہوگا۔ اور معترض کو اصلاح کی کیفیت بخوبی سمجھائی جا سکتی ہے +

بچہ کی پیدایش کے موقع پر جب زچہ کے لیے میوہ وغیرہ آتا ہے تو جیٹھوں کے نام تھوڑا تھوڑا سا نکال کر علیحدہ رکھ دیا جاتا ہے پھر استعمال ہوتا ہے۔ بڑے چلے کے غسل پر ان چیزوں میں بازار سے اور سامان میوہ سونجی شکر وغیرہ منگا کر ملایا جاتا ہے۔ اور ان سے پنجیری گلگلے حریرہ سٹھورا وغیرہ پکتا ہے۔ اور مرحوم بزرگوں کے نام نیاز دلائی جاتی ہے۔ اس کے بعد تمام خاندان کنبہ برادری محلہ ٹولہ ملنے جلنے والوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس رسم کی اصلی غرض بالکل ہی مفقود ہو جاتی ہے۔ اور ان چیزوں میں سے بیچارے مُردوں کے ثواب پہنچانے کے لیے کچھ بھی غریب غربا فقیر فقرا بیوہ یتیم اور اس کے اصلی مستحق کو نہیں ملتا +

اسی طرح شادی کے بعد دُلہن سے سب سے پہلا کام یہی لیا جاتا ہے کہ کھانا پکوا کر جیٹھوں کی نیاز دلائی جاتی ہے۔ تب کہیں بیچاری دلہن گھر کی چیزوں میں ہاتھ لگا سکتی ہے ورنہ اس رسم سے قبل مثل مہترانی کے الگ تھلگ رہتی ہے۔ حتیٰ کہ پانی تک چھونے کا حکم نہیں اس موقع پر بھی وہی طریقہ رائج ہے کہ تمام عزیز وغیرہ جمع

ہوتے ہیں۔ اور بعد نیاز تمام کھانا چٹ کر جاتے ہیں۔ ان کو کبھی یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ وہ حق تلفی کر رہے ہیں۔ اس کے حقدار اور مستحق دوسرے ہیں اور نہ کھلانے والوں کو کبھی یہ خیال گزرتا ہے کہ اس طریقہ سے مُردوں کو کچھ ثواب بھی پہنچتا ہے یا نہیں۔

ان پیٹ بھروں کو کھلانے سے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ بعض مہمان تعریف کر کے میزبان کو خوش کریں اور بعض اپنی ہنرمندی دکھانے کو خواہ مخواہ نقص نکالیں۔ سالن میں مرچ تیز، نمک کم پلاؤ میں چاول خراب۔ زردہ پھیکا چاول سخت کباب بدمزہ۔ رائتہ کا دہی کھٹا۔ فیرنی میں مطلق خوشبو نہیں۔ پانی کا انتظام درست نہیں۔ پٹاری بہت گندی ہے۔ پانوں میں کتھا کرا ہے۔ غرضیکہ نازک مزاجوں اور امیروں کی ہر ممکن طریقے سے خاطر کی جائے مگر وہ اپنی نفاست اور امارت جتلانے کو ہر چیز میں کوئی نہ کوئی اعتراض ضرور کرینگے۔ میزبان ان کی خاطرداری میں پریشان الگ ہوئے اور ان کی نکتہ چینی سے شرمندہ علیحدہ۔ کچھ حاصل نہ حصول مفت کی زحمت اور زیرباری البتہ ہوئی۔ اور اس رسم کی غرض بھی پوری نہیں ہوئی۔

میرے خیال میں اس رسم کے موجد نے اس خیال سے یہ رسم ایجاد کی ہوگی کہ ہر خوشی کے موقع پر جب سب عزیز شریک ہوں تو مرحوم عزیزوں کو بھی یاد رکھا جائے اور اس موقع سے وہ بھی مستفید ہوں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ رسم کتنی اچھی ہے۔ مگر کیا صرف نیاز دلا دینے سے اس رسم کی اصلیت پوری ہو سکتی ہے جبکہ اس میں سے ایک روٹی بھی فقیر کو نہ دی جائے۔

بجائے ان فضولیات اور مہمانداری کے یہ ہونا چاہیئے کہ ایسے موقع پر فقیر محتاج اور اصل مستحقوں کو تلاش کر کے کھلایا جائے اور اس کا ثواب مرحوم بزرگوں کی روحوں کو بھیجا جائے۔ تاکہ اس رسم کا اصلی مقصد حاصل ہو۔ سوائے غریبوں محتاجوں یتیموں مسکینوں اور اصلی مستحقوں کے کسی اور کو مدعو نہ کیا جائے اور نہ حصے بھیجے جائیں

اگر تقسیم کیے جائیں تو ان عورتوں اور بچوں کو جو شریف ہوں اور اتفاقات زمانے نے انہیں تنگدست نادار اور لاوارث کر دیا ہو۔ اور چار دیواری کے اندر اپنی خاندانی شرافت اور عزت کو نباہ رہی ہوں۔ فاقوں پر فاقے ہوں مگر کسی سے امدادی سوال ان کی زبان سے نہ نکلے۔ ایسوں کو بھیجکر اور کھلا کر حقیقی مسرت اور سچی خوشی کا لطف بھی حاصل کیجئے اور رسم بھی انجام کو پہنچے ورنہ خواہ مخواہ کی مہانداری محض فضول و بے کار ہے +

اسی طرح اور بھی کئی رسمیں کچھہ اصلاح کے بعد مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ مثلاً دور دراز سفر جاتے وقت امام ضامن۔ اور مسافر کی واپسی پر ا بیمار کے غسل صحت پر تیل ماش وغیرہ کا قاعدہ بھی چنداں برا نہیں۔ غمی کے موقع پر کھانا بھیجنا بھی ٹھیک ہے مگر وہاں کھانا بہت قابل اعتراض ہے۔ پھول دسواں بیسواں چالیسواں سہ ماہی ششماہی اور برسی پر بھی صرف غریبوں ہی کو مدعو کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ اگر بلایا بھی جائے تو مہمانوں کو ہرگز جانا نہیں چاہیئے بلکہ اپنے اپنے محلّے سے غریبوں کو بھیجدینا مناسب ہے اور کھلا دینا چاہیئے کہ اس موقع پر بجائے ہمارے ان کا آنا ضروری ہے۔ اس طرح اُمید ہے بہت جلد اصلاح ہو سکتی ہے۔ تھوڑی ہمت درکار ہے پھر بیڑا پار ہے۔ مثال قایم ہونا شرط ہے انشاء اللہ لوگ تقلید کرنا شروع کر دینگے۔ خدا ہمارے ارادوں میں برکت اور ہمت میں استقلال دے کہ ہم اپنی حالت خود ہی درست کریں۔ آمین +

راقمہ م - ب

چھوٹے بچے کیلئے فراک نما اونی قمیض

(سلائیوں سے)

اس قمیض کے لیے مندرجہ ذیل چیزوں کی ضرورت ہوگی! ۴ اونس LADYSHIP 3-PLY SCOTCH FINGERING. (لیڈی شپ ۳ پلائی سکاچ فنگرنگ) اور ۹ نمبر کی دو عدد ہڈی کی سلائیاں۔ ایک ۱۲ نمبر کا ہڈی کا کروشیا۔ دو چھوٹے پرل بٹن۔ یہ قمیض ۱۵ انچ لمبی ہوگی اور نیچے کا گھیر گولائی میں ۳۲ انچ ہوگا اور آستین معہ کف ۶ ½ انچ لمبی ہوگی اور یہ قمیض ۶ ماہ کے بچے کے آسکے گی +

ترکیب۔ سامنے کے حصے کے لیے ۱۱۲ خانے سلائی پر ڈالو اور ۸ قطاریں سیدھی بنو اس کے بعد ۸ قطاریں ایک قطار سیدھی ایک قطار الٹی کے حساب سے بنو۔ ۱۷ ویں قطار۔ ۲ خانے سیدھے * ایک خانہ سیدھا۔ ایک خانہ بڑھاؤ (دھاگہ کو سامنے کی طرف لاکر خانہ بڑھایا جاتے) اور ۲ خانے اکھٹے سیدھے بنو۔ دو خانے سیدھے * ہر دو نشانوں کے درمیانی طریق سے بنتے ہوئے قطار ختم کرو۔ ۱۷ ویں قطار کی مانند ۱۵ قطاریں اور بنو اور پھر ۵۸ قطاریں ایک قطار سیدھی۔ ایک قطار الٹی کے حساب سے بُن لو۔

۹۱ ویں قطار۔ ۶ سیدھے * ۲ خانے اکھٹے سیدھے۔ پھر ۲ خانے اکھٹے سیدھے ایک سیدھا * ہر دو نشانوں کے درمیانی طریقہ سے ۲۰ دفعہ بنو۔ اور پھر باقی ماندہ ۶ خانے سیدھے بنو۔ اب سلائی پر کل ۷۲ خانے رہ جائیں گے۔ **۹۲ ویں قطار** الٹی بنو اس کے بعد ۸ قطاریں ۱۷ ویں قطار کی مانند بنو۔ **۱۰۱ ویں قطار۔** ان ہی خانوں کے ساتھ شروع میں ۳۵ خانے اور نئے (آستین کے لیے) سلائی پر ڈالو اور پھر ان ۳۵ اور اگلے ۷۲ ان کل خانوں کو (جو ۱۰۷ ہو گئے ہیں) سیدھا بنو +

۱۰۲ ویں قطار۔ ۳۵ خانے اور نئے قطار کے شروع میں (دوسری آستین کے لیے) سلائی پر ڈالو اور ان ۳۵ اور اگلے ۱۰۷ ان سب کو الٹا بنو۔ اب سلائی پر کل ۱۴۲ خانے ہونگے۔ بعد ازاں ۱۸ قطاریں ایک قطار سیدھی۔ ایک قطار الٹی کے حساب

سے بنو۔ ۱۲۱ ویں قطار۔ ۹۵ خانے سیدھے بنکر ان کو کسی فالتو سلائی پر ڈالدو۔ (بائیں طرف کے کندھے کے لیئے) اور پھر ۴۴ خانے گردن کے حصے کے لیئے بند کردو اور ۹۵ خانے سیدھے بنو۔ اب ان آخری ۹۵ خانوں پر ہی کام ہوگا۔

۱۲۲ ویں قطار۔ الٹی بنتی جائیں یہانتک کہ ۲ خانے باقی رہ جائیں۔ ان ۲ خانوں کو اکٹھا اُلٹا بُن لیں۔ ۱۲۳ ویں قطار سیدھی بنو۔ آخری ہر دو قطاروں کو تین دفعہ اور دُہراؤ۔ ۱۳۰ ویں قطار۔ اُلٹی بنو یہاں تاکہ صرف ایک خانہ باقی رہ جائے اس خانے کو ۲ دفعہ اُلٹا بنکر ایک خانہ بڑھالیں (یعنی ایک دفعہ اُلٹا خانہ بننے کے بعد بائیں ہاتھ کی سلائی سے خانہ گرانے کے بجائے پھر دوسری دفعہ اسی خانہ میں پچھلی تار کی طرف سے سلائی ڈال کر اسکو اُلٹا بُن لیں) ۱۳۱ ویں قطار سیدھی بنو آخری دونو قطاروں کو دو دفعہ اور دوہراؤ۔ ۱۳۶ ویں قطار۔ ۱۳۰ ویں قطار کی مانند بنو۔ ۱۳۷ ویں قطار۔ ۱۲ خانے اور نئی سلائی پر ڈالو اور ان ۱۲ خانوں اور اگلے ۹۵ خانوں ان سب یعنی ۱۰۷ خانوں کو سیدھا بنو۔ ۱۳۸ ویں قطار۔ ۱۰۴ خانے اُلٹے ۳ سیدھے۔ ۱۳۹ ویں قطار۔ سیدھی بنو۔ ۱۴۰ ویں قطار۔ ۱۰۴ اُلٹے ۳ سیدھے آخری ہر دو قطاروں کو ۸ دفعہ اور دوہراؤ۔ اور پھر ان خانوں کو کسی فالتو سلائی پر ڈال دو۔ اب ان ۹۵ خانوں کو جو بائیں کندھے کے لیے فالتو سلائی پر ڈالے تھے اور گردن کی طرف کے پہلے خانے کے ساتھ اون جوڑدو ؎

۱۲۲ ویں قطار۔ ۲ خانے اکھٹے اُلٹے بنو اور باقی قطار اُلٹی بُن لو۔

۱۲۳ ویں قطار۔ سیدھی بنو۔ آخری ہر دو قطاروں کو ۳ دفعہ اور دوہراؤ۔ ۱۳۰ ویں قطار۔ پہلے خانے کو دو دفعہ اُلٹا بنکر ایک خانہ بڑھاؤ۔ اور باقی خانے اُلٹے بُن لو ۱۳۱ ویں قطار سیدھی بنو۔ ۱۳۲ ویں قطار۔ پہلے خانے کو دو دفعہ اُلٹا بنکر ایک خانہ بڑھاؤ۔ اور باقی خانے اُلٹے بنو۔ آخری ہر دو قطاروں کو ۲ دفعہ اور دوہراؤ ۱۳۷ ویں قطار۔ سیدھی بنو۔ ۱۳۸ ویں قطار۔ ۱۵ خانے اور نئی سلائی پر ڈالو اور ان خانوں اور اگلے خانوں ان تمام کو (جو اب کل ۱۰۷ ہوگئے ہیں) اُلٹا بنو ۱۳۹ ویں قطار سیدھی بنو۔ ۱۴۰ ویں قطار۔ ۳ سیدھے۔ ۱۰۴ خانے اُلٹے۔ آخری ہر دو قطاروں کو ۸ دفعہ اور دوہراؤ ؎

۵۷ اویں قطار۔ شروع قطار کے ۳۵ خانے بند کرو۔ باقی سیدھے بنو یہاں تک کہ ۳ خانے رہ جائیں۔ ان ۳ خانوں کو کسی سیفٹی پن پر ڈالدو اور اب وائیں کندھے کے خانوں والی سلائی کو (جس پر ۱۷ خانے ہیں) لو اور ساس سلائی کے گردن کی طرف کے شروع کے تین خانوں کو بائیں کندھے والی سلائی کے باقی ماندہ ۳ خانے جو ہیں۔ ان تین خانوں کے اوپر رکھو۔ اور پھر بائیں ہاتھ کی سلائی کا پہلا خانہ اور اس سیفٹی پن کے ۳ خانوں میں سے پہلا خانہ ان دونوں خانوں میں ایک ساتھ سلائی ڈالکر ان کو اکٹھا سیدھا بنو۔ اسی طرح اس سے اگلا اگلا سیفٹی پن اور سلائی دونو کا ایک ایک خانہ لیکر ان ۲ کو بھی اکٹھا سیدھا بنو۔ پھر ہر دو کے تیسرے۔ تیسرے خانے کو بھی اکٹھا سیدھا بنکر بائیں ہاتھ کی سلائی کے باقی خانے بھی سیدھے بن لو اب اس سلائی پر ۱۷ خانے ہونگے۔ اور پہلی سلائی پر ۶۳ خانے۔ ان دو نو سلائیوں کے خانے کو ایک سلائی پر ہی ڈال لو۔ ۵۸ ا ویں قطار۔ قطار کے شروع کے ۵۳ خانے بند کردو۔ اور باقی خانے اُلٹے بنو۔ اب کل ۲۷ خانے رہ جائیں گے۔ اس کے بعد ۸ قطاریں ۱۷ ا ویں قطار کے مانند بنو۔ ۷ ۶ ا ویں قطار۔ سیدھی بنو۔

۱۶۸ ا ویں قطار۔ ۶ خانے اُلٹے بنو اس سے اگلے خانے کو ۲ دفعہ اُٹھا بنکر ایک خانہ بڑھالو۔ پھر اس سے اگلے خانے کو بھی ۲ دفعہ اُٹھا بنکر ایک خانہ بڑھاؤ۔ پھر اس سے اگلے خانے کو بھی ۲ دفعہ اُٹھا بنکر ایک خانہ بڑھاؤ۔ ایک خانہ اُٹھا بنو۔ ہر دو نشانوں کے درمیانی طریقہ سے ۲۰ دفعہ بنو اور باقی کے ۶ خانے اُلٹے بُن لو۔ اب آپکی سلائی پر کل ۱۱۲ خانے ہو جائیں گے۔ بعد ازاں ۵۸ قطاریں ایک قطار سیدھی۔ ایک قطار اُلٹی کے حساب سے بنو اور پھر ۱۶ قطاریں ۱۷ ا ویں قطار کی مانند بنکر اور ۸ قطاریں ایک قطار سیدھی ایک قطار الٹی کے حساب سے بنو۔ اس کے بعد ۸ قطاریں صرف سیدھی بنو اور خانے بند کردو ۔

کف۔ قمیص کی سیدھی جانب سے آستین کی چوڑائی کی جگہ سے ۴۴ خانے کف کے لئے اُٹھائیں اور پہلے خانے کے ساتھ اون جوڑ کر ۸ قطاریں قمیص کی ۱۷ ا ویں قطار کی مانند بنیں اور پھر ۴ قطاریں سیدھی بننے کے بعد خانے بند کردیں۔ اور اسی طرح دوسری کف بھی بنالیں۔ اب قمیص کی اُلٹی جانب اوپر کی طرف کرکے قمیص

کو اچھی طرح پھیلا دیں اور اس پر کوئی بھیگا ہوا کپڑا پھیلا کر اوپر گرم استری خوب اچھی طرح کریں۔ استری کرنے کے بعد دونوں پہلوؤں اور آستینوں کی سیونوں کو الٹی جانب سے اونی دھاگے کے ساتھ سوئی سے سی لیں۔ اور پھر قمیض سیدھی کریں۔ پھر اون کو گردن کی بائیں طرف کے کونے پر جوڑ دو۔ اور ایک قطار ڈبل کروشیا کی گردن کے حصے کی جگہ پر بن لو۔ اور پھر اس سے اگلے کونے کی جگہ پر ۳ ڈبل کروشیا بنو۔ اس کے بعد گریبان کے نیچے کی طرف جو پٹی سی ہے اس پر برائے کاج اس طرح بنو۔ ۲ ڈبل کروشیا۔ ۷ چین اور پھر ½ انچ جتنی جگہ چھوڑ کر ۶ ڈبل کروشیا بنو۔ ۷ چین پھر ½ انچ جگہ چھوڑ کر ۴ ڈبل کروشیا بنو۔ اب گریبان کا حصہ یعنی تمام پٹی کی جگہ ختم ہو گئی۔ اون توڑ لو۔ پھر اون کو گردن کے اس پہلے کونے پر جوڑ دو۔ اور اس جگہ ایک ڈبل کروشیا بنو* ۲ چین۔ ۲ ٹریبل پھر اس جگہ پر بنو۔ نیچے کی قطار کے ۲ ڈبل کروشیا چھوڑ کر اس سے اگلے پر ایک ڈبل کروشیا بنو* ہر دو نشانوں کے درمیانی طریقے سے تمام گردن کے گرد اگرد اسی طرح بُن لو۔ اور اون توڑ لو۔ اس کے بعد بائیں طرف دونوں بٹنوں کو کاجوں کے بالمقابل سی دو۔

نوٹ۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ کئی دفعہ ترکیب میں جو اون و سلائیاں لکھی ہوتی ہیں۔ ویسی اون و سلائیاں یا دونوں میں سے کوئی ایک چیز نہیں ملتی۔ یا خود اپنی خواہش کسی دوسری قسم کے اون کے استعمال کرنے کی ہوتی ہے۔ مگر جب کسی اور قسم کی اون یا سلائیاں استعمال کی جائیں تو پھر اس ناپ کی چیز طیار نہیں ہوتی جو ترکیب میں لکھا ہوتا ہے۔ اس لیے جب کسی اور قسم کی اون و سلائیاں آپکو استعمال کرنی ہوں تو ان ہی سلائیوں اور اون کے ساتھ (جو استعمال کرنی ہیں) پہلے ایک چھوٹا سا نمونہ ناپ کے لیے بنا کر دیکھ لیں۔ یعنی چند ایک خانے سلائی پر ڈال کر چار۔ پانچ قطاریں بنیں۔ اور پھر خانوں کو سلائی پر سے اتار کر اس طرح باآہستگی بغیر کھینچنے کے ناپ لیں اور حساب کر لیں کہ ۲ یا ۱ انچ میں اتنے خانے ہیں تو ہمارے مطلوبہ ناپ کے لیے کتنے خانے ہونے چاہئیں۔ اور پھر اسی حساب سے خانے سلائی پر ڈالیں۔ مثلاً جس سائز و قسم کی سلائیاں اور اون اوپر قمیض کی ترکیب میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے ایک چھوٹا سا نمونہ ناپ کے لیے بنا کر دیکھا ہے

تو اس کے لیے ۱۴ خانے سلائی پر ڈال کر چند قطاریں بننے کے بعد اس نمونہ کو سلائی سے اُتار کر ناپا گیا تو یہ ۱۴ خانوں کا نمونہ ناپ میں ۲- انچ نکلا۔ آپکو ضرورت ۱۶- انچ ناپ کی ہے۔ تو اس کے لیے آپ کو اسی حساب سے ۱۱۲ خانے سلائی پر ڈالنے چاہئیں۔

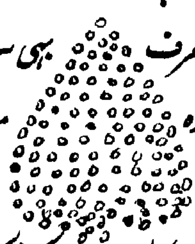
دیگر اگر کسی مندرجہ ترکیب سے بڑے یا چھوٹے سائز کا بنیان و سوئٹر وغیرہ غرض جو بھی چیز طیار کرنی ہو۔ تو اس کے لیے چاہیئے کہ پہلے بالکل اسی ناپ کی وہ چیز جو آپکو بنانی ہے کاغذ کی کتر کر رکھ لیں۔ اور پھر اس کاغذ کے سوئٹر وغیرہ کے ناپ کے مطابق جتنے خانوں کی ضرورت ہو اتنے خانوں سے کام شروع کریں۔ اور اپنے حسب ضرورت شائع شدہ ترکیب سے (جس کے نمونہ پر بننا ہے) خانوں کو کم و بیش کریں۔ اس طرح اپنے مطلوبہ ناپ جتنی لمبائی و چوڑائی وغیرہ کی وہ چیز طیار کرسکتی ہیں۔ ہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ خانے بڑھانے۔ گھٹانے سے اصل نمونہ و بنت میں بالکل فرق نہ آنے پائے۔ اس کی بہت احتیاط ضروری ہے اُمید ہے بہنیں ان باتوں پر عمل کرنے سے اپنی خواہش کے مطابق ہر عمر کے بچے کے ناپ کی چیز طیار کرسکیں گی۔ سوائے ان ترکیبوں کے جو کسی خاص نمونے کی ہوں ؛

لطیف بیگم

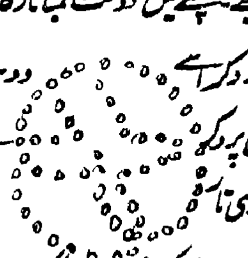
موتیوں کا گلدستہ

سامان۔ موتی باریک (دو پوت) سبز رنگ کے ایک پونڈ۔ پیتل کے باریک تار کے گچھے چار عدد۔ موتی (دو پوت) ہر رنگ کے سبز۔ آسمانی گلابی۔ سرخ وغیرہ۔ ہر ایک دو دو اونس تار کے گچھے میں سے ڈیڑھ فٹ لمبا تار کاٹ لیں اور اس میں

پتے کی بناوٹ۔ پہلے ایک موتی سبز موتیوں میں سے پرو دیں۔ یہاں تک کہ آدھا تار ایک طرف رہے اور آدھا ایک طرف۔ تار کو بل دیکر موتی کے بیچ میں سے نکالیں اسی طرح دوسری طرف کا تار نکالیں۔ اب دو سبز موتی تار کے ایک طرف پرو دیں۔ اور دوسری طرف کے تار کو ان دونوں میں سے نکالیں۔ پھر تین موتی ایک تار میں پرو کر دوسرا اس میں نکالتے جائیں اسی طرح ترکیب بالا کے مطابق موتی پرو دیں یہاں تک کہ گیارہ ہو جائیں تو تار کے ایک طرف بھی سات موتی پرو دیں اور دوسری طرف بھی سات موتی پرو دیں۔ ایک تار جس میں سات موتی پرو کر رکھتے ہیں۔ گیارہ موتیوں والی لائن میں سے درمیان کے موتی میں نکالیں۔ پھر دوسرا تار بھی جس میں اتنے ہی موتی پروئے ہیں وہ بھی اسی میں سے نکالیں جیسا کہ خاکہ سے ظاہر ہے۔ اور بقیہ تار کو آپس میں بٹ دیکر چھوڑ دیں۔ اسی طرح پچاس پتے بنائیں +

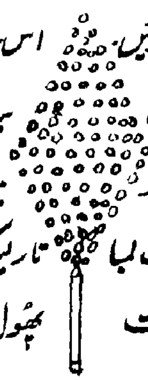


پھول۔ اب پھول بنانا شروع کیجئے۔ گچھے میں دو فٹ لمبا تار کاٹ کر اس میں سرخ یا آسمانی رنگ کا پھول بنانا ہوا۔ موتی پرو کر آدھے دوہرا کرکے ساتویں موتی میں سے تار نکال لیں تار میں سات موتی پرو کر لمبے موتی کے ساتھ والے موتی میں سے نکالیں۔ اسی طرح ہر باری تار میں سات سات موتی پرو کر تمام موتیوں میں سے نکالیں۔ اب دوسرا چکر شروع ہوگا۔ اس میں بھی پہلے کی طرح



تار میں سات موتی پر دیں۔ اور پہلی لائن کے موتیوں میں سے تین ادھر تین ادھر رہنے دیں۔ اور بیچ کے موتی میں سے تار نکالیں یعنی تین چھوڑ کر چوتھے میں سے تار نکالیں۔ پھر سات موتی تار میں پرو کر پہلے کی طرح تین ادھر رہیں گے تین ادھر رہیں گے۔ درمیان والے سے تار نکالیں۔ اسی طرح لائن پوری کریں۔ اور جتنا بڑا پھول۔ تین چکر یا چار یا پانچ کا بنانا ہو اوپر کی شکل کے مطابق دس بارہ رنگ برنگ کے بنالیں +

دوسری قسم کا پھول بھی بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ اسکو ڈیڑھ فٹ لمبے تار سے شروع کریں۔ تار میں ایک موتی سفید بلوری پرو کر عین درمیان میں کر کے پہلے تار کی ایک طرف نکالیں پھر دوسری۔ پھر دو موتی پرودیں پتے کی بناوٹ کے مطابق جب نو موتی پرو چکیں۔ پھر دوسری لائن میں بھی نو ہی پرودیں۔ اس کے بعد ایک ایک موتی کم کر کے ایک موتی پر پہنچیں تو تار کو آپس میں



بٹ دیکر ختم کریں اور اسے عین درمیان یعنی نانویں موتی کی قطار میں سے ذرا دہرا کرلیں۔ اسی طرح کے چار بناکر ایک دوسرا دو فٹ لمبا تار لیکر آپس میں جوڑ کر ٹانک دیں۔ یہ چاروں جڑ کر ایک خوبصورت پھول کی شکل بن جائے گا اسی طرح پانچ چھ بنالیں +

تمام پتے اور پھول بھی تار کے بازار میں کسی پٹوے کو دیدیں۔ وہ مضبوط باندھ کر خوبصورت لکڑی کے رنگین گلاس میں رکھدے گا۔ یہ سبزی کی سجاوٹ اور خوبصورتی کے لیئے بہت عمدہ اور پائدار چیز ہے۔ لیکن ذرا محنت طلب ہے +

راقمہ۔ ایس ایس نسیم از کشمیر

نمک کے مُفید تجربات

ذیل میں نمک کے مختلف طریقہ استعمال درج کرتی ہوں۔ اُمید ہے مُفید ثابت ہوگا۔

۱۔ کھانسی کے وقت تھوڑا سا نمک مُنہ میں رکھ لینا چاہیئے۔ اسی وقت آرام محسوس ہوگا۔

۲۔ زکام میں حلق میں خراش معلوم ہوتی ہے دن میں دو تین مرتبہ نمک اور گرم پانی کا غرارہ مفید ہے

۳۔ دانتوں کے لیئے نمک اور سرسوں کے تیل بہت مُفید ہیں۔

۴۔ دانتوں اور گلے کے ورم کے لیئے نمک اچھی چیز ہے۔

۵۔ دانت نکلوانے کے بعد ذرا سا نمک کے پانی کی کلی کرنے سے درد اسی وقت رفع ہو جاتا ہے

۶۔ دیر ہضم چیز کھانے کے بعد نمک چوس لینا چاہیئے۔

۷۔ موسم سرما میں بیوقت پانی ذرا سا نمک ڈالکر نیم گرم پینا چاہیئے۔

۸۔ قے کرانا منظور ہو تو شیر گرم پانی نمک ڈالکر پلا دو۔

۹۔ دو تین چمچہ نمکین نیم گرم پانی سے گرم دنوں میں روزہ افطار کرنے سے پیاس بُجھ جاتی ہے

۱۰۔ ہاتھوں کی اُنگلیاں جو ٹیڑھی ہو جاتی ہیں سیدھی نہیں ہوتیں انکا بہتر علاج یہ ہے کہ ہر دم ایک بڑا ڈلا نمک کا لیے رہو۔

۱۱۔ سرکہ وغیرہ کے داغ نمک ملنے سے رفع ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ نمک کے شیر گرم پانی میں بانس کی اشیا برش سے صاف کرنے سے اجلی ہو جاتی ہیں پھر خوب صاف پونچھ لینا چاہیئے۔

۱۳۔ چائے کی پیالیوں کے بدنما داغ نمک سے دفع ہو جاتے ہیں۔

۱۴۔ سفیدی (چونہ) میں نمک ڈالنے سے بہت مضبوط اور دیرپا ہوتی ہے

۱۵۔ لیمپ میں آگ بھڑک جائے تو نمک ڈالدو۔

بلقیس جہاں (جونپور)

مختصر دُنیا

(سلسلہ کے لیے رسالہ بابت اگست ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۶۹ ملاحظہ فرمائیے)

میں نے اُن افسروں کو اُٹھا کر اپنی جیب میں چھوڑ دیا اور سب جیبوں کی تلاشی دیدی سوائے صدری کی دو جیبوں اور ایک اندرونی چھوٹی سی جیب کے جس میں ایک گھڑی اور تھوڑا سا سونا تھا، جو میرے کام کے علاوہ ان لوگوں کے لیے کچھ خطرناک نہیں تھی۔ اس چھوٹی سی مخلوق کے پاس کاغذ قلم دوات بھی تھی، وہ ہر ایک چیز کی تفصیلی حالت لکھتے جاتے تھے، میں نے وہ چیزیں ان کے حوالہ کر دیں، اس فہرست کی جو رپورٹ بادشاہ سلامت کی خدمت میں پیش ہوئی، انگریزی میں اسکا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

۱- ہر ایک چیز کی خوب تلاشی لی گئی تو "آدم جبل" کے کوٹ کی سیدھی جانب جیب میں موٹے کپڑے کا ایک بڑا تھان نکلا جو حضور کے دربار کے بڑے ہال پائنداز کے برابر بڑا تھا۔

۲- بائیں جانب جیب میں چاندی کا ایک بڑا صندوق تھا جو ہم تلاشی لینے والوں سے نہیں اُٹھ سکا۔ ہم نے اسکو کھلوایا، اور ایک ہم میں سے اس کے اندر اُترا تو گھٹنوں گھٹنوں تک اس میں خاک جیسی کوئی چیز تھی جو اُڑ کر ناک میں پہونچی اور ہم دونوں کو بہت چھینکیں آئیں۔

۳- "آدم جبل" کی صدری کی سیدھی جیب میں، ہمیں ایک بہت بڑا بنڈل سفید دبا ریک چیزوں کا ملا جو ایک دوسرے پر تہ کیے ہوئی تھیں اور تین آدمیوں کی لمبائی کے برابر تھیں اور ایک مضبوط رسی سے بندھی ہوئی تھیں جن پر کالے نشان ہو رہے تھے۔ ہماری دانست ناقص میں یہ کچھ لکھا ہوا تھا جسکا ہر حرف ہماری آدھی ہتیلی کے قد کے برابر تھا۔

۴۔ صدری کے بائیں طرف والی جیب میں ایک چیز انجن کی قسم میں سے تھی جس کی پشت پر سے بیس لمبی چوبیں لگی ہوئی تھی، ہمارے خیال میں "آدم جبل" اپنے بالوں میں اس سے کنگھی کرتا ہے، اُس سے بار بار دریافت کرنے کی تکلیف ہم نے اُس کو نہیں دی کیونکہ ہمیں اپنی بات سمجھانا اور اس کی سمجھنا بہت دشوار تھا

۵۔ اس کے پائجامہ کی سیدھی جانب بڑی جیب میں ہم نے ایک بڑا کھوکھلا لوہے کا لٹھہ دیکھا جس کی لمبائی ایک آدمی کے قد کے برابر تھی۔ اور یہ لٹھہ لکڑی کے ایک بڑے ٹکڑے میں لگا ہوا تھا۔ جو اس سے بھی بڑا تھا اُس آہنی سلاخ کے ایک طرف دو ایک لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ جنکے متعلق ہم کچھ عرض نہیں کر سکتے کہ وہ کیا ہیں +

۶۔ اس کے مقابل دوسری جیب میں بھی ایسی ہی ایک چیز تھی +

۷۔ داہنی جانب چھوٹی جیب میں سرخ اور سفید دھات کے گول چپٹے چھوٹے بڑے ٹکڑے تھے، بعض ان میں سفید دھات کے جو چاندی کے معلوم ہوتے تھے، اتنے بڑے تھے کہ میں اور میرا ساتھی ملکر ہم دونوں انکو نہیں اُٹھا سکتے تھے +

۸۔ بائیں جانب چھوٹی جیب میں دو سیاہ ستون تھے، جن کے سرے پر ہم مشکل سے پہونچ سکے۔ ایک ان میں سے ڈھکا ہوا تھا اور سب کا سب ایک ہی ٹکڑے کا بنا ہوا تھا، لیکن دوسرے کی اوپر کی طرف ایک ہمارے سر سے دُگنی گول سفید چیز لگی ہوئی تھی، ان میں ایک فولاد کی بڑی تختی لگی ہوئی تھی، ہم نے اپنے حکم سے اُسکو مجبور کیا کہ وہ ہمیں اس سے آگاہ کرے کیونکہ ہمارے خیال میں وہ ایک خوفناک چیز معلوم ہوتی تھی، اُس نے بیان کیا کہ ہمارے ملک میں اس سے بال مونڈتے ہیں، اور دوسری چیز سے گوشت کاٹتے ہیں +

۹۔ دو اور چھوٹی جیبیں تھیں جس میں ہم داخل نہیں ہوئے، وہ اُس کے

جسم سے بالکل متصل اور بھنچی ہوئی تنگ تھیں۔ سیدہی جیب میں ایک چاندی کی زنجیر لٹکی ہوئی تھی جو جیب کے اندر ایک انجن میں لگی ہوئی تھی۔ ہم نے وہ انجن اس سے باہر نکلوایا۔ تو دیکھا کہ وہ بڑی گول چیز ہے آدہی چاندی اور آدہی کسی اور شفاف چیز کی بنی ہوئی۔ جس کے اندر عجیب قسم کی شکلیں دائرہ میں بنی ہوئی تہیں جنکو ہمارے خیال میں ہم چھو سکتے تھے مگر ہماری انگلی کھٹ سے اس شفاف چیز پر جاکر رُک گئی۔ اس انجن کو اُس نے ہمارے کان پر لگایا تو اس میں سے برابر آواز آرہی تھی جیسا پن چکی میں سے آتی ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ یا تو یہ کوئی جانور ہے یا کوئی دیوتا ہے جس کی وہ پرستش کرتا ہے۔ اور زیادہ گمان یہی ہے کیونکہ جیسا ہم سمجھ سکے وہ کوئی کام بغیر اس کی مدد کے نہیں کرتا ✣ (باقی آیندہ)

(ترجمہ) ولی احمد خاں

بختِ نسواں

(ماخوذ از لارڈ ٹینیسن)

اے وائے بختِ نسواں کیا تو بھی نارسا ہے　　آغاز تیرا اچھا۔ انجام ہی بُرا ہے
یہ حُسن۔ یہ وجاہت شکل حباب فانی　　ہو جاتے جب ہیں رخصت یہ ثمرۂ جوانی
پھر ذکر چاہ کیسا ہے ہے کہاں کی اُلفت　　اُلفت کے بدلے آخر ہوتی ہے دل کو نفرت
اے بانسری تو دھیمی　　دھیمی صدا دیے جا
گو یہ صدا ہے فانی　　لیکن صدا دیے جا
سرسبز غنچے جس دم ہوتے ہیں پھول کھل کر　　بُلبُل ہزار جاں سے ہوتی ہے صدقے ان پر
مُرجھا کے پنکھڑی جب گر جاتی ہے زمین پر　　پھر کون دیکھتا ہے اسکو نظر اٹھا کر
گلزارِ زندگی میں غنچے ابھی کھلے تھے　　جا نکاہ تیر برسے کیا ترکش جفا سے
اے بانسری تو دھیمی　　دھیمی صدا دیے جا
گو یہ صدا ہے فانی　　لیکن صدا دیے جا

فخر الدین خاں (بھاگلپور)

محل کا دروازہ

پہاڑی پر ایک عالی شان محل واقع تھا۔ اس کے گرد وسیع باغ تھا۔ جس میں درخت میووں سے لدے کھڑے تھے۔ نہریں جاری تھیں۔ رنگ برنگ کے طیور اڑتے پھرتے تھے۔ اور انکی زمزمہ سنجی سے فضا نغمے سے لبریز تھی پھولوں کے دستے قوس قزح کا نمونہ پیش کر رہے تھے۔ اور انکی خوشبو سے ہوا عطر بیز تھی۔

محل کا نام تھا "عیشۃ راضیہ"

باغ کے اردگرد اونچی اور مستحکم چار دیواری تھی جس میں صرف ایک شاندار دروازہ جانب مشرق نظر آرہا تھا۔ اس کے کواڑ بند تھے اور ان میں سونے کا ایک بھاری قفل جڑا تھا۔

دروازے کا نام تھا "فوز عظیم"

اس پہاڑی پر چڑھنے کا راستہ دشوار اور پھسلواں تھا۔ اور اسکو طے کرنیکے لیے ہمت۔ جفاکشی اور عزم بالجزم کی ضرورت تھی۔ بہت سے لڑکے اور لڑکیاں اس راستے سے پہاڑی پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن یہ اس قدر دشوار گذار تھا کہ بہت کم اوپر پہنچ سکتے تھے بعض تو پھسل کر نیچے جا پڑتے تھے۔ بعض بمشکل نصف راستہ طے کرنیکے بعد بے دم ہوکر بیٹھ جاتے تھے۔ اور صرف چند کوشش کرکے ادھر تو پہنچ گئے تھے ۔

صبح کا وقت تھا۔ مشرق سے نور کی آمد آمد تھی۔ آفتاب عالم تاب نے افق سے سر ابھارا۔ شعاعیں دروازہ پر پڑیں۔ اور سنہری قفل جگمگا اٹھا ۔

جو لڑکے اور لڑکیاں پہاڑی پر چڑھ چکے تھے۔ وہ رات کی نیند سے اپنی تھکن اور ماندگی دور کر چکے اور بیدار ہو چکے تھے قفل کا جگمگانا تھا کہ ان میں ہلچل پیدا ہوئی۔ اور شوق اور امنگ

نے ہر ایک کو اس قفل کو کھولنے اور دروازے میں داخل ہونے پر آمادہ کیا۔

یکایک ان میں سے ایک بلند بالا۔ چست و توانا لڑکا آگے بڑھا۔ وہ نیم آستین اور گریبان کھلی قمیص پہنے ہوئے تھا۔ اور گھٹنوں تک خاکی پتلون۔ اس کا جسم سڈول تھا۔ چہرہ سرخ۔ گردن سیدھی اٹھی ہوئی تھی۔ سینہ تنا ہوا تھا۔ بدن پسینہ میں عرق عرق تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ورزش کر چکا ہے۔ اس کے کندھے پر ایک کلہاڑا تھا۔ جس کو وہ بائیں ہاتھ سے تھامے ہوئے تھا۔ اور دائیں ہات میں ایک " فولادی " کنجی تھی جسکو وہ مضبوط پکڑے تھا۔ وہ دروازے کے قریب آیا۔ اور کلہاڑے کو زمین پر رکھ کر کنجی سے تالا کھولنے لگا۔ لیکن کنجی کی ساخت اور تالے کے سوراخ میں بے حد فرق تھی اور یہ کنجی کام نہ آئی۔

آخر کار اس نے کنجی کو پھینکدیا۔ اور دل شکستہ ہوکر واپس ہوا۔ کنجی کو دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا " محنت "

اس کے بعد ایک اور لڑکا آگے بڑھا۔ وہ مغربی قطع کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ ناک پر " پنس نز " عینک لگی تھی۔ اس کی پیشانی بلند تھی اور چہرے سے شائستگی اور ذکاوت ٹپکتی تھی۔ مگر گردن کسی قدر جھکی ہوئی تھی۔ اس کے بائیں ہات میں ایک ضخیم کتاب تھی جو شاید انسائیکلوپیڈیا ہو۔ اور دائیں ہات میں ایک کنجی جس پر " سونے کا ملمع " تھا۔ اسکا چہرہ بشاش تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کو اپنے اوپر اعتماد ہے۔

اس نے بڑھ کر تالے کو کھولنا شروع کیا۔ کنجی کو تالے میں ڈال کر گھمایا۔ اور تالے کو ہات سے جھٹکا دیکر کھولنا چاہا۔ لیکن وہ نہ کھلا۔ اس نے کنجی کو پھر کئی بار گھمایا۔ اور بہت کوشش کی کہ تالا کھل جائے۔ لیکن ناکام رہا۔ اب اس نے کچھ دیر غور کیا۔ اپنی پیشانی پر ہات پھیرا۔ پھر کنجی کو تالے میں چھوڑ کر اپنی کتاب کو کھولا۔ اور ورق گردانی کی پھر دیر تک کچھ پڑھتا رہا۔ اس کے بعد کنجی کو تالے سے نکال لیا۔ اور جیب سے ایک چھوٹی سی ریتی نکال کچھ دیر تک کنجی کو درست کرتا رہا۔ اس کے بعد کنجی کو قفل میں ڈال کر پھر گھمایا اور بہت کوشش کی کہ کسی طرح قفل کھل جائے

لیکن سب بے سود ثابت ہوا۔ اور تالا نہ کھلا۔

آخرکار اس نے بے دل ہوکر کنجی کو پھینک دیا۔ اور افسردگی کی حالت میں واپس ہوا۔ کنجی پر نظر ڈالی تو اس پر "علوم و فنون" لکھا ہوا پایا۔

حاضرین پر اس قابل لڑکے کی ناکامی سے کچھ ایسا اثر ہوا۔ کہ دیر تک کسی کی ہمت نہ پڑی کہ آگے بڑھے اور تالے کو کھولنے کا قصد کرے۔

آخر ایک لڑکا جو دبلا پتلا اور پست قامت سا تھا۔ اور بار بار مسکرائے دیتا تھا۔ آگے بڑھا۔ اس کی پیشانی کچھ آگے نکلی ہوئی تھی۔ آنکھیں کچھ چھوٹی چھوٹی تھیں۔ ناک ستواں اور لمبی تھی ہونٹ پتلے تھے لیکن منہ کچھ کھلا رہتا تھا۔ وہ مٹیلے رنگ کا لباس پہنے تھا۔ اور اس کا وجود اور لڑکوں میں مشکل سے نظر آتا تھا۔ اس کے نحیف و نزار جثہ کو دیکھ کر یقین نہ آتا تھا کہ اس نے پہاڑی راستے کو طے کیا ہوگا۔ اور فی الحقیقت وہ اپنے ایک قوی دوست کی کمر سے رسی باندھ کر اور اسکی مدد سے اوپر چڑھا تھا۔ اس کے کندھے پر ایک جال تھا اور ایک کمند۔ اور ہاتھ میں کنجیوں کا ایک بڑا گچھا۔ اس گچھے میں "آہنی فولادی نقرئی" بیسیوں چھوٹی بڑی کنجیاں تھیں۔

اس نے دروازے قریب آکر تعجب خیز پھرتی کے ساتھ یکے بعد دیگرے کنجیوں کو تالے میں لگانا شروع کیا۔ لیکن اتنی کنجیوں میں ایک بھی تالے میں نہ لگی۔ اس کے بعد اس نے ایک پتلی سی کیل قفل کے سوراخ میں ڈالکر اس کو خوب مروڑا اور ہلایا۔ ازاں بعد تالے کو زور سے جھٹکے دیئے۔ لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اور وہ تالا نہ کھول سکا۔ اس نے جھنجھلا کر کنجیوں کو زمین پر پٹک دیا۔ اور خاموش واپس چلا گیا۔

کنجیوں کے چھلے کو دیکھا تو اس پر یہ حروف لکھے ہوئے تھے "مکر و حیلہ"

اب لڑکیوں کا نمبر آیا۔ ایک چھوٹی سی لڑکی آگے بڑھی اس کے سر کے بال گھنے ایک ریشمی فیتہ

سے پیچھے بندھے تھے۔ وہ ریشمی فراک سفید لمبے موزے اونچی ایڑی کے سرخ بوٹ پہنے ہوئی تھی۔ اس کے بائیں ہاتھ میں کچھ گڑیاں تھیں اور جرمنی کے کھلونے بغل میں ایک بیڈمنٹن کا بلا تھا۔ اور دائیں ہاتھ میں ایک "لکڑی" کی کنجی۔ وہ بے تحاشا دوڑی ہوئی آئی۔ راستے میں ایک چھوٹا سا نالہ تھا۔ اس کو ایک جست میں پھلانگ گئی۔ اور پھر دوڑ کر دروازے کے قریب پہنچی دیکھنے والوں کو گمان ہوا کہ وہ دروازے سے ٹکرا جائے گی۔ لیکن اُس نے اپنے آپ کو یکایک روک لیا۔

یہاں یک لخت رُک جانے سے کھلونے اُس کی بغل اور ہاتھ سے نیچے گر پڑے۔ اُس نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور اپنی لکڑی کی کنجی سے قفل کھولنا شروع کیا۔ جوں ہی اس نے کنجی کو قفل میں گھمایا۔ لکڑی ٹوٹ گئی اور کنجی بیکار رہ گئی۔ یہ دیکھ کر اس نے ٹوٹی ہوئی کنجی کو باہر نکالا۔ کچھ بڑبڑائی اور کنجی بنانے والے کو کوسنے دیئے۔ اور کنجی کو زمین پر دے مارا۔ پھر اپنے گرے ہوئے کھلونے سنبھال کر دوڑ کر واپس بھاگ گئی اس کارگزاری کو دیکھ کر حاضرین سب ہنسنے لگے۔

لکڑی کی کنجی کو جو دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا "لھو و لعب"۔

اب ایک اور لڑکی آگے بڑھی۔ وہ حسین تھی۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ لب پتلے تھے اور ایک دوسرے پر جمے ہوئے۔ اور چہرے پر سرخی نام کو نہ تھی۔ وہ گردن نیچے جھکائے اپنے خیالات میں غرق بائیں ہاتھ میں گلابی پھولوں کا ایک خوشنما اور مہکتا ہوا گلدستہ لیے دروازے تک پہنچی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ایک "چاندی" کی کنجی تھی جو سورج کی شعاعوں میں جھلملا رہی تھی۔ اس مہ جبین کو دیکھ کر حاضرین نے گمان کیا۔ کہ اب قفل ضرور کھل جائے گا۔ نازنین نے کنجی کو قفل میں ڈالا اور گھمایا۔ لیکن افسوس کہ کنجی بہت نرم تھی۔ ٹیڑھی ہو گئی اور تالے کے پیچ کو نہ گھما سکی۔ اس نے کنجی کو اُٹھا کر ذرا سیدھا کیا۔ اور نکال کر پھینک دیا۔ پھر سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک آہ سرد بھری اور بحالت زار واپس ہوئی۔ کنجی پر نظر ڈالی تو دیکھا اس پر یہ حروف کندہ تھے "محبت"۔

اس اُمید شکن ناکامی کے بعد کسی کو آس نہ تھی کہ یہ تالا کھل سکے گا۔ حاضرین ایک دوسرے کا

منہ تک رہے تھے۔ ناگاہ ایک لڑکی جو ایک کونے میں باطمینان کھڑی تھی۔ سامنے آئی۔ وہ ہندوستانی وضع کا سادہ مگر موزوں لباس پہنے ہوئی تھی۔ اسکا پندرہ یا سولہ سال کا سن تھا۔ رنگت گوری تھی مگر رخسار سے تندرستی کی سرخی جھلک رہی تھی۔ آنکھیں شربتی تھیں چہرہ بھولا بھالا تھا مگر پیشانی سے ذکاوت اور سعادت کے آثار نمایاں تھے۔ سعدی شیرازی کا یہ شعر اس پر صادق آتا تھا۔

بالائے سرش ز ہوشمندی   مے تافت ستارۂ بلندی

صحت اور چستی اس کے جسم سے عیاں تھی۔ اس کے اعضا کا تناسب موزوں تھا۔ اس کے گلے میں حائل شریف تھی اور بائیں ہات میں ایک کشیدہ۔ اور دائیں ہات میں ایک "طلائی" کنجی تھی۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مطمئن ہے کہ قفل کھول دے گی لیکن اس استقلال میں غرور کو بالکل دخل نہ تھا۔ چند قدم چل کر اُس نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا۔ گویا امداد غیبی کی خواستگار تھی۔ اور زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ

دروازے کے پاس پہنچی اور اطمینان سے قفل میں کنجی ڈالی۔ کنجی کا ایک مرتبہ گھومنا تھا کہ قفل کھل گیا۔ اور دروازہ وا ہو گیا۔ حاضرین نے تحسین آفرین کا ایک غلغلہ بلند کیا جس کی گونج آسمان سے ٹکرا کر آئی کہ ع فلک گفت احسن ملک گفت زہ

یکایک اس لڑکی کی والدہ آموجود ہوئی۔ اُس نے اپنی چہیتی اور فرمانبردار بچی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور اس کو مبارک باد دی۔

اس کے بعد اُس نے اِس طلائی کنجی کو حاضرین کو دکھایا۔ کنجی کے سرے پر لکھا ہوا تھا "اطاعت" اور لمبائی پر یہ آیتہ کندہ تھی۔

"وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ؕ"

علی احمد صابر اگزیکٹیو انجنیر۔ از آسام

سیر زمین

انگلستان سے ۲۴۹۵ رسالے ماہوار شایع ہوتے ہیں۔ اکیلے لندن سے ۸۷۴ نکلتے ہیں۔

پچھلے موسم خزاں میں مریخ زمین سے نسبتاً زیادہ قریب آگیا تھا۔ نومبر میں اس میں اور زمین میں ۴ کروڑ میں لاکھ میل کا فاصلہ تھا اور ساری سردیوں سر شام سے یہ ستارہ لال لال جھلکتا ہوا صاف نظر آتا تھا۔ بڑی بڑی دوربینوں سے اس ستارہ کا اس عرصہ میں مطالعہ کیا گیا۔

پچاس سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ ہیئت دانوں کا عقیدہ تھا کہ مریخ ہماری زمین کا ایک چھوٹا نمونہ ہے چنانچہ وہ ان دونوں میں بہت سی مشابہت کی باتیں بیان کرتے تھے۔ ۲۵ برس ہوئے کہ یہ خیالات بدل گئے اور یہ نتیجہ نکالا گیا کہ دونوں کرہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ وہاں کی ہوا کا درجہ نقطۂ انجماد (جانے کے درجہ) سے نیچے ہے اور وہاں کی ہوا میں پانی کے بخارات نہیں ہیں۔ زمانۂ حال کی لاول صاحب کی رصدگاہ کے نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں کی آب و ہوا بہت کچھ متشابہ ہے یعنی سارے نظام شمس میں یہی دونوں سیارے ایسے ہیں جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں۔ ۱۹۲۶ء کی تحقیقات نے اس یقین کو مضبوط کر دیا ہے کہ مریخ میں آبادی ہو سکتی ہے۔

اب تک یہی مشہور تھا کہ عورت تلون کا دوسرا نام ہے لیکن ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اعزاز بجلی کو حاصل ہے۔

ایسے حالات کا معاینہ کیا گیا ہے کہ بجلی ان قواعد کے خلاف جو اس کے لیے سائنسدانوں

نے تحقیق کیے ہیں یہی سلاخوں والی عمارتوں کے کمرہ میں داخل ہوجاتی ہے۔ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ آخر اس کی دستبرد سے بچنے کے لیے اور کیا صورت ہونی چاہیئے +

بجلی دو قسم کی ہے۔ ایک ہلکی سی چمک جو دُور کوندتی نظر آتی ہے۔ اس میں تڑپ ہوتی ہے لیکن اصلی چکا چوند نہیں آتی۔ دوسری کوندتی ہوئی شاندار بجلی۔ اس میں بیشمار پیچ اور دندانے نظر آیا کرتے ہیں اور آدمی کے دل پر خوف چھا جاتا ہے۔ یہی بہی خطرناک ہے +

یہ لکیریں اتنی لمبی نہیں ہوتیں جتنی نظر آتی ہیں۔ عین سر پر سے آدھ میل سے آتی معلوم ہوا کرتی ہے۔ لیکن اکثر ایک لمحہ (چمک) طول میں ۵ میل ہوتا ہے۔ ایک لمحہ ۵۶۰۰ من وزن کی ریل کو ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دھکیل سکتا ہے +

ہماری خوش قسمتی سے سو میں سے ایک بجلی کی کڑک ہم تک آتی ہے ان میں سے بہت سی درختوں یا دھات کی بنی ہوئی چیزوں کے ذریعہ زمین میں داخل ہوجاتی ہے۔ آدمی جرمنی میں مختلف قسم کے درختوں پر بجلی کے اثر کی تحقیقات کی گئی۔ سارے درختوں میں بیچ کے درخت میں بجلی کھینچنے کی زیادہ قوت ہے۔ ویسے سارے درختوں کے تنے بھیگنے پر بجلی کو زیادہ کھینچتے ہیں۔ اگر تنا زیادہ چھالدار ہوگا اتنا ہی درخت کو زیادہ نقصان پہنچے گا۔ ایک محقق نے ایسا تصویر کھینچنے کا صندوقچہ ایجاد کیا ہے جو ایک لحظہ میں بجلی کوندنے کی سینکڑوں تصویریں لے لیتا ہے۔ ان تصویروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی کی چمک ایسی معلوم ہوتی ہے گویا ایک بے ڈھنگے طور سے لپٹے ہوئے رسے کو جہاز پر سے پھینک دیا گیا ہے۔ یہ غلط خیال ہے کہ بجلی ایک جگہ ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں گرتی۔ بسا اوقات وہ کئی کئی دفعہ گرتی ہے +

رعد کے طوفان میں درختوں کے نیچے کھڑا ہونا بڑا خطرناک ہے۔ دھات کے برتن یا چیزیں جیسے پھاوڑہ، تیشہ وغیرہ لیے پھرنا بھی غیر محفوظ ہے۔ گو یہ بیہودہ طریقہ معلوم ہوتا ہے لیکن بہ عمدہ ر دھات کی ایسی چیزیں اپنے سے سو گز پرے پھینک کے زمین پر منہ کے بل چل کے جان

بچالے یا کسی گھنی جھاڑی میں جا بیٹھے جو کسی درخت سے سو گز کے فاصلہ پر ہو۔ ایسی چھتری جس کی ڈنڈی کسی دھات کی ہو رعد کے طوفان میں نہایت خطرناک ہے۔ اب تک کوئی واقعہ ایسا سننے میں نہیں آیا کہ کسی ریل پر بجلی گری ہو۔ جہازوں پر بجلی گرنے کی مثالیں ایک دو ہی ہیں لیکن تحقیقات سے دو صورتیں ایسی پائی گئیں کہ اگر وہاں جہاز بھی نہ ہوتے تو بھی بجلی اُس جگہ گرتی ؛

جاپان کے دارالسلطنت ٹوکیو میں ایک باورچی خانہ کھلا ہے جو سانپوں مینڈکوں کچھوؤں اور زہریلے مینڈکوں کا سالن طیار کرتا ہے اور بڑی کامیابی سے چل رہا ہے ؛

"کوڑیالے سانپ کا گوشت غدودی بیماریوں اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرتا ہے اور عام طور پر صحت کو اچھا کرتا ہے" یہ ایک اشتہار کا مضمون ہے جو اس دوکان میں ایک جگہ لگا ہوا ہے دوسرا اشتہار میں گھونگھوں کے قیمہ کو عام کمزوری کے لیے مفید بتایا گیا ہے

اس شہر کے بعض غیر معروف مقامات میں سانپوں کے اور باورچی خانے بھی ہیں جہاں گاہکوں کے سامنے شیشے کے ڈبوں میں زندہ سانپ پیچ و تاب کھاتے دکھائے جاتے ہیں سانپ کے گوشت تیل یا پکلس کو عمدہ دوا سمجھا جاتا ہے۔ ان باورچی خانوں کو سانپ مہیا کرنے والے بہت سے پیشہ ور پہاڑوں دلدلوں وغیرہ میں گشت لگاتے رہتے ہیں۔ ایک رکابی ڈیڑھ روپیہ سے ۶۸ روپیہ تک میں ملتی ہے ؛

پیرس کی پولیس نے بڑی ہی مشکل سے ایک جنٹلمین چور پکڑا ہے۔ مدت سے وہ اس کے پیچھے تھی لیکن یہ بھی اسقدر چالاک تھا کہ دھڑلے سے چوریاں کرتا تھا اور ہاتھ نہ آتا تھا۔ اسکا نشان تک موقعہ واردات پر نہ ملتا تھا اسنے ایک عجیب مشین بنائی تھی جس سے وہ پیچیدہ سے پیچیدہ تالے کو کھول لیتا تھا اور تالے یا دروازہ کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچتا تھا۔ وہ بڑی شان سے رہتا تھا۔ اس کے پاس دو خوبصورت

موٹریں تھیں اور اسکا مکان خوب آراستہ و پیراستہ تھا جس پر اس نے تیس ہزار روپیہ خرچ کیا تھا۔ وہ پانچ سال سے اپنی عجیب و غریب چوریوں کی بدولت عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس اثنا میں بہت سے مکانوں میں اس نے چپ چاپ چوری کی سوا مال کے چلے جانے کے وہاں ذرا سا بھی نشان کسی کے آنے جانے کا معلوم نہ ہوتا تھا ۔

چند ہی روز ہوئے اس نے ایک ماہر موسیقی کو اپنا تختۂ مشق بنایا۔ وہ چھٹی پر اپنے وطن گیا تھا۔ واپسی پر آکے دیکھتا ہے کہ ساٹھ ہزار کے زیورات اس کے خاص کمرہ سے غایب ہیں اور اس سے ڈیڑہ گنی قیمت کے ہاتھی دانت اور چاندی کا سامان بھی جا رہا ہے۔ لطف یہ کہ یہ بھی تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کسی نے کمرہ کا دروازہ کھولا ہے یا صندوق کو ہاتھ لگایا ہے۔ پولیس نے بڑی جانفشانی سے تالے پر ایک نہایت باریک نشان دیکھا جو کسی نہایت مضبوط باریک فولادی سوئی سے کیا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ ایک پڑوسی نے بتایا کہ عدم موجودگی میں ایک خوش پوشاک نوجوان کو تین دفعہ کمرہ کا دروازہ کھولتے میں نے ضرور دیکھا ہے۔ میں نے سمجھا کہ وہ یا تو ان کا رشتہ دار ہے یا دوست جس کے پاس کمرہ کی کنجی ہوگی ۔

اسی قسم کے سوراخ ایک اور کے دروازہ پر دیکھا گیا جہاں سے ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ کا زیور اور چاندی کا سامان اُڑ گیا۔ آخر پولیس نے بڑی جد و جہد کے بعد اس شخص کو گرفتار کیا اس کی عمر ۲۴ سال کی ہے اور ایک ۲۲ سالہ خوبصورت لڑکی کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کے مکان سے بیشمار چاندی کا سامان زیور وغیرہ برآمد ہوا۔ اس نے اپنے جرم سے اقبال کیا ہے جب اس سے چوری کرنے کے طریقہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ یہ ایک راز ہے۔ میں ایک مخفی مشین سے تالے کھول لیتا ہوں۔ وہ مشین اس نے نہیں بتائی اور نہ اُسکی خانہ تلاشی سے برآمد ہوئی ۔

محمد ظفر

اظہارِ مسرت

عصمت کا ایک وہ زمانہ تھا جو سنہ ۱۹۰۸ء میں اور سنہ ۱۹۰۹ء میں میں باعجب نکھار کا زمانہ تھا شباب کی بہار لوٹ رہا تھا پھر اس کے چمن کو بادِ خزاں کے جھونکوں نے برباد تو نہ کیا لیکن اسکی صورت اس درخت کی سی کر دی تھی جس کے چند پتے باقی رہ گئے ہوں اور آیندہ کے موسم بہار کے انتظار میں بادِ خزاں سے بچ بچ کر اپنی جان بچاتا ہو خدا کا شکر ہے کہ اس نے بادِ خزاں کے صدمات نہایت ہمت و استقلال کے ساتھ برداشت کیے اور بہت سی مشکلوں کا سامنا کیا جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو اُس کے دوست بھی اسکا ساتھ نہیں دیتے بلکہ منہ پھیر لیتے ہیں اسطرح عصمت کے معاونین اور قدیم مضمون نگاروں نے ڈھیل چھوڑ دی تھی اور مولانا راشد الخیری صاحب نے بھی عصمت سے دلچسپی لینی کم کر دی تھی۔ مولانا نے سنہ ۱۹۱۱ء میں رسالہ تمدن نکالا میں نے اسیوقت ایک خط مولانا کو لکھا تھا کہ آپنے ایسے وقت میں جبکہ رسالہ عصمت عنفوان شباب کو پہنچا ہے ناحق ہی تمدن جاری کیا۔ نتیجہ یہ ہوگا دودلی کی وجہ سے یہ بھی جائیگا وہ بھی جائیگا۔ اسکا جواب مجھے یہ ملا کہ تمدن کے جاری کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ تمدن نے عصمت کو کمزور کر دیا تھا۔ جب تمدن دنیا سے ناپید ہو گیا تو عصمت پر پھر بہار آنی شروع ہوئی۔ اور اب تو عصمت پر ماشاءاللہ دوبارہ جوانی کا عالم چھایا ہے اسکے پُرانے مضمون نگاروں نے قلمی امداد جاری کر دی اور مولانا راشد الخیری صاحب کو اس سے وابستگی ہوگئی۔ اور عصمت کے شباب کا ہی یہ اثر ہے کہ مولانا راشد الخیری صاحب جو مصورِ غم مشہور ہیں جنکے مضامین ہمیشہ رلایا کرتے تھے اب بادِ بہار نے انکے دماغ کو بھی ایسی تفریح بخشی کہ انکے مضمون نانی عشو نے رونے والوں کو ہنسا دیا۔ خدا کرے کہ عصمت اب ہمیشہ اسی عالم میں رہے اور اسی شان سے اپنے وقت مقررہ پر نکلا کرے جناب رازق الخیری صاحب جس محنت سے عصمت کی خدمت کر رہے ہیں اسکا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو رسالوں کی ایڈیٹری کرتے یا رسالے نکالتے ہیں۔

صغرا ہمایوں مرزا (حیدرآباد دکن)

بزمِ عصمت

جن بہنوں نے عصمت کو اس مہینہ میں خریدار دئے ہیں یا خوشی یا غم کے موقعہ پر غریب بیبیوں کے نام روپیہ بھیجکر رسالہ جاری کر دیا ہے انکے خطوط جنوری نمبر میں شایع ہونگے +

یکم اکتوبر کے پرچہ "عصمت" میں بیگم صاحبہ حسن محمد نے بچھنے کا نسخہ دریافت کیا ہے۔ میں یہ آزمائی ہوئی دوا تحریر کرتی ہوں۔ نہایت مجرب اور بالکل معمولی ہے۔ کیلا جو ایک جنگلی پودا ہے اور اکثر مقامات پر گھاس وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ درخت اسکے چھوٹے چھوٹے تمام پتوں اور درخت پر کانٹے۔ پھول گہرے زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ اسکی جڑیں علیحدہ کر کے پورا پیڑ کچل کر عرق نکال لیا جاوے۔ اور روزانہ دو یا تین گھنٹہ تک عرق کو ہاتھوں پر لگاتے رہیں۔ ہر روز تازہ عرق نکالا جائے انشاء اللہ چند روز کے برابر استعمال سے قطعی آرام ہو جاتا ہے زخم اچھے ہونے پر بھی دوسرے تیسرے روز برابر لگاتے رہیں۔ میرے ایک عزیز سال گذشتہ اسی عرق کے استعمال سے اچھے ہو چکے ہیں اور بفضلِ خدا اب تک اچھے ہیں + بیگم مصطفےٰ حسین انجنیر نہر

گروش فیل اور حلوا سوہن بنانے کی ترکیبیں جنوری ۲۶ء کے پرچہ میں شایع ہونگی + ایڈیٹر

(۱) مجھے کچھ عرصہ سے مرض نسیان کی شکایت بہت بڑھ گئی ہے۔ اب تو یہ حالت ہے۔ کہ میں تمام مضمون پڑھ جاتی ہوں لیکن بعد کو بالکل یاد ہی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھا تھا۔ نیچے کی سطر پڑھتی ہوں اور اوپر کی بھولتی جاتی ہے۔ مہربانی کر کے ڈاکٹری یا طبابت میں دستگاہ رکھنے والے بہن بھائی اس عاجزہ کو اس مرض کے اسباب و علاج سے مطلع فرما کر ممنون احسان فرمادیں +

(۲) مجھے تاریخ حریتِ اسلام مصنفہ مولوی محمد دین فوق مطلوب ہے کوئی بہن مطلع فرمادیں کہ کس دوکان سے دستیاب ہو سکے گی + افضل بیگم اہلیہ محمد عمر اورسیر محوری ملک سقر

کچھ عرصہ سے میرے لڑکے کی آنکھوں میں دھبے پڑ گئے ہیں کسی دوا سے فایدہ نہیں ہوا اگر کسی بہن کو کوئی آزمودہ نسخہ معلوم ہو تو بذریعہ رسالہ عصمت مطلع فرمائیں +

مولانا محمود الحسن صاحب قبلہ دیوبندی کا ترجمہ کیا ہوا کلام پاک کہاں سے اور کس قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے؟ (منیجر اخبار مدینہ بجنور سے خط کتابت کیجئے ۔ منیجر) ایک عصمتی بہن از ہڈا اڈا نگر نینی تال

مجھے سیخ کے کباب کا مسالہ ٹھیک طور سے نہیں معلوم ہے اگر کسی عصمتی بہن کو معلوم ہو تو برائے مہربانی سب ترکیب سے اطلاع کریں ممنون و مشکور ہونگی + ہمشیرہ محمد صادق از سیفی

دسمبر ۱۹۳۱ء کے پرچہ عصمت میں جناب مولانا راشد الخیری صاحب قبلہ کا ایک مسلسل مضمون (فسانہ) بعنوان "حور اور انسان" شایع ہوتا تھا مجھے اُس کے دیکھنے کا بے حد اشتیاق ہے۔ برائے کرم بذریعہ عصمت مجھے آگاہ کیجئے کہ آیا وہ کتابی صورت میں شایع ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس طرح دستیاب ہو سکتا ہے؟

(حور و انسان عنقریب کتابی صورت میں شایع ہوگا منیجر)

و نیز یہ بھی دریافت فرمایئے کہ عصمتی بہنیں مستند سوانح زندگی حضرت عائشہ صدیقہؓ جو کسی قابل حضرت کی سلیس اُردو میں بانظم تحریر کی گئی ہو، اپنے تجربہ کی بنا پر قیمت و دوکان مع مہو کا پتہ تبلا کر ممنون کریں۔

بلقیس دختر مولوی عبدالستار صاحب وکیل جنجرہ

میرے سر اور پیشانی میں کم و بیش ہر روز درد ہوا کرتا ہے کوئی سینے پرونے پڑھنے لکھنے کے کام سے زیادتی ہوتی ہے، دبلنے و کس کر باندھنے سے کچھ آرام معلوم ہوتا ہے یہ عارضہ مجھے بچپن سے ہے جس کو اب دس سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ خدا را کوئی "عصمتی بہن" دیہاتی مجھے مجرب و آزمودہ نسخہ سے اطلاع بخشیں میں تا زیست احسان مند رہونگی۔ متعدد دوا کھائی ڈاکٹری و یونانی مگر اس بلا سے نجات نہیں ہوئی۔ اُمید کہ بہنیں ضرور توجہ فرمائیں گی۔

راقمہ۔ منتظر جواب مسز مطیع الرسول حیدرآبادی

باقی تمام خطوط جنوری نمبر میں شایع ہونگے۔

منیجر

معمے

نومبر کے معمہ کا حل یہ ہے:-

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا اقبال

قرعہ مندرجہ ذیل بہنوں کے نام نکلا ہے۔ جنکو کتابیں روانہ کی جا چکی ہیں:-

(۱) خورشید جہاں بیگم بنت ضیاء العلوم مفتی انوار الحق صاحب ایم اے بھوپال

(۲) اہلیہ غلام محمد صاحب غنچہ جلال آباد (افغانستان)

(۳) مس اقبال اشتیاق علی اے سی سیونی چھپارہ۔

۱۵ر نومبر تک، خریداری نمبر لکھ کر، صحیح حل بھیجنے والی باقی بہنوں کے نام:-

مدراس و میسور ہز ہائینس نواب بیگم صاحبہ آف بنگن پلی۔ دختر مولوی محمد عمر پرنسپل اسلامیہ کالج ہمشیرہ غلام احمد کرنول۔ ہمشیرہ سید عباس حسینی مدراس۔ عائشہ بی بی میسور۔ مہر النساء ایڈیٹر رابعہ خانم مدراس۔

حیدر آباد دکن - خیر النسا عثمان پورہ۔ اہلیہ مرزا محمد زاہد بیگ۔ بشیر النسا بیگم۔ مسز مطیع الرسول
مسز محمد امجد علی امجد۔ ہمشیرہ میر محمد علی ترپ بازار۔ بنت منیر الدین مرحوم اسٹیشن روڈ۔ مسز سید
محمود سانچہ توپ۔ ثنا بیگم معرفت مشیر صاحب اورنگ آباد دکن۔ بیگم مرزا نصیر احمد نلگنڈہ ضلع۔ بنت
سید کریم الدین بلارم۔ مسز عبد السلام خاں ضلع کریم نگر۔ سید ابراہیم نہری اورنگ آباد۔ کریم النساء بانہ
مسز سید ذاکر۔ بنت سید مختار صاحب ۱۷۰۵ مسز نذیر حسین صدیقی۔

صوبہ متوسط و برار مسز محمد حسام الدین چھاونی ناگپور۔ محمود النسا خاتون انزاری اسٹیشن۔ بیگم سید محمد احمد گڑھ چرولی۔ اہلیہ سید عبد الرؤف ناگپور۔ ہمشیرہ اکرام اللہ صاحب
آئی سی ایس بھنڈارہ۔ دختر سید آل رضا صاحب جج بیتول۔ مسز حسن علی صاحب انوارہ۔ بنت نقی الحسن
کھام گاؤں۔ دختر نجیب الدین احمد دارو ماری امراوتی۔ بیگم محمد عبد السبحان خاں اکولہ۔ مسز ڈاکٹر محمد جنید
ایلچپور۔ نواب بیگم غلام علی بیگ دریاپور۔ نفیس بیگم آکوٹ۔ سید حمید فانی اسلامیہ سکول امراوتی
بنت شاہ محمد عبد الرحمٰن ای اے سی ایوتمحل۔

بمبئی سندھ افضل بیگم جہی سندھ۔ بنت شیر علی خاں ممباسہ۔ صغرا خانم شکارپور۔ ایچ ایس حلیم بیگم پورہ سورت۔ مسز حبیب اللہ خاں پونا۔ ناجرہ بی مدرسہ
جیا مالی گاؤں۔ مسز عبد الرحمٰن با عکلفہ سورت۔ مس اسمٰعیل علی بمبئی۔ سیدہ سروری بیگم پونا۔ مسز جی اے
عاف بمبئی۔ مسز عثمان علی انصاری صاحب ام اے (لندن) نوشہرو فیروز سندھ۔

بنگال مسز کے ام حسن چرچ روڈ بلورٹہ۔ مس قمر زکریہ ٹوپ قادر کلکتہ۔ مس عائشہ بنت احسان احمد کلکتہ۔ ایس کے صغرا بیگم سبزواریہ کلکتہ۔ سائرہ خاتون جیت پور روڈ کلکتہ۔ مسز آصف علیم الدین
سٹریٹ کلکتہ۔ مسز احسان عظیم ٹھاکر۔ بی بی رضیہ کمان۔ اہلیہ حاجی تاج بخش کلکتہ۔

بہار اڑیسہ حادیہ خاتون معرفت پروفیسر محمد سلیم نزاری باغ۔ بنت سید سعید عالم پرنسپل لا کالج پٹنہ۔ بنت ڈاکٹر عبد القیوم پٹنہ۔ بیگم حکیم شاہ علی امام شیخوپورہ مونگھیر۔ اہلیہ
حبیب اللہ خاں گلزار باغ پٹنہ۔ ہمشیرہ سید محمد حسن ... بیگم سید محمد حامد پٹنہ سٹی۔ بنت محمد
محبوب عالم دیوان محلہ پٹنہ سٹی۔ نور جہاں گلزار باغ۔ بیگم احمد غضنفر کھجولی دربھنگہ۔ ح۔ م۔ خ
گردنی باغ پٹنہ۔ مریم بی بی بھاگلپور۔ ل۔ ب گیا۔

وسط ہند راجپوتانہ مسز عبد الجبار خاں بھوپال۔ ... مسز مولوی عبد الرؤف انصاری ... بیگم سردار خواجہ محمد اکرم بی اے بھوپال۔
عائشہ خانم جے پور۔ بنت محمد احمد اجمیر۔ بنت مفتی حسین خاں ... پور۔

صوبہ دہلی اطہر سلطانہ بنت ظہیر الدین صاحب اسپر دائرہ نئی دہلی۔ بنت عبد الغنی محکمہ تعلیمات دہلی

ہمشیرہ ساجد علی خاں روشن آرا باغ دہلی۔ ناصرہ بیگم خیری عفت جہاں۔ محمدی بیگم۔ بیگم مرزا عبدالرحمٰن بیگ سوئی والاں۔ رقیہ خانم گڈگانوہ ۔

پنجاب و سرحد
بنت شیخ علی احمد صاحب جج ہوشیارپور۔ ایس بی طاہرہ لاہور۔ خورشید بیگم لاہور۔ ممتاز بیگم راولپنڈی۔ بنت خانصاحب ڈاکٹر محمد خاں کمشنر فیروز پور۔ اقبال بیگم منٹگمری۔ مسز سید عطار اللہ شاہ بیرسٹر جالندھر۔ نواب سعید خانم دینا نگر۔ بیگم چودہری نور احمد خاں انسپکٹر زراعت ایبٹ آباد۔ مسز عزیز احمد خاں لفٹننٹ کیمبل پور۔ کلثوم سعیدہ خانم دینا نگر۔ کنیز فاطمہ امرتسر۔ نور فاطمہ بیگم ڈسپنسری منٹگمری۔ سیدہ اقبال بیگم ملتان۔ خاتون جہاں گوجرانوالہ۔ مسز محمد خلیل خاں نور۔ رشیدہ منزل لاہور۔ بنت ڈاکٹر محمد حسین صاحب کیمیکل اگزامینر لاہور۔ مسز سید مظہر حسن وکیل سیالکوٹ۔ رشیدہ خانم سیالکوٹ۔ ح۔ ت خانم دھوگڑی۔ مسز الہ بخش شیخی سرحد۔ مسز راجہ محمد انور خاں۔ کوٹ فضل داد خاں منٹگمری۔ اہلیہ امام خاں انجنیئر منٹگمری۔ افضل بیگم لدھیانہ۔ رضیہ خانم جھنگ۔ ف۔ ب لائل پور۔ مسز لفٹننٹ قاضی تصدق حسین نوشہرہ۔ مسز ڈاکٹر محمد ایوب محمد بلوچستان ۔

یوپی
بنت حکیم یحییٰ خانصاحب شیخ گڑھ۔ بیگم محمد اسمٰعیل صاحب وکیل ہمیرپور۔ مسز احسن الغفور رضا بی اے جھانسی۔ بنت مولوی اکبر علی صاحب بی اے بنارس۔ انوری بیگم گورکھپور۔ اہلیہ حکیم جیلانی کھیری۔ بنت میر شامت علی بہرائچ۔ کنیز بانو ہمشیرہ سید محمد صادق انسپکٹر پولیس۔ بنت فضل الرحمٰن خاں امر پاپر شاہجہانپور۔ بلقیس جہاں جونپور۔ بیگم سید احمد میاں شیخوپورہ بدایوں۔ مسز عبدالرحمٰن جانی گورکھپور۔ ہمشیرہ شیخ مختار احمد انصاری گھوسی۔ اہلیہ سلیم سندر کانپور۔ جمشید بیگم گورکھپور۔ فخر النساء بی بی گورکھپور۔ ہمشیرہ محمد ہمایوں بی اے علی گڑھ۔ مسز مصطفےٰ حسین جیلانی۔ مسز اظہر محمد خاں دہرہ دون۔ حمیدہ بیگم میرٹھ۔ جہاں آرا بیگم بنارس۔ ہمشیرہ محمد حسین رضوی لکھنؤ۔ ام سلمہ بیگم سلیم پور۔ صغیٰ بیگم قریشی آگرہ۔ مسز محمد ذاکر صاحب بوریا۔ زبیدہ خاتون گورکھپور۔ بگانہ محمد عظیم صدیقی کانپور۔ مسز احسن محمد شیخوپور۔ سید راحت حسین بلند شہر۔ ہمشیرہ عبدالباری لکھنؤ۔ اہلیہ عبدالوہاب الہ آباد۔ مسز مشیر علی عباسی آگرہ۔ مسز غلام باری علی گڑھ۔ مسز سید حسن میرٹھ۔ مسز منیر الدین احمد لکھنؤ۔ مسز عبدالرحیم جھانسی۔ سیدہ آمنہ الہ آباد۔ اصغری بیگم ہردوئی۔ حمیدہ بانو فاروقی بنارس۔ اہلیہ انعام الحق کانپور۔ صاحبہ قطب الدین بڑا گانوں۔ ن۔ عفت خریدار ۵۳۳ میرٹھ۔ ایس ام مسلم پھپوند۔ مسز نذر محمد ترا پور۔ المطاف احمد خاں بیلی ۔

مسز محمد حسین بی اے ہیڈ ماسٹر پورٹ بلیئر۔ بنت منشی عبدالوہاب خاں۔ جمیلہ خاتون۔ بنت قاضی جلال الدین علی گڑھ۔ فضل کریم دلرا۔ ابو اسحاق قریشی گھوسی۔ رضا امام انجمن۔

بزم عصمت کا باقی حصہ صفحہ ۴۱۳ پر دیکھئے!

رسید مضامین

(یکم اگست ۳۷ء سے ۱۵ نومبر ۳۷ء تک)

(الف) یہ مضامین شائع ہونگے!

منگنی (پروفیسر ستار خیری ایم اے از برلن) معاوضہ مضامین (زہرہ بیگم فیضی) ہریت من اللہ (زہرہ بیگم فیضی) ریل کا پہلا سفر (مسز یوسف لزمان) سفرنامہ حج (حامدہ بیگم خیری) اسٹین سلنگ (بلقیس صمد) تین آرزوئیں (اظفر جہاں) دختران اسلام (بلقیس جمال) تجسس (سال نور مہرالنسا) آنکھ کان کی بیماریاں (کلثوم سعید خانم) گھر کی مکمہ اصلی رنگ میں (عائشہ بیگم) انتہائی ظلم (بیگم احمد غفور) موٹاپا (حسن بیگم) انگریزی ٹوپی (صغرا بیگم سنہرواریہ) فرائے درد (لطیف بیگم) سردیوں کے کپڑے (بلقیس جہاں) حلوا سوہن کی ترکیب (انوری بیگم) باجرہ خاتون الف خ بنت جلال سی سی) بنت خان بہادر محبوب حسن) گوشہ فیل (بنت نقی الحسن) خاں نعمت (بنت خان بہادر اشفاق حسین) ساڑھی باندھنا (ا۔ میسورہ) گرمی میں بچے (محمد ظفر ایم اے)*

(ب) یہ مضامین زیر غور ہیں

انوکھی رسم ۔ مدینۃ الزہرا (از حسین آباد) کفایت شعاری (از دنیا نگر) مضمون بے عنوان از ماڈرن لیڈی۔ کھیترانی ڈگنس (از جھنگ) افسردہ حال کا نالہ طراز۔ (حیدر آباد دکن) ایک شب (از ب گ) مسافر شب نظم (مظفر نگر) منگیتر سے خط وکتابت (دریا پور) مریم بنت بانا شریعت اسلام اور پردہ (نسیم) دستکاری (دفعہ ب) مضمون بے عنوان از اختر ننگکرہ۔ امریکہ کے فرشتے جاپان کی ایک خاتون (ت۔ حیدرآباد) ادبی کام (از حبیب اللہ) نذر نیاز (از دہلی) موسم بہار نظم (حیدرآباد دکن) شہری خانہ مورثی رات (کلکتہ نعیمہ بیگم) دیہاتی بہت اعورت اور تمسخر، مذاہب (حبیب اللہ) تحریر النسا۔ خالہ ان تقسیم: از نامی آباد

امتحان و شادی (حیدرآباد) کارآمد تجربے (انسترا) حسن اتفاق (ڈھاکہ گڑھ) معاشیات آزمائش
دن (حیدرآباد دکن) ساس بہو (مظفر نگر) تربیت اطفال (ادیاپور) زندگی کیونکر خوشگوار ہو (لدھیانہ)
نصیحت آمیز مضمون نگاری۔ ریل کا سفر (جونپور) عید میلاد (رسول) بچے اور سردی (بنگلور)
دانتوں کی حفاظت (اورنگ آباد دکن) لعنت (دہلی) پردہ اور رسم منگنی (مراد آباد) زچہ خانہ (ٹیکم پور)
بزم قدرت (اشتیاق جہاں) تعلیم نسواں (شوکت سدی) ایک وضعداشت (حسین آباد) فرائض نسوانی
(دہلی) مظلوم عورت (بارہ بنکی) زیب النساء (بدایوں) جاپانی مکان میں ایک دن (حیدرآباد دکن)
نماز (راجپور) ہمدردی (رجاء النساء بھرا) زنانہ مسلم کلب کی تجویز (علی گڈھ) تاج گنج (رحمن بیگم) مذہبی حالت
رب غفور (گروشہ) ٹسکے پھول۔ تیتری۔ چڑیا۔ مطبخ وغیرہ (عزیز بانو۔ سنور جہاں۔ خدیجہ بائی بنت [illegible]
بلقیس جہاں بی بی۔ بنات عبد الوہاب مقوسلہ وغیرہ (کلکتہ۔ حیدرآباد دکن۔ مونگیر) حور اجل
([illegible])

(ج) ناقابل اشاعت مضامین

(۱) میرانیس کی شاعری (۲) شہید کربلا (۳) ناک (۴) آسمانی شادی (۵) امام غزالی (۶) رابعہ بصری
(۷) نور جہاں (۸) اتفاق (۹) رمضان (۱۰) عید میلاد (۱۱) ایک زبردست فرمانروا کی بیگم
(۱۲) ملاقات [illegible] (۱۳) ہندوستانی مستورات (۱۴) چین کی عورتیں (۱۵) مسرت حقیقی (۱۶) موتیا کا
پھول (۱۷) فلاح النساء (۱۸) انسانیت کی قربانی (۱۹) نوخیز والدین (۲۰) بچپن کی یاد
(۲۱) زیور اور [illegible] (۲۲) صحت (۲۳) عورت کی مشکلات کا حل (۲۴) ہوائی جہاز
(۲۵) قرآن مجید (۲۶) زعفران زار (۲۷) ظرافت (۲۸) قابل تقلید شادی پر خیالات
(۲۹) شادی پر خیالات (۳۰) لڑکیوں کی آزادی (۳۱) بے پردگی (۳۲) پردہ اور اسلام
(۳۳) اسلامی پردہ (۳۴) چو کفر از کعبہ۔۔۔ (۳۵) تصویریں اور اسلام (۳۶)
ہماری تعلیم کس رنگ میں ہے (۳۷) انگریزی مدارس (۳۸) سرکاری مدرسے اور لڑکیوں کی
آزادی (۳۹) اعلیٰ تعلیم اور عصمت (۴۰) زنانہ کالج علی گڈھ (۴۱) کپڑے درزیوں
سے سلوانا (۴۲) ہماری [illegible] (۴۳) حالات زندگی رسالت مآب (۴۴) تعدد ازدواج
برکت ہے (۴۵) تعدد ازدواج (۴۶) تعلیم نسواں (دیباگھر) (۴۷) تعلیم نسواں (بدایوں)
(۴۸) تعلیم نسواں (سورت) (۴۹) کامل انسان (۵۰) جیل کی جہالت (۵۱) بے عنوان
مضمون متعلق شادی از جنتہ (۵۲) بے عنوان مضمون متعلق شادی از ایک خریدار۔
(۵۳) میں کیا ہوتا (۵۴) ایہا المشفقین (۵۵) ناک (۵۶) بے عنوان مضمون متعلق شاہ
انگلستان (بدایوں) (۵۷) نماز (۵۸) مسلمان بہنیں اور نماز (۵۹) پروانہ (۶۰) منگنی اور آزادی
(۶۱) کیا خط و کتابت جائز ہے (۶۲) منگیتر سے کورٹ شپ (۶۳) والدین کی مرضی اور منگنی
(۶۴) بے دیکھے شادی (۶۵) ہماری موت (۶۶) زبان کی فریاد (۶۷) مشاغل کے فوائد۔

(۶۸) اے دوست کہاں ہے تو (۶۹) جوش اور امنگ (۷۰) عصمت کا سالگرہ نمبر (۷۱) ہم اور ہمارا پرچہ (۷۲) سالگرہ نمبر دیکھ کر (۷۳) جولائی کا عصمت (۷۴) پیارا عصمت (۷۵) زنانہ رسالے (۷۶) عصمت کی قیمت میں اضافہ (۷۷) زنانہ سٹور کیوں کھلے (۷۸) یورپ اور خواتین۔

قصے کہانیاں

(۷۹) بدنصیبی کی حد (۸۰) تصویر حیات کا پہلا رخ (۸۱) رقیہ کی صندوقچی (۸۲) ماں کی نصیحت (۸۳) فیروزہ اور موت (۸۴) آزمائش (۸۵) انجام اسراف (۸۶) غرور کا سر نیچا (۸۷) شہید کیمیا (۸۸) تعلیم انگریزی (۸۹) کاش میں جاہل ہوتی (۹۰) ہائے میں کیوں زندہ ہوگیا (۹۱) انجام آزادی (۹۲) ترقی کا راز (۹۳) دادی تکین اور نائٹ سکول (۹۴) مسئلہ زندگی (۹۵) شہید وفا (۹۶) نالائق بیوی (۹۷) گردش تقدیر۔

نظمیں

(۹۸) نصیحت (۹۹) درشان حسین (۱۰۰) نظم نعتیہ (۱۰۱) محرم (۱۰۲) نوحہ غم (۱۰۳) سہرا (علی گڑھ) (۱۰۴) سہرا (بمبئی) (۱۰۵) چاندنی (۱۰۶) غنچہ افسردہ (۱۰۷) واجد خیری کی شادی پر مبارکباد (۱۰۸) عصمت کا سالگرہ نمبر دیکھ کر (۱۰۹) قصیدہ امید (۱۱۰) دور بہار (۱۱۱) صداقت (۱۱۲) غریب الوطنی (۱۱۳) موسم گرما (۱۱۴) برکھا رت (۱۱۵) کسی کی یاد (۱۱۶) غزل (۱۱۷) ایک آرزو۔

دسمبر ۳۶ء کے پرچہ میں مضمون نگاری کی جو ہدایتیں کی گئی ہیں اگر ان کا خیال رکھ کر مضامین بھیجے جاتے تو ناقابل اشاعت مضامین کی اسقدر کثرت نہ ہوتی۔ جو بیبیاں اس سال خریدار ہوئی ہیں اور مضمون نگاری کا قابلیت جذبہ رکھتی ہیں انہیں دسمبر ۳۶ء کا پرچہ ضرور دیکھ لینا چاہئیے۔

ایڈیٹر

بیگمات کیلئے لاجواب تحفہ

کشیدہ کاری کی اصلی مشین

یہ وہی مینظیر مشین ہے جس کی نسبت ۳۴ مارچ کے تہذیب نسواں میں ایک محترم خاتون اپنے مضمون کے دوران میں فرماتی ہیں کہ سچ تو یہ ہے کہ اشتہار کی تعریف توصیف بے بنیاد نہیں واقعی یہ ننھی سی چیز اپنی بساط سے زیادہ کارآمد ہے جو بہنیں اس کے صحیح استعمال سے بخوبی واقف ہیں ضرور مجھ سے متفق ہونگی کہ آرائشی اشیا ایسی خوبصورت کاڑھی جاتی ہیں کہ کمرہ ملاقات گویا ایک ننھا سا سدا بہار باغیچہ بنجاتا ہے جہاں باد سموم کا خوف نہ خزاں کا اندیشہ پردے میز پوش گدیاں فوٹو فریم سلیپر وغیرہ کے لیے یہ کاریگری نہایت موزوں ہے اگر احتیاط سے زیر استعمال رکھیں تو سالہا سال تک یہ چیزیں خراب نہیں ہوتیں۔ بچوں کے کلوک اور فراک پر بھی خصوصاً گرم لباس پر ایک ایک چھوٹا سا پھول خوشنما معلوم ہوگا اور پسند تو عموماً بہت خوبصورت کاڑھے جانے میں مخمل و دسوتی، اور دیگر مناسب کپڑوں پر نہایت عمدہ بیل بوٹے نکالنے کیلئے ہماری مشین نہایت کارآمد ثابت ہوئی ہے جو گھنٹوں کا کام منٹوں میں سرانجام دیتی ہے اسکا ابھرا ہوا کام فی الحقیقت بڑا دلفریب ہوتا

قیمت مشین و سامان متعلقہ حسب ذیل ہے

مشین ساڑھے چار روپیہ کپڑا تاننے کا فریم مع ٹکس ۱۲ ریشم کی گچھیاں عہ درجن چھپے ہوئے نقشے درجہ اول ۱/۵ درجہ دوم ۶ فی عدد سب چیزیں انکو اکٹھا محصولڈاک ۱۰ اگر آپ اونی کام کرنا چاہتی ہیں تو اون منگائیے ولائتی قسم کی ولایتی اون فی گچھا عہ اگر ریشم سے کام کرنا چاہتی ہیں تو ریشم منگائیے۔ ہر مشین کے ہمراہ کام کا نمونہ اور مفصل ترکیب استعمال اردو و انگریزی میں بھیجی جاتی ہے نقلی مشینیں بازار میں بہت آگئی ہیں اصلی مشین کے لیے آپ صرف ہمارا پتہ یاد رکھیں ہماری فرم کی نسبت ممتاز الحق صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھوپال تحریر فرماتے ہیں تصدیق کیجاتی ہے کہ ایس احمد صاحب کے یہاں کی کشیدہ کاری کی مشین کارآمد اور پائیدار ہے ہر ایک بہن اس سے مستفید ہوں۔ ریشم وغیرہ بھی اس کارخانہ سے اچھا دستیاب ہوا۔ عصمت کے حوالے سے پیکنگ کا خرچ نہیں لگے گا۔

پتہ۔ ایس احمد اینڈ کمپنی پوسٹ نمبر ۴۵ الاہور

ضرورت نکاح

ایک تعلیم یافتہ خوش حال با عزت تاجر پیشہ عمر ۳۵ سال کسی نہایت شریف خاندان میں نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ خوبصورتی انتظام خانہ داری کی مہارت اور مناسب تعلیم کے ساتھ پابندی مذہب و پردہ اشد ضروری ہیں۔ دہلی یا کلکتہ کے خاندان کو ترجیح دی جائے گی۔ جوابات پوری تفصیل کے ساتھ آنے چاہئیں تاکہ پھر کوئی بات دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہ جائے۔

تمام خط و کتابت بالکل مخفی رہے گی

"م" معرفت رسالہ عصمت دہلی

آپ یہ کتابیں ضرور منگائیں

روح القرآن معزز ہمعصر شباب اردو رقمطراز ہے کہ جناب چودھری محمد ظفر صاحب ایم اے ایک جلیل القدر مصنف اور روشن دماغ ادیب ہیں۔ زبان اردو پر آپ نے وہ احسان عظیم کیا ہے اور کر رہے ہیں وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ کی تازہ تالیف اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ یہ کتاب جناب مؤلف کی سالہا سال کی عرق ریزی اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے ایک قلزم زخار کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس کتاب کا پہلا حصہ واعظین اور مبلغین کے لیے ایک بیش بہا مخزن ہے۔ دوسرا حصہ قرآن پاک کی مکمل اور جامع لغات ہے اور تیسرا حصہ خواص و مطالب شان نزول کا عظیم الشان خزانہ ہے۔ طرز بیان اسقدر صاف اور زود فہم ہے کہ مبتدی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ کتاب دنیائے اسلام میں بیحد مقبول ہوگی جسے پڑھ کر بیساختہ زبان سے نکلتا ہے جزاک اللہ فی الدارین خیرا ہماری رائے میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان شادی کے وقت جہیز میں قرآن شریف کیساتھ اپنی لڑکی کو خیر و برکت کے لیے دیں۔ قیمت ۲/، **ماں بچہ کی نگہداشت** خانہ داری کے پیچ و خم کا تعویذ ہے قیمت ۱/ **رفیق زمیندار**۔ بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہے زندگی کے مختلف شعبوں پر کارآمد قیمت ۱۲/

پتہ۔ مولوی محمد قمر پبلشر سلسلہ سرمایۂ اطفال گڑگانوہ پنجاب

باہتمام مولوی محمد عبدالرحمٰن پرنٹر پبلشر مینیجر محبوب المطابع دہلی میں چھپا

باہتمام رازق الخیری پرنٹر و پبلشر محبوب المطابع دہلی میں چھپکر شائع ہوا